کلیات اکبر الہ آبادی

از

اکبر الہ آبادی

حصہ دوئم

قطعات

جلوۂ دربار دہلی

سر میں شوق کا سودا دیکھا
دہلی کو ہم نے بھی جا دیکھا
جو کچھ دیکھا اچھا دیکھا
کیا بتلائیں کیا کیا دیکھا

☆☆☆☆☆

لطف ہے مجھ کو بادہ صافی
شغل یہی ہے دل کو کافی
مانگتا ہوں یاروں سے معافی
خیر اب دیکھئے لطف قوافی

☆☆☆☆☆

جمنا جی کے پاٹ کو دیکھا
اچھے ستھرے گھاٹ کو دیکھا
سب سے اونچے لاٹ کو دیکھا
حضرت ڈیوک کناٹ کو دیکھا

☆☆☆☆☆

پلٹن اور رسالے دیکھے
گورے دیکھے کالے دیکھے
سنگینیں اور بھالے دیکھے

بینڈ بجانے والے دیکھے

خیموں کا اک جنگل دیکھا
اس جنگل میں منگل دیکھا
برھما اور ورنگل دیکھا
عزت خواہوں کا دنگل دیکھا

سڑکیں تھیں ہر کیمپ سے جاری
پانی تھا ہر پمپ سے جاری
نور کی موجیں لمپ سے جاری
تیزی تھی ہر جمپ سے جاری

کچھ چہروں پر مردی دیکھی
کچھ چہروں پر زردی دیکھی
اچھی خاصی سردی دیکھی
دل نے جو حالت کر دی دیکھی

ڈالی میں نارنگی دیکھی
محفل میں سارنگی دیکھی
بیرنگی بارنگی دیکھی

IqbalCyberLibrary.net
All rights reserved

دھر کی رنگا رنگی دیکھی

اچھے اچھوں کو بھٹکا دیکھا
بھیڑ میں کھاتے جھٹکا دیکھا
منہ کو اگرچہ لٹکا دیکھا
دل دربار سے اٹکا دیکھا

ہاتھی دیکھے بھاری بھر کم
ان کا چلنا کم کم تھم تھم
زریں جھولیں نور کا عالم
میلوں تک وہ چم چم چم چم

پر تھا پہلوئے مسجد جامع
روشنیاں تھیں ہر سو لامع
کوئی نہیں تھا کسی کا سامع
سب کے سب تھے دید کے طامع

سرخی سڑک پر کٹتی دیکھی
سانس بھی بھیڑ میں گھٹتی دیکھی
آتش بازی چھٹتی دیکھی

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved

لطف کی دولت لٹتی دیکھی

☆☆☆☆☆

چوکی اِک چوکھی دیکھی
خوب ہی چکھی پکھی دیکھی
ہر سو نعمت رکھی دیکھی
شہد اور دودھ کی مکھی دیکھی

☆☆☆☆☆

ایک کا حصہ من و سلوا
ایک کا حصہ تھوڑا حلوا
ایک کا حصہ بھیڑ اور بلوا
میرا حصہ دور کا جلوا

☆☆☆☆☆

اوج برٹش راج کا دیکھا
پر تو تخت و تاج کا دیکھا
رنگ زمانہ آج کا دیکھا
رخ کرزن مہراج کا دیکھا

☆☆☆☆☆

پہنچے پھاند کے سات سمندر
تحت میں ان کے بیسیوں بندر
حکمت و دانش ان کے اندر

اپنی جگہ ہر ایک سکندر

☆☆☆☆☆

اوج بخت ملاقی ان کا
چرخ ہفت طباقی ان کا
محفل ان کی ساقی ان کا
آنکھیں میری باقی ان کا

☆☆☆☆☆

ہم تو ان کے خیر طلب ہیں
ہم کیا ایسے ہی سب کے سب ہیں
ان کے راج کے عمدہ ڈھب ہیں
سب سامان عیش و طرب ہیں

☆☆☆☆☆

اگزبیشن کی شان انوکھی
ہر شے عمدہ ہر شئے چوکھی
اقلیدس کی ناپی جوکھی
من بھر سونے کی لاگت سوکھی

☆☆☆☆☆

جشن عظیم اس سال ہوا ہے
شاہی فورٹ میں بال ہوا ہے
روشن ہر اک ہال ہوا ہے

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.

قصۂ ماضی حال ہوا ہے

ہے مشہور کوچہ و برزن
ہال میں ناچیں لیڈی کرزن
طائر ہوش تھے سب کے پرزن
رشک سے دیکھ رہی تھی ہرزن

ہال میں چمکیں آ کے یکایک
زریں تھی پوشک جھکا جھک
محو تھا ان کا اوج سما تک
چرخ پہ زہرہ ان کی تھی گاہک

گو رقاصۂ اوجِ فلک تھی
اس میں کہاں یہ نوک پلک تھی
اندر کی محفل کی جھلک تھی
بزم عشرت صبح تلک تھی

کی ہے یہ بندش ذہن رسانے
کوئی مانے خواہ نہ مانے
سنتے ہیں ہم تو یہ افسانے

جس نے دیکھا ہو وہ جانے

خدا جانے کہا کس نے یہ کس دن عقلِ مسلم سے
کہ مشرق کو نظر آتا نہیں مغرب سے چھٹکارا
گئی دنیا تو پھر ہم دین کو اب کیوں لگا رکھیں
برا معلوم ہوتا ہے مسائل کا یہ پشتارا
مضر ہیں مذہبی قیدیں مناسب ہے شکست ان کی
مزاحم ہیں مگر یہ مولوی ان کا نہیں چارا
وہ چھینٹے دیجئے ان کو حکیمانہ طریقوں سے
کہ بجھ کر راکھ ہی ہو جائے مذہب کا یہ انگارا
چلے مقراض تدبیر ایسے پیچیدہ طریقوں سے
کہ جڑ کٹ جائے مذہب کی یہ گھر ہو منہدم سارا
عمل جاتا رہے بالکل فقط الفاظ رہ جائیں
انہیں بھی پست کر دے مغربی حکمت کا نقارا
ترقی پائے گی قوم آپ کی پھر دور گردوں میں
عجب کیا ہے کہ پھر بجنے لگے اقبال کا دھارا
قیامت کر گئی قومی ترقی گوش مسلم میں
لگا کہنے زہے نعمت اگر حاصل شود مارا
اگر آں شاہد مغرب بدست آرد دل مارا
بچشم مست او بخشیم تسبیح و مصلی را

مصلّے کو غرض تہ کرکے اٹھا عابد مشرق
جو طاقت آگئی تھی دل مین اس طاقت سے للکارا
ادھر تحریر ادھر اسپیچ ادھر سازش ادھر بندش
اسے جھڑکا اسے ڈانٹا اسے گانٹھا اسے مارا
نتائج پر نظر کب مرد عاشق تن کی ہوتی ہے
وہ سمجھے ہیں نئی ایک قوم کا بن جاؤں گا دارا
دو روزہ پالیسی نے اس طرف سے تقویت دے دی
ادھر بجنے لگا فتح و ظفر کا پھر تو نقارا
ڈنر، عہدے، تبسم، مشورے وعدے بنے گیسو
وہ گیسو جس سے پھیلی بوئے مست عنبر سارا
حواس ظاہری کے دام سے بچنا ہوا مشکل
کجا موہوم حوریں اور کجا پریوں کا نظارا
وہ ٹوٹے یہ گرے وہ پھسلے یہ چت ان کو غش آیا
نہ ایماں میں رہی طاقت نہ دل میں ضبط کا یارا
حریفان طرب آگیں نے چھیڑا سازِ عشرت کو
بجایا سب نے مضراب ہوس سے دارادا دارا
بتوں کے عشق میں پڑ ہی چکے تھے عقل پر پتھر
مسوں کا بے تکلف چڑھ گیا ہر قلب پر پارا
غریبوں دردمندوں بے کسوں کے دل کی کیا ہستی
وہ حالت پیش آئی تھی کہ جس سے موم ہو خارا
نہ حالی کی مناجاتوں کی پروا کی زمانے نے

نہ اکبر کی ظرافت سے رکے یاراں خود آرا
زبانِ حال سے فریاد تھی یہ اہلِ تمکیں کی

کہ اے نظم جہاں را حافظ داے عرش را دارا
فغاں زیں سحر فن دلکش مسان آفتِ ایماں

چناں بروند صبر از دل کہ ترکاں خوان یغمارا
ہوا سب کو تعجب کیوں ہوئیں یہ حالتیں پیدا

نہ تھا یہ مطلب سید کہ اس رخ پر چلے دھارا
وہ پردے کے بڑے حامی تھے طاعت کے ہوید تھے

وہ خواہاں تھے کہ چمکے اوج پر اسلام کا تارا
حباب آسا جو آسانی سے ٹوٹا گنبد مذہب

تو کیا اقبال و عزت کا ادھر بہنے لگا دھارا
سنا سب کچھ مگر دیکھا جو بالاخر تو کیا دیکھا

وہی اینٹیں وہی پتھر وہی چونا وہی گارا
ادھر شیرازہ قومی کو ہم ہیں توڑتے جاتے

ادھر بازی حریفوں کی ہے ہاتھ ان کے ہے پوبارا
نتیجے ہم نے خود آنکھوں سے دیکھے روز روشن میں

فلک نے سرکشوں کو خاک ناکامی پہ دے مارا
کہیں تحقیر مذہب کی کوئی تعظیم کرتا ہے

بجھا کر دورِ دل کوکب ہے چمکا بخت کا تارا
بہت ہے غفلت و ترک عمل دنیا میں یہ مانا

عقیدہ اصل ہے لیکن وہ ہونا چاہیے پیارا

مدار خیر خواہی ترک مذہب پر نہیں ہرگز
ہر اک نے دل سے انگلش کی ہے لائلٹی[22] کا دم مارا
نہ تھا یہ مطلب سارہ کہ اسمٰعیل کافر ہو
حریفانہ نہ ہو انداز مطلب تھا یہی سارا
جب اپنی ہسٹری ہم بھول جائیں گے تو کیا ہوگا
خدا را اک نظر اس سین کا کرتے تو نظارہ
صلوٰۃ بے وضو سے رو رہی ہے اس طرف مسجد
اُدھر قرآن بے رغبت سے دل مذہب کا سی پارہ
مشینیں چل رہی ہیں اور کسی کی کچھ نہیں چلتی
ادھر ہیں بے چھلے کندے ادھر ہے برق وش آرا
خود اپنی قوم کی تحقیر کرنا اس کے کیا معنی
یہ کس جادو نے بچوں کو کیا خودبین و خود آرا
کہیں اطفال ناداں ہیں کہیں پیران بے طاقت
یہ غوطے کھاتے ہیں فقرے میں آتا ہے وہ بیچارا
یہ اخلاقی یہ روحانی بنائیں ٹوٹتی کیوں ہیں
یہ نفس مطمئنہ پر ہوا کیوں غالب امارا
یہ کس کل کے بنیں گے جزو کھو کر اپنی ملت کو
مگر ہاں اپنے بیلوں میں ملا لے کوئی بنجارا
ہمارے حکمراں تو چرچ میں سرگرم طاعت ہوں
تو ہم بندے پھریں کیوں دشت بے دینی میں آوارا
عمل مطلوب ہے بیشک مگر نور اپنا کیوں کھوئیں

زمانے کو ہے گردش ہم بنیں ثابت سے سیارا
ہو الاول ہو الاخر یہ شہد روح پرور ہے
پھر و آزاد ہو کر یہ ہے بالو کا شکر پارا
بٹھایا کیوں نہیں جاتا یہ نقشِ جانفزا دل پر
کہ روحانی ترقی میں ہو لڑکا عرش کا تارا
بہت فکر اس کی ہے دن رات گو قومی بزرگوں کو
مگر کمزور یہ موجیں ادھر غفلت کا ہے دھارا
میں یہ پیچیدہ بحثیں پیش کرنے کو تھا آمادہ
کہ اتنے میں جناب حضرت حافظ نے للکارا
حدیث از مطرب دمے گو دراز دھر کمتر جو
کہ کس نکشو دو نکشاید بحکمت ایں معمارا

قدیم وضع پہ قائم رہوں اگر اکبر
تو صاف کہتے ہیں سید یہ رنگ ہے میلا
جدید طرز اگر اختیار کرتا ہوں
خود اپنی قوم مچاتی ہے شور و واویلا
جو اعتدال کی کہیے تو وہ ادھر نہ ادھر
زیادہ حد سے دیئے سب نے پاؤں میں پھیلا
اِدھر یہ ضد ہے کہ لیمنڈ بھی چھو نہیں سکتے
اُدھر یہ دھن ہے کہ ساقی صراحی مے لا

ادھر ہے دفتر تدبیر و مصلحت ناپاک
ادھر ہے وحی ولایت کی ڈاک کا تھیلا
غرض دو گو نہ عذاب است جانِ مجنوں را
بلائے صحبتِ لیلیٰ و فرقتِ لیلےٰ

☆☆ ☆ ☆☆

یہ تسبیح و تکبیر و حمد و دعا
ہے نورِ دلِ بندگانِ خدا
یہ پلٹن کے گورے ہر اتوار کو
سجاتے ہیں گرجا کے دربار کو
اگر یہ کہو ہیں وہ بالکل وحوش
تو دیکھو کہ عابد ہیں حضرت لیٹوش۲۳
جب اڈورڈ ہفتم ہوئے تھے علیل
تو کی قوم نے یادِ ربِ جلیل
کمی کی نہ اسٹیٹ نے خرچ میں
دعائیں ہوئیں دھوم سے چرچ میں
وہ جنرل کو دبتی تھی جن سے زمین
ہیں گرجا میں راکع مع الراکعین
ہوئے جنگ سے زار اندیشہ ناک
گرے سجدے میں پیشِ اللہ پاک
سر بادشاہان گردن فراز

Iqbal Cyber Library.Net
All rights reserved.
©2002-2006

بدرگاہ او بر زمین نیاز

ہم نشیں کہتا ہے کچھ پروا نہیں مذہب گیا
میں یہ کہتا ہوں کہ بھائی یہ گیا تو سب گیا

نیشنل فیلنگ تو ہم میں کبھی تھی ہی نہیں
اتحاد دیں فقط باقی رہا تھا اب گیا

ہے عقیدوں کا اثر اخلاق انسان پر ضرور
اس جگہ کیا چیز ہوگی وہ اثر جب دب گیا

پیٹ میں کھانا زباں پر کچھ مسائل ناتمام
قوم کے معنی گئے اور روح کا مطلب گیا

منقلب ہوتے ہیں پیہم طالب العلموں کے کورس
کورس بھی رخصت ہوا اس کا زمانہ جب گیا

اتحاد معنوی ان میں برائے نام ہے
دیکھتے ہو اک گروہ اک راہ ہو کر کب گیا

بعد ازیں کیا حشر ہوگا یہ تو سوچو دوستو
جو اٹھا بہر ہلاک ملت و مشرب گیا

اس سے نفرت ان کو ایسی مستقل تازی زباں
حیف مسلم سے خیال مبنی و معرب گیا

مجلس دنیا میں کس صف کے بنو گے مستحق
دور ہو اولارڈ ارو پر تو یا رب گیا

نوکری کے باب میں وہ پالیسی قائم نہیں
ہوش میں آؤ وہ رنگ روز و رنگ شب گیا
ہم یہی کہتے ہیں صاحب سوچ و انجام کار
دوسرا پھر کیا ٹھکانا ہے اگر مذہب گیا

اک لعبت چیں کو لندن سے جو بیاہ کے لائے مفاعیلن
احباب نے تیر مطاعن سے ان کے دل کو مجروح کیا
باپ ان کے یہ بولے کشتی مری واللہ ڈبو دی ہائے غضب
اس لڑکے نے صحبتِ بد پا کر یہ کا رابن نوح کیا
تعلیم کو میں نے بھیجا تھا تزویج کی اس نے ٹھہرائی
ممدوح تو بنا بھول گیا بس اپنے تئیں منکوح کیا
لڑکے نے جواب میں عرض کیا اے قبلہ و کعبہ سنئے تو
یہ کون برائی میں نے کی جو فاتح کو مفتوح کیا

مسانِ خود فروش آخر فرستادند ایں پلہا
طلب کروند زر چنداں کہ خوں افتاد در ولہا
نشاط طبع برہم شد شکست آں رنگ محفلہا
الایا ایہا الساقی اور کا ساونا ولہا
کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا
اِدھر بے علم دیں ہے نور ایماں قلب سے زائل

ادھر کالج کا بیڑا پار کرنے پر ہے دل مائل
ادھر ہے نوکری دشوار چکر میں ہے ہر سائل
شب تاریک و بیم موج و گرداب چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکسا ران ساحلہا

نہ قید شرع باقی ہے نہ آزادی کی ہے کچھ حد
نہیں کچھ گفتگو اس باب میں یہ نیک ہے یا بد
بزرگوں کا بھی فتویٰ ہے کہ پڑھ قانون سرسید[۲۴]
بمی سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبودز راہ و رسم منزلہا

کہاں کی پیش بینی جب طبیعت ہی نہ تھی حاضر
مقیم دیر تھے دلچسپ تھی بزم بت کافر
نہ تھا کچھ پاس ایماں دل کی تھی مدنظر خاطر
ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماندآں رازے کزو سازند محفلہا

جو ہونا چاہتا ہے بدر بن جا ماہ نو حافظ
نہ کر آرام رہ راہ طلب میں تیز رو حافظ
لگائے راہ اسی سے رات دن تو اپنی لو حافظ
حضوری گرہمی خواہی ازو غافل مشورہ حافظ
متی ماتلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا

☆☆☆☆☆☆

آئینہ لفظِ خدا ہے بیسیوں مفہوم کا
اور ازاں جملہ مرادف ہے یہ نا معلوم کا
سب کا حصہ قوت و حالت کے لائق ہے یہاں
بس یہی مطلب تو ہے اے مہرباں مقسوم کا

☆☆☆☆☆

پیرو مرشد نے کیا قوم میں بچپن پیدا
وہ یہ سمجھے تھے کہ ہوجائے گا جوبن پیدا
وہ تو پیدا نہ ہوا ہاتھ سے لڑکوں کے مگر
ہو چلے دین کی دیوار میں روزن پیدا
پستی قوم کے جب آگئے دن اے اکبر
اونچے درجوں میں ہوئے عقل کے دشمن پیدا
دین کیا چیز ہے شیرازہ قومی ہے فقط
جس سے ملت کی ہے اک صورتِ احسن پیدا
آج ہوتا نہیں اس کا ضرر ان کو محسوس
ہو رہے ہیں ابھی کچھ لالہ و سوسن پیدا
بالیقیں آئے گا اس باغ پہ ایسا اک وقت
کر چلیں گی روشیں نشتر و سوزن پیدا
صورت برگ خزاں سے ہوگی جو حمیت زائل
ہوں گے اطفال بھی بے غیرت و کودن پیدا
کاہ کی طرح سے اڑ جائیں گے دینی اعمال

اختلافات کے ہوجائیں گے خرمن پیدا
ظلمت جہل سے گھر جائیں گے دل کے اطراف
سینوں میں ہو نہ سکیں گے دل روشن پیدا
کون کہتا ہے کہ انگلش کا نہ ہو دل سے مطیع
کون کہتا ہے نہ کر الفت ولسن پیدا
کون کہتا ہے تکلف سے نہ کر زیست بسر
کون کہتا ہے نہ کر وضع میں جو بن پیدا
کون کہتا ہے کہ تو علم نہ پڑھ عقل نہ سیکھ
کون کہتا ہے نہ کر حسرت لندن پیدا
بس یہ کہتا ہوں کہ ملت کے معانی کو نہ بھول
راہ قومی کا تو خود ہی نہ ہو رہزن پیدا
قوم قوم آٹھ پہر سنتے ہیں ہم قوم کہاں
تار باقی نہیں تو کرتا ہے دامن پیدا
مذہبی شاخ فقط ہے تری قومی ہستی
یہ جو ٹوٹی تو نہیں کوئی نشیمن پیدا
کچھ گھروندا نہیں نیشن کہ بنالیں لڑکے
فطرتی طور پہ خود ہوتی ہے نیشن پیدا
سلف رسکپٹ کا پھر یاد رہے گا نہ سبق
پھر نہیں ہونے کی یہ بحث تو و من پیدا
بزم تہذیب سے ہو جائیں گے قطعاً خارج
حس ہی باقی نہ رہے گا کہ ہوشیون پیدا

بے شک نئی روشنی سے بہتر ہے کہیں
انسان کے لیے کرسچین ہو جانا
یزداں کا خیال تو دلاتا ہے وہ دیں
ہے کفر صریح اہر من ہو جانا
مرشد کہتے ہیں تو ہے ناداں اے دوست
بات اور ہے صاحب سخن ہو جانا
میری چالیں بھی ہیں اس کی تمہید
سکھلاتے ہیں پہلے بے دہن ہو جانا
ساکت کر دے گی ان کو جب بے علمی
آسان ہوگا ادھر وطن ہو جانا

سید سے آج حضرت واعظ نے یہ کہا
چرچا ہے جا بجا ترے حال تباہ کا[۲۵]
سمجھا ہے تو نے نیچر و تدبیر کو خدا
دل میں ذرا اثر نہ رہا لا الہ کا
ہے تجھ سے ترک صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج
کچھ ڈر نہیں جناب رسالت پناہ ﷺ کا
شیطان نے دکھا کے جمال عروس دہر
بندہ بنا دیا ہے تجھے حب جاہ کا

اس نے دیا جواب کہ مذہب ہو یا رواج
راحت میں جو مخل ہو وہ کانٹا ہے راہ کا

افسوس ہے کہ آپ ہیں دنیا سے بے خبر
کیا جانئے جو رنگ ہے شام و پگاہ کا

یورپ کا پیش آئے اگر آپ کو سفر
گذرے نظر سے حال رعایا و شاہ کا

وہ آب و تاب و شوکت ایوان خسروی
وہ محکموں کی شان وہ جلوہ سپاہ کا

آئے نظر علوم جدیدہ کی روشنی
جس سے مخجل ہو نور رخ مہر و ماہ کا

دعوت کسی امیر کے گھر میں ہو آپ کی
کمسن مسوں سے ذکر ہو الفت کا چاہ کا

نوخیز دلفریب گل اندام نازنیں
عارض پہ جن کے بار ہو دامن نگاہ کا

رکئے اگر تو ہنس کے کہے اک بت حسیں
دل مولوی یہ بات نہیں ہے گناہ کا

اس وقت قبلہ جھک کے کروں آپ کو سلام
پھر نام بھی حضور جو لیں خانقاہ کا

پتلون و کوٹ و بنگلہ و بسکٹ کی دھن بندھے
سودا جناب کو بھی ہوٹر کی کلاہ کا

منبر پہ یوں تو بیٹھ کے گوشہ میں اے جناب

سب جانتے ہیں وعظ ثواب و گناہ کا

☆☆☆☆☆

گرمیِ بحث میں انور نے یہ اکبر سے کہا
کہ رہ احمد ﷺ مرسل پہ تو قائم نہ رہا
رہ گئی ہے فقط اوہام پرستی تجھ میں
بادۂ جہل کی بس آ گئی مستی تجھ میں
نہ مقاصد میں بلندی نہ خیالات صحیح
بحر عصیان و تعصب میں تو ڈوبا ہے صریح
سخت ناعاقبت اندیش ہیں شیخ و ملا
قوم برباد ہوئی جاتی ہے کھلم کھلا
کہا اکبر نے یہ الزام ہے بے شبہ درست
تو ہے مجھ سے بھی زیادہ مگر اس راہ میں سست
کبر و تزئین و تجمل سے تجھے ہے بس کام
دل میں انکار ہے اور لب پہ ہے نام اسلام
طاعت حق کی ترے قافلہ میں گرد نہیں
نفس سرد نہیں ہے دل پر درد نہیں
ہم اگر پختگی سے جاتے ہیں خامی کی طرف
تیرا میلان ہے الحاد و غلامی کی طرف
تو بھی اس رنگ سے محروم ہے ہم بھی محروم
صادق آتا ہے یہی قول شہید مرحوم

اے صبا مایۂ سودا نہ تو داری و نہ من

بوئے آں زلفِ چلیپا نہ تو داری دنہ من

☆☆☆

نامہ بنام اودھ پنچ ۱۸۷۷ء

اے گوہر مخزن ظرافت
وے جوہر معدنِ لطافت
سرمایہ انبساط خاطر
تسکین دل و نشاط خاطر
دیباچۂ دفتر فصاحت
عنوان صحیفۂ بلاغت
خلاق معانیِ طرب خیز
کشاف رموز عشرت انگیز
ہادی و ادیب و دانش آموز
گوہر افشاں و گوہر اندوز
زینت دہ شاہد تکلم
آئینہ خندہ و تبسم
سرچشمۂ قول و وعظ و گفتار
گنجینۂ وعظ و پندو اسرار
اے فخر دہ زبانِ اردو
وے اوج دہ نشان اردو
رنگینی میں غیرت گلستان
شوخی میں حریف برق تاباں
کیا خوب ہے نسخۂ اودھ پنچ

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved. ©2002-2006

محبوب ہے نسخہ اودھ پنچ
دن رات یہی ہیں اب تو چرچے
پرچاتے ہیں دل کو اس کے پرچے
ہے خلق خدا قتیل اس کی
حاسد کا حسد دلیل اس کی
معقول مزاح ہے تو یہ ہے
شرعاً جو مباح ہے تو یہ ہے
ہر چند کہ زجر بیشتر ہے
گو فقرہ طعن نیشتر ہے
لیکن وہ قند میں گھلا ہے
یہ آبِ حیات میں بجھا ہے
وہ شربت حفظِ عقل و ایماں
یہ مردہ دلوں کو ہے رگ جاں
بگڑے ہوئے بن گئے ہنسی میں
حکمت ہے تو ایسی دل لگی میں
ہرکس کہ بدید گفت خواب است
باللہ مفرح القلوب است
رندوں کی زباں میں پند دل خواہ
سبحان اللہ واہ واہ
ہر چند کہ طرز پنچ لندن
بے شبہ ہے دل پسند و پرفن

لیکن وہ نقش اولیں ہے
نسبت اس سے اسے نہیں ہے
ماشاء اللہ یہ نقش ثانی
بہتر ہے بصورتِ معانی
وہ پیرِ معمر و کہن سال
یہ خیر سے نونہال اقبال
وہ اک گل صد بہار دیدہ
یہ غنچۂ تازہ نو و میدہ
مولود سعید مریم طبع
عیسیٰ دم و گو ھریم طبع
لطف شام اودھ ہے اس سے
روشن نام اودھ ہے اس سے
اِک نور ہے مہر لکھنؤ کا
اختر ہے سپہر لکھنؤ کا
وہ سرد برنگِ آتشِ گل
یہ گرم بسان آہ بلبل
بحث مضموں میں وہ اگر پیچ
یہ حل نکات میں ہے سرپیچ
واں بازوئے قاز سست بنیاد
یہاں خامۂ نیزۂ چمن زاد
کیسا خامہ زبانِ معنی

کیا ذکرِ زباں کہ جانِ معنی
اُٹھنے میں نگاہِ چشمِ جادو
چلنے مین حریف تیغِ ابرو
مفتاح خزینۂ تصور
نقاش نگینۂ تصور
کہنا اسے شمع کب روا ہے
اوصاف میں شمع سے سوا ہے
وہ چہرہ نمائے بزمِ صورت
یہ پردہ بر افگنِ حقیقت
ہر چند کہ سرمہ در گلو ہے
تاہم سرگرم گفتگو ہے
رعنا و طلیف و شوخ و بیباک
سرگرم و حریف و چست و چالاک
مشاطۂ شاہد معانی
بانی بنائے خوش بیانی
پیچیدگیوں میں حرف زن ہے
شانہ کش گیسوئے سخن ہے
آزادی کا فخرا سے اگر ہے
یہاں فخر اس سے زیادہ تر ہے
یعنی کہ وہ مطلق العنان ہے
بے قید ہر ایک سورواں ہے

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved. ©2002-2006

واں طبع کو زور لاتخف ہے
وقت تو جو ہے وہ اس طرف ہے
زنجیر خرد کی پائے بندی
باقاعدہ شرح دردمندی
تار نظر حسود بدکیش
ہر گام پہ مثل دام در پیش
کوتہ نظران پست فطرت
سرگرم شرارت و عداوت
واں شاخ شجر پہ ہے ترانہ
یاں دیدۂ دام آشیانہ
کیونکر نہ ہوا دعائے اعجاز
کھولے ہیں قفس میں بال پرواز
کی سیر دو عالم ایک نفس میں
پھر دیکھیے تو اسی قفس میں
دریا قطرے میں موجزن ہے
غنچے میں بہار صد چمن ہے
ہے نوک سناں پہن نقش پرواز
رقصاں دم تیغ پر بصد ناز
شعلوں کے ہجوم میں سمندر
امواج میں ماہی قوی پر
کیا کثرت خار سے خطر ہے

یاں دوش نسیم پر سفر ہے
پابندی کا کب ہے یاں تاسف
یوسف زنداں میں بھی ہے یوسف
جلوہ ہے وہی وہی تجلی
شوکت ہے وہی وہی تعلیٰ

پابند جو یوسف سخن ہے
پھیلی ہوئی بوئے پیرہن ہے
ہر رنگ میں ہے بہار معنی
ہر لفظ ہے پردہ وار معنی
ہر نقطہ ہے نکتۂ بصیرت
ہر حرف ہے کاشفِ حقیقت
صرصر کے جور سے بری ہے
یہ شاخِ خزاں میں بھی ہری ہے
وہ مہر فلک سے منفعل ہے
یاں روشنی دماغ و دل ہے
دریوزہ گری پہ اس کی اوقات
یاں قطب صف ثبات دن رات
جن سے آسیب کا تھا کھٹکا
ان دیووں نے خوب سر کو پٹکا
غالب تھا اثر میں اسم اس کا
ٹوٹا نہ کبھی طلسم اس کا

ہوتے نہ جو رشک سے وہ بے چین
حساد بھی صاد کرتے مابعین
سنئے اک اور نکتۂ خوب
آزادی گفتگو ہے معیوب
لاتا ہوں دلیل شاعرانہ
دیکھو قدرت کا کارخانہ
منہ کے اندر زباں جڑی ہے
دانتوں کے حصار میں پڑی ہے
بتّیس جوان سخت طینت
استادہ ہیں مائل اذیت
ہیں مثل سفید دیو بیباک
طامع جابر حریف سفاک
حد سے جو بڑھے زبان گفتار
دوڑیں اسے کاٹنے یہ خونخوار
پہلو میں جو اِن کے ہم نشیں ہو
وہ نوک خلال سے حزیں ہو
کتنا ہی وہ ہو ملائم و تر
دانہ پستا ہے ان میں آ کر
لوہے کے چنے کہاں سے لائیں
سختی کا انہیں مزا چکھائیں
اس قید میں جب کہ یہ زباں ہے

آزادیِ گفتگو کہاں ہے
باریک ہے گو یہ نکتہ اے دل
لازم ہے سمجھ لیں اس سے عاقل
مرضی تھی خدائے جسم و جاں کی
محدود ہوں شوخیاں زباں کی
دل میں جو آئے بک نہ جاؤ
ہشیار چلو بہک نہ جاؤ
دریائے خیال موج زن ہے
وقف یزداں وا ہر من ہے
ہے شارع عام حق و باطل
ناظر اس کی ہے فکر عاقل
گذرے جو خیال بد بلا کد
بازوئے خرد سے بس کر ورد
باطل پہ نہ جاؤ حق کو سن لو
کانٹوں کو ہٹا کے پھول چن لو
خاموش بس اے زبانِ خامہ
منظور نظر ہے ختم نامہ
ہر چند یہ عالم سخن ہے
یاں فیض ازل ضیا فگن ہے
ہر گوشے میں وسعت فلک ہے
ہر ذرہ میں مہر کی چمک ہے

www.IqbalCyberLibrary.net All rights reserved ©2002-2006

ہر گام پہ ہیں چمن ہزاروں
اک اک میں گل سخن ہزاروں
ہر برگ گل سخن میں سو رنگ
ہر رنگ میں لاکھ لاکھ نیرنگ
نیرنگ ایسے کہ عقل حیراں
حیرت ایسی کہ نور عرفاں
ہر سمت ہزار میکدے ہیں
ہر ایک میں لاکھ خم بھرے ہیں
ہر خُم میں شراب ارغوانی
یعنی رنگینیِ معانی
اِک قطرہ سے طبع ہو جو ممتاز
سینہ بن جائے مخزن راز
وہ راز کہ دل ہو محو مستی
مائل ہو سوئے سخن پرستی
ہو طول جو سلسلہ سخن کا
ہمسر ہو زلف پر شکن کا
پر طول بیاں سے فائدہ کا
اس صرف زباں سے فائدہ کیا
بس بس اب روک لے زبان کو
کافی ہے اشارہ نکتہ داں کو
ہو کر آمادہ جاں و دل سے

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

ہو محوِ دعا زبان و دل سے
جب تک ہے رباعی عناصر
رنگینی نقش لوح خاطر
جب تک کہ یہ نظم بیت ہستی
موزوں ہے برائے خود پرستی
جب تک ہے مسدس جوانب
برہان مشارق و مغارب
جب تک کہ ہے روح کا لطیفہ
انفاس کا ہر نفس وظیفہ
یہ پرچۂ دل فریب و زیبا
ہو مونس و جان ناشکیبا
تحریک سے مس کو زر بنائے
ٹھہرے تو دل کو گھر بنائے
ہر جامے میں لاجواب نکلے
ہر رنگ میں انتخاب نکلے
ہو سوز دل یگانہ وغیر
بن جائے چراغ کعبہ و دیر
جب تک کہ اثر ہے کاف دنوں کا
مفتوں ہو ہر ایک اس فسوں کا
پروانہ اسے چراغ سمجھے
بلبل دیکھے تو باغ سمجھے

خورشید کا نور میں طرف ہو
ذروں کی کشش اسی طرف ہو

اے حافظ و خالق اودھ پنچ
خوش دل رہیں عاشق اودھ پنچ

اپنی اپنی مراد پائیں
دیکھیں جب دل کو شاد پائیں

ہر مشتری بلند فطرت
پائے دور قمر میں رفعت

محتاج ہو سیم کا نہ زر کا
مورد ہو بلندی نظر کا

احباب جو اس کے ہیں معاون
عالی منشان نیک باطن

ظراف و مصنف لطائف
طباع و مصور کوائف

سر سبز ہوں گلشن جہاں میں
خرم پھریں باغ و بوستاں میں

رنگیں طبعی سے گل کھلائیں
چشمِ بدبیں کو خوں رلائیں

پیدا ہو وہ گوہر مضامیں
دریا کے ہولب پہ شورِ تحسیں

بیساختہ بول اُٹھیں سخنور

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved. ©2002-2006

اللہ رے طبع و فکرِ اکبر

☆☆☆

اودھ پنچ کے نام

گفتمش تارک مذہب شوم خوش باشم
منصبے چند ہوس دارم و انعامے چند
خلق را فائدہ نیست ازیں جنگ و جدال
یک دعا ہست دریں محفل و دشنامے چند
گفت خاموش کہ دین است مدار ملت
ترک ایں راہ مکن از پئے خود کامے چند
عیب مذہب ہمہ گفتی ہنرش نیز بگو
نفی حکمت مکن از بہر دل عامے چند

☆☆☆

برق کلیسا

(یہ نظم ۱۹۰۷ء میں لکھی گئی تھی)

رات اس مس سے کلیسا میں ہوا میں دو چار
ہائے وہ حسن وہ شوخی وہ نزاکت وہ ابھار
زلف پیچاں میں وہ سج دھج کہ بلائیں بھی مرید
قدر عنا میں وہ چم خم کہ قیامت بھی شہید
آنکھیں وہ فتنہ دوراں کہ گنہ گار کریں
گال وہ صبح درخشاں کہ ملک پیار کریں

گرم تقریر جسے سُننے کو شعلہ لپکے
دلکش آواز کہ سن کر جسے بُلبل جھپکے
دل کشی چال میں ایسی کہ ستارے رک جائیں
سرکشی ناز میں ایسی کہ گورنر جھک جائیں
آتشِ حُسن سے تقویٰ کو جلانے والی
بجلیاں لطف تبسم سے گرانے والی
پہلوئے حسن بیاں شوخیِ تقریر میں غرق
ٹرکی و مصر و فلسطین کے حالات میں برق
پس گیا لوٹ گیا دل میں سکت ہی نہ رہی
سر تھے تمکین کے جس گت میں وہ گت ہی نہ رہی
ضبط کے عزم کا اس وقت اثر کچھ نہ ہوا
یا حفیظ کا کیا ورد مگر کچھ نہ ہوا
عرض کی میں نے کہ اے گلشن فطرت کی بہار
دولت و عزت و ایماں ترے قدموں پہ نثار
تو اگر عہد وفا باندھ کے میری ہو جائے
ساری دنیا سے مرے قلب کو سیری ہو جائے
شوق کے جوش میں میں نے جو زباں یوں کھولی
نازو انداز سے تیوری کو چڑھا کر بولی
غیر ممکن ہے مجھے انس مسلمانوں سے
بوئے خواں آتی ہے اس قوم کے افسانوں سے
لن ترانی کی یہ لیتے ہیں نمازی بن کر

حملے سرحد پہ کیا کرتے ہیں غازی بن کر
کوئی بنتا ہے جو مہدی تو بگڑ جاتے ہیں
آگ میں کودتے ہیں توپ سے لڑ جاتے ہیں
گل کھلائے کوئی میداں میں تو اترا جائیں
پائیں سامان اقامت تو قیامت ڈھائیں
مطمئن ہو کوئی کیوں کر کہ یہ ہیں نیک نہاد
ہے ہنوزان کی رگوں میں اثر حکم جہاد
دشمن صبر کی نظروں میں لگاوٹ پائی
کامیابی کی دلِ زار نے آہٹ پائی
عرض کی میں نے کہ اے لذت جاں راحت روح
اب زمانے پہ نہیں ہے اثر آدم و نوح
شجر طور کا اس باغ میں پودا ہی نہیں
گیسوئے حور کا اس دور میں سودا ہی نہیں
اب کہاں ذہن میں باقی ہیں براق ور فرف
ٹکٹکی بندھ گئی ہے قوم کی انجن کی طرف
ہم ہیں باقی نہیں اب خالدؓ جانباز ا رنگ
دل پہ غالب ہے فقط حافظ شیراز کا رنگ
یاں نہ وہ نعرۂ تکبیر نہ وہ جوشِ سپاہ
سب کے سب آپ ہی پڑھتے ہیں سبحان اللہ
جوہر تیغ مجاہد ترے ابرو پہ نثار
نور ایماں کا ترے آئینہ رو پہ نثار

اٹھ گئی صفحۂ خاطر سے وہ بحث بدو نیک
دو دلے ہو رہے ہیں کہتے ہیں اللہ کو ایک
موج کوثر کی کہاں اب ہے مرے باغ کے گرد
میں تو تہذیب میں ہوں پیر مغاں کا شاگرد
مجھ پہ کچھ وجہ عتاب آپ کو اے جان نہیں
نام ہی نام ہے ورنہ میں مسلمان نہیں
جب کہا صاف یہ میں نے کہ جو ہو صاحب فہم
تو نکالو دل نازک سے یہ شبہہ وہم
میرے اسلام کو ایک قصۂ ماضی سمجھو
ہنس کے بولی کہ تو پھر مجھ کو بھی راضی سمجھو

☆☆☆☆☆

ڈال دے جان معانی میں وہ اردو یہ ہے
کروٹیں لینے لگے طبع وہ پہلو یہ ہے

☆☆☆☆☆

ایک بوڑھا نحیف و خستہ و زار
اک ضرورت سے جاتا تھا بازار
ضعف پیری سے خم ہوئی تھی کمر
راہ بیچارہ چلتا تھا جھک کر
چند لڑکوں کو اس پہ آئی ہنسی
قد پہ پھبتی کمان کی سوجھی

کہا اک لڑکے نے یہ اس سے کہ بول
تو نے کتنے کولی کمان یہ مول
پیر مرد لطیف و دانشمند
ہنس کے کہنے لگا کہ اے فرزند
پہنچو گے میری عمر کو جس آن
مفت مل جائے گی تمھیں یہ کمان

☆☆☆☆☆

میں نے اکبر سے کہا آیئے حجرے میں مرے
اس چٹائی پہ نمازیں پڑھیں حسبِ دستور
چھوڑیئے آپ یہ ہنگامہ تعلیم جدید
کاٹ ہی دے گا کسی طرح خداوند غفور
بولا جھنجھلا کے کہ ہے سہل جہنم مجھ پر
اس کی نسبت کہ میں کالج میں ہوں احمق مشہور

☆☆☆☆☆

انگلش ڈرس انور کا جو کل بزم میں دیکھا
اکبر نے کہا یہ تو خرابی کے ہیں آثار
معنی میں بھی ہو جائے گا آخر کو تغیر
تبدیلی صورت کے رہے گر یہی اطوار
خالق کی عبادت سے حجاب آنے لگے گا
شرماؤ گے کرتے ہوئے اسلام کا اظہار

بیگانہ وشی ہوگی عزیزان وطن سے
بنگلے میں نہاں ہوگے کہیں چھوڑ کے گھر بار
فاتح سے مساوات کی اٹھیں گی امنگیں
وہ زیست جو آسان تھی ہو جائے گی دشوار
آپس میں بھی تم لوگ موافق نہ رہو گے
ایک ایک کو دیکھے گا بہ اکراہ و بہ انکار
آخر کو رہو گے نہ ادھر کے نہ ادھر کے
انگریز بھی کھنچتے رہیں گے قوم بھی بے زار
انور نے کہا صَلِّ علیٰ واہ بہت خوب
شک اس میں نہیں مدح کے قابل ہے یہ گفتار
لیکن جو یہ تعمیم ہے حضرت کے سخن میں
اس کو تو نہ تسلیم کرے گا یہ گنہ گار
ہر مذہب و ملت میں ہیں اچھے بھی برے بھی
وہ کونسا فرقہ ہے کہ سب جس میں ہوں ابرار
ملبوس و مکاں کا جو کیا آپ نے مذکور
اس کے بھی بجا ہونے کا مجھ کو نہیں اقرار
باطن سے ہے اخلاق حمیدہ کا تعلق
فطرت میں جو ہے نیک وہ بد ہوگا نہ زنہار
اوضاع زمانہ تو بدلتے ہی رہیں گے
رکتی نظر آتی نہیں دنیا کی یہ رفتار
ہے جس کو ضرورت وہ ضرورت سے ہے مجبور

ہے شوق جسے کیوں نہ کیا جائے وہ مختار
مقصود جو اصلی ہے وہ ہے دل کی درستی
یا ہیٹ و اور کوٹ ہو یا جبہ و دستار
شبہ مرے اس قول کی صحت میں اگر ہو
سن لیجئے سعدی کا یہ ارشاد گہر بار
حاجت بہ کلاہ بر کی داشتنت نیست

☆☆☆☆☆☆

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006
WWW

یہ قطعہ ۱۸۹۹ء میں لکھا گیا

بہار آئی کھلے گل زیب صحن بوستاں ہو کر
عنادل نے مچائی دھوم سر گرم فغاں ہو کر
بچھا فرش زمرد اہتمام سبزہ تر میں
چلی مستانہ وش باد صبا عنبر فشاں ہو کر
عروج نشۂ نشوونما سے ڈالیاں جھومیں
ترانے گائے مرغان چمن نے شادماں ہو کر
بلائیں شاخ گل کی لیں نسیم صبح گاہی نے
ہوئیں کلیاں شگفتہ روئے رنگینِ بتاں ہو کر
جواناں چمن نے اپنا اپنا رنگ دکھلایا
کسی نے یاسمن ہو کر کسی نے ارغواں ہو کر
کیا پھولوں نے شبنم سے وضو صحن گلستاں میں
صدائے نغمۂ بلبل اٹھی بانگ اذاں ہو کر
ہوائے شوق میں شاخیں جھکیں خالق کے سجدے کو
ہوئی تسبیح میں مصروف ہر پتی زباں ہو کر
زبان برگ گل نے کی دعا رنگیں عبارت میں
خدا سر سبز رکھے اس چمن کو مہرباں ہو کر
نگاہیں کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہیں زمانہ میں
کہیں چھپتا ہے اکبر پھول پتوں میں نہاں ہو کر

میں نے کہا بہت سی زبانیں ہوں جانتا
مدت تک امتحان دیئے امتحان پر
جرمن فرنچ لیٹن و انگلش پہ ہے عبور
ثابت مرا کمال ہے سارے جہان پر
اک شوخ طبع مس نے دکھائی زباں مجھے
بجلی تھی ابر میں کہ قمر آسماں پر
بولی رہو گے زیست کی لذت سے بےخبر
قدرت نہ پائی تم نے اگر اس زبان پر

☆☆☆☆☆

ہوئی جو مجھ سے یہ فرمائش بت طناز
کہ فن شعر میں تو آج ہے بہت ممتاز
لگا دے اس پہ کوئی مصرعہ حسین و نفیس
زمانہ با تو نہ سازو تو با زمانہ بہ ساز
کہا یہ میں نے کہ ہے قید حسن و خوبی کی
تو سن یہ شعر نشاط آورو نگاہ نواز
پہن لے سایہ مری جاں اتار کر پشواز
زمانہ با تو نہ ساز و تو بازمانہ بہ ساز

☆☆☆☆☆

ناخوش جو ہوا میں اپنی بے قدری پر
اک ناز سے مسکرا کے بولی وہ مس

عزت کا تو کچھ بھی تجھ میں باقی نہیں وصف
افسوس کہ رہ گیا ہے تحقیر کا حس

☆☆ ☆ ☆☆

خدا حافظ مسلمانوں کا اکبر
مجھے تو ان کی خوش حالی سے ہے یاس

یہ عاشق شاہد مقصود کے ہیں
نہ جائیں گے و لیکن سعی کے پاس

سناؤں تم کو اک فرضی لطیفہ
کیا ہے میں نے جس کو زیب قرطاس

کہا مجنوں سے یہ لیلیٰ کی ماں نے
کہ بیٹا تو اگر کرلے ایم اے پاس

تو فوراً بیاہ دوں لیلیٰ کو تجھ سے
بلا وقت میں بن جاؤں تری ساس

کہا مجنوں نے یہ اچھی سنائی
کجا عاشق کجا کالج کی بکواس

کجا یہ فطرتی جوش طبیعت
کجا ٹھونسی ہوئی چیزوں کا احساس

بڑی بی آپ کو کیا ہوگیا ہے
ہرن پہ لادی جاتی ہے کہیں گھاس

یہ اچھی قدر دانی آپ نے کی

مجھے سمجھا ہے کوئی ہر چرن داس
دل اپنا خود کرنے کو ہوں موجود
نہیں منظور مغز سر کا آماس
یہی ٹھہری جو شرط وصل لیلیٰ
تو استعفا مرا با حسرت و یاس

☆☆☆☆☆

اگرچہ پولٹیکل بحث میں ہوئے ہیں شریک
جناب پنڈتِ جے چندو بابو آشو توش
مگر ہمیں تو ہے بالکل سکوت اس مد میں
سمجھ گئے ہیں یہ مضمون سید ذی ہوش
رموز مملکت خویش خسرواں و انند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

☆☆☆☆☆

اک مس سیمیں بدن سے کر لیا لندن میں عقد
اس خطا پر سن رہا ہوں طعنہ ہائے دلخراش
کوئی کہتا ہے کہ بس اس نے بگاڑی نسل قوم
کوئی کہتا ہے کہ یہ ہے بدخصال و بدمعاش
دل میں کچھ انصاف کرتا ہی نہیں کوئی بزرگ
ہو کے اب مجبور خود اس راز کو کرتا ہوں فاش
ہوتی تھی تاکید لندن جاؤ انگریزی پڑھو

قوم انگلش سے ملو سیکھو وہی وضع و تراش
جگمگاتے ہوٹلوں کا جا کے نظارہ کرو
سوپ و کاری کے مزے لو۔ چھوڑ کریخنی وآش
لیڈیوں سے مل کے دیکھو ان کے انداز و طریق
ہال میں ناچو کلب میں جا کے کھیلو ان سے تاش
بادۂ تہذیب یورپ کے چڑھاؤ زخم کے خم
ایشیا کے شیشۂ تقویٰ کو کر دو پاش پاش
جب عمل اس پر کیا پریوں کا سایہ ہوگیا
جس سے تھا دل کی حرارت کو سراسر انتعاش
سامنے تھیں لیڈیان زہرو وش جادو نظر
یاں جوانی کی امنگ اور ان کو عاشق کی تلاش
اس کی چتون سحر آگیں اس کی باتیں دل ربا
چال اس کی فتنہ خیز اس کی نگاہیں برق پاش
وہ فروغ آتش رخ جس کے آگے آفتاب
اس طرح جیسے کہ پیش شمع پروانے کی لاش
جب یہ صورت تھی تو ممکن تھا کہ اک برق ملا
دست سیمیں کو بڑھاتی اور میں کہتا دور باش
دونوں جانب تھا رگوں میں جوش خون فتنہ زا
دل ہی تھا آخر نہیں تھی برف کی یہ کوئی قاش
بار بار آتا ہے اکبر میرے دل میں یہ خیال
حضرت سید سے جا کر عرض کرتا کوئی کاش

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

☆☆☆☆☆

یہ قطعہ ۲۷ اگست ۱۸۹۱ء کو بمقام کانپور لکھا گیا

بٹھائی جائیں گی پردے میں بیبیاں کب تک
بنے رہو گے تم اس ملک میں میاں کب تک
حرم سرا کی حفاظت کو تیغ ہی نہ رہی
تو کام دیں گی یہ چلمن کی تیلیاں کب تک
میاں سے بی بی ہیں پردا ہے ان کو فرض مگر
میاں کا علم ہی اٹھا تو پھر میاں کب تک
طبیعتوں کا نمو ہے ہوائے مغرب میں
یہ غرتیں یہ حرارت یہ گرمیاں کب تک
عوام باندھ لیں دوہر کو تھرڈ وانٹر میں
سکنڈ و فرسٹ کی ہوں بند کھڑکیاں کب تک
جو منہ دکھائی کی رسموں پہ ہے مصر ابلیس
چھپیں گی حضرت حوا کی بیٹیاں کب تک
جناب حضرتِ اکبر ہیں حامی پردہ
مگر وہ کب تک اور ان کی رباعیاں کب تک

وہ سودی سخن گوئے شیریں مقال
جو انگریز شاعر تھا اک بے مثال

بفرمائش دختر باتمیز

کہ رکھتا تھا جس کو وہ دل سے عزیز
لکھی ہے اس نے ہے نظم اک لاجواب
دکھائی ہے شکل روانی آب
جو بہتا ہے پانی میانِ لوڈور
اسی کا دکھایا ہے شاعر نے زور
مناسب جو انگلش مصادر ملے
مقفے کیے ان کے سب سلسلے
یہ جمعیت افعال کی خوب کی
کہ درسی بھی ہے اور دلچسپ بھی
یہ اصرار کرتے ہیں بھائی حسن
کہ میں بھی ہوں اس بحر میں غوطہ زن
دکھاؤں روانی دریائے فکر
کہ گوہر شناسوں میں ہو جس کا ذکر
عجب ہے نہیں ان کی اس پر نظر
کجا میں کجا سودی نامور
سوا اس کے ہیں اور بھی مشکلیں

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved © 2002-2006

نہیں سہل اس راہ کی منزلیں
مرے پاس سرمایہ کافی نہیں
وہ مصدر نہیں وہ قوافی نہیں
زباں میں نہ وسعت نہ ویسا مذاق
ادھر تو ہے کچھ اور ہی طمطراق
اگر ترجمہ یہ ہیں جسے ڈرتا ہوں میں
مگر خیر کچھ فکر کرتا ہوں میں
جو تھیں دقتیں کہہ چکا برملا
غرض دیکھیے اب یہ پانی چلا
اچھلتا ہوا اور ابلتا ہوا
اکڑتا ہوا اور مچلتا ہوا
یہ بنتا ہوا اور وہ تنتا ہوا
ٹپکتا ہوا اور چھنتا ہوا
روانی میں اک شور کرتا ہوا
رکاوٹ میں اک زور کرتا ہوا
پہاڑوں کے روزن زمیں کے مسام
یہ ہے کر رہا ہر طرف اپنا کام
ادھر پھولتا اور پچکتا ادھر
رخ اس سمت کرتا کھسکتا ادھر
پہاڑوں پہ سر کو پٹکتا ہوا
چٹانوں پہ دامن جھٹکتا ہوا

وہ پہلوئے ساحل دباتا ہوا
یہ سبزہ پہ چادر بچھاتا ہوا
بھٹکتا ہوا غل مچاتا ہوا
وہ جل تھل کا عالم رچاتا ہوا
وہ گاتا ہوا اور بجاتا ہوا
یہ لہروں کو پیہم نچاتا ہوا
اِدھر جھومتا اور مٹکتا ہوا
اُدھر گھومتا اور اٹکتا ہوا
بپھرتا ہوا جوش کھاتا ہوا
بگڑ کر وہ کف منہ میں لاتا ہوا
وہ اونچے سروں میں تموج کا راگ
وہ خود جوش میں آکے لاتا یہ جھاگ
سدھرتا ہوا اور سنورتا ہوا
تھرکتا ہوا رقص کرتا ہوا
اُدھر گونجتا گنگناتا ہوا
اُدھر خود بخود جھنجھناتا ہوا
لپٹتا ہوا اور چمٹتا ہوا
یہ پھٹتا ہوا وہ سمٹتا ہوا
سماتا ہوا اور پلٹتا ہوا
سرکتا ہوا اور ملتا ہوا
یہ گھٹتا ہوا اور وہ بڑھتا ہوا

IqbalCyberLibrary.net
All rights reserved.
©2002-2006

اترتا ہوا اور چڑھتا ہوا
یہ ہٹتا ہوا اور وہ بچتا ہوا
دباتا ہوا اور لچھتا ہوا
پھلتا ڈگمگاتا ہوا
لچکتا ہوا لڑکھراتا ہوا
وہ روئے زمیں کو چھپاتا ہوا
وہ خاکی کو سیمیں بناتا ہوا
گل وخار یکساں سمجھتا ہوا
ہر اک سے برابر الجھتا ہوا
بہاتا ہوا اور بہتا ہوا
ہوا کے طماچوں کو سہتا ہوا
لرزتا ہوا تلملاتا ہوا
بلکتا ہوا بلبلاتا ہوا
بلندی سے گرتا گراتا ہوا
نشیبوں میں پھرتا پھراتا ہوا
اچکتا ہوا اور اڑتا ہوا
اٹکتا ہوا اور مڑتا ہوا
وہ کھیتوں میں راہیں کترتا ہوا
زمینوں کو شاداب کرتا ہوا
یہ تھالوں کی گودوں کو بھرتا ہوا
وہ دھرتی پہ احسان دھرتا ہوا

یہ پھولوں کے گجرے بہاتا ہوا
وہ چکر میں بجرے پھنساتا ہوا
لپکتا ہوا وندناتا ہوا
امنڈتا ہوا سنسناتا ہوا
چمکتا ہوا اور جھلکتا ہوا
سنبھلتا ہوا اور چھلکتا ہوا
ہواؤں سے موجیں لڑاتا ہوا
حبابوں کی فوجیں بڑھاتا ہوا
تڑپتا ہوا جگمگاتا ہوا
شعاعوں کا جو بن دکھاتا ہوا
یونہیں الغرض ہے یہ پانی رواں
بس اب دیکھ لیں شاعر نکتہ داں
وہ سودے کا سیلان آب لوڈور
یہ بحر خیالات اکبر کا زور۲۶ے

برق و بخارات کا زور اے حکیم
کب ہے پے روح رہ مستقیم
تار پہ جاتے نہیں اہل نظر
ریل سے کھنچتا نہیں قلب سلیم
سب جانتے ہیں علم سے ہے زندگی روح

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved ©2002-2006

بے علم ہے اگر تو وہ انساں ہے ناتمام
بے علم و بے ہنر ہے جو دنیا میں کوئی قوم
نیچر کا اقتضا ہے رہے بن کے وہ غلام
تعلیم اگر نہیں ہے زمانہ کے حسبِ حال
پھر کیا امید دولت و آرام و احترام
سید کے دل میں نقش ہوا اس خیال کا
ڈالی بنائے مدرسہ لے کر خدا کا نام
صدمے اٹھائے رنج سہے گالیاں سہیں
لیکن نہ چھوڑا قوم کے خادم نے اپنا کام
دکھلا دیا زمانہ کو زور دل و دماغ
بتلا دیا کہ کرتے ہیں یوں کرنے والے کام
نیت جو تھی بخیر تو برکت خدا نے دی
کالج ہوا درست بصد شان و احتشام
سرمایہ ملکیں کمی تھی سہارا کوئی نہ تھا
سید کا دل تھا درپئے تکمیل انتظام
آخر اٹھا سفر کو وہ مرد خجستہ پے
احباب چند ساتھ تھے ذی علم و خوش کلام
قسمت کی رہبری سے ملی منزل مراد
فرمانروائے ملک دکن کو کیا سلام
حالت دکھائی اور ضرورت بیاں کی
خوبی سے التماس کیا قوم کا پیام

رحم آ گیا حضور کو حالت پہ قوم کی
پھر کیا تھا موجزن ہوا دریائے فیض عام
ماہانہ دو ہزار کیا ایک ہزار سے
امید سے زیادہ عطا تھی یہ لاکلام
اکبر کی یہ دعا ہے خدا کی جناب میں
تاحشر اس رئیس و ریاست کو ہو قیام
کیا وقت پر ہوئی ہے کہ بے احتیاج فکر
تاریخ اپنی آپ ہے فیاضی نظام ۲۷ھ

☆☆☆☆

کہا کسی نے یہ سید سے آپ اے حضرت
نہ پیر کو نہ کسی پیشوا کو مانتے ہیں
نہ آپ عالم برزخ سے مانگتے ہیں مدد
نہ فاتحے کے طریق ادا کو مانتے ہیں
نظر تو کیجئے اس بات پر جو ہیں ہندو
بہ صد خلوص ہر اک دیوتا کو مانتے ہیں
بہت وہ ہیں جو عناصر پرست ہیں دل سے
وہ آگ پوجتے ہیں یا ہوا کو مانتے ہیں
کرسچین بھی فدائی ہیں نام مریمؑ کے
بہ دل مسیح علیہ الثنا و مانتے ہیں
خود آپ ہی میں جو ہیں شیعیان باتمکیں

وہ اہل بیت کو آل عبا کو مانتے ہیں
وہ لوگ جو ہیں ملقب بہ صوفیان کرام
فدا قبور پہ ہیں اولیا کو مانتے ہیں
مرادیں مانگتے ہیں لوگ پاک روحوں سے
کسی بزرگ کو یا مقتدا کو مانتے ہیں
پھر آپ میں یہ ہوا کیا سما گئی ہے کہ آپ
نہ دستگیر نہ مشکل کشا کو مانتے ہیں
جواب انہوں نے دیا ہم ہیں پیرو قرآن
ادب ہر اک کا ہے لیکن خدا کو مانتے ہیں
سند ہماری ہے ایاک نستعین اے دوست
اسی یگانہ حاجت روا کو مانتے ہیں
اسی کا نام زباں پر ہے حی اور قیوم
اسی کی قدرت بے انتہا کو مانتے ہیں
یہ بوئے شرک ہی ہے جنگ و اختلاف کی جڑ
تو عقل مند کب ایسی بلا کو مانتے ہیں
جواب حضرت سید کا خوب ہے اکبر
ہم ان کے قول درست و بجا کو مانتے ہیں
ولیکن اس نئی تہذیب کے بزرگ اکثر
خدا کو اور نہ طریق دعا کو مانتے ہیں
زبانی کہتے ہیں سب کچھ مگر حقیقت میں
وہ صرف قوت فرماں روا کو مانتے ہیں

☆☆☆☆☆

پوچھا پروانہ سے کہ اے ناداں
آگ میں گر کے کیوں گنواتا ہے جاں
جل کے بولا کہ اے خرد دشمن
سن لے مجھ سے یہ معنی روشن
شعلے سے طالب وصال اچھا
یا اندھیے میں پائمال اچھا

☆☆☆☆☆

کیا وجہ ہے قومی جو ترقی نہیں ہوتی
ہر چند کہ ہے شور ترقی کی صدا میں
یہ مسئلہ مشکل ہے وہی سمجھیں گے جن کو
ہے نشوونما پولیٹکل آب و ہوا میں
اک بات تعجب سے مگر میں نے سنی تھی
کل رات کو اک انجمن ذکر خدا میں
اسپیچ ترقی میں تو آندھی ہے یہ فرقہ
لگتا نہیں دل ان کا ترقی کی دعا میں

☆☆☆☆☆

بنائے ملت بگڑ رہی ہے لبوں پہ ہے جان مر رہے ہیں
مگر طلسمی اثر ہے ایسا کہ خوش ہیں گویا ابھر رہے ہیں
ادھر ہے قوم ضعیف و مسکیں ادھر ہیں کچھ مرشدان خودبیں

کٹی رگِ اتحادِ ملت رواں ہوئیں خونِ دل کی موجیں
ہم اس کو سمجھیں ہیں آب صافی نہا رہے ہیں نکھر رہے ہیں
صدائے الحاد اُٹھ رہی ہے خدا کی اب یاد اُٹھ رہی ہے
دلوں سے فریاد اٹھ رہی ہے کہ دین سے ہم گذر رہے ہیں
قفس ہے کم ہمتی کا جسمیں پڑے ہیں کچھ دانہائے شیریں
اسی پہ مائل ہے طبع شاہیں نہ بال ہیں اب نہ پر رہے ہیں
اگرچہ یورپ بھی مبتلا ہے وہاں بھی پھیلی یہی بلا ہے
خیال میٹر[۲۸] کا بڑھ چلا ہے خدا کا انکار کر رہے ہیں
مگر وہاں کی بنا ہے نیشن رکا ہے ملحد کا اپریشن
نہیں ہے گم لفظ سالویشن[۲۹] خدا سے اب بھی وہ ڈر رہے ہیں
یہاں بجائے نماز گپ ہے وہاں وہی عزت بشپ ہے
یہاں مساجد اجڑ رہی ہیں وہاں کلیسا سنور رہے ہیں
جناب اکبر سے کوئی کہہ دے کہ لوگ بیٹھے ہیں ہر طرح کے
اِس انجمن میں اور ایسی باتیں یہ آپ کیا قہر کر رہے ہیں

چو اشارہ کرد ناصح کہ بیاد بشنو از من
ہمہ طرز حیلہ جستن ہمہ فن ساز کردن
گہہ امیر گبر بودہ بہ یہود عہد یاری
گہہ امین دیر بودہ بہ حرم نماز کردن
بخرابی عزیزاں ہمہ امتیاز جستن

بمراد غیر بودہ ہمہ عیش و ناز کردن
نظرے فگند چشمم بہ حقارتے برویش
کہ حرام باد دستے سوئے تو دراز کردن
ہمہ اول تو دیدم ہمہ آخر تو دیدم
نہ خوش است شرح احوال وبیان راز کردن
تو بہ خویشتن چہ کر دی کہ بما کنی نظیری
بخدا کہ واجب آمدز تو احتراز کردن

☆☆☆☆☆

کیا شک ہے آفتاب کے شان و جلال میں
روشن تر اس سے کونسی شے ہے خیال میں
لیکن نہیں وہ کچھ بھی موثر پس از غروب
لازم ہے غور کیجئے اس مسئلہ پہ خوب
پر چند تم خیال کرو آفتاب کا
گوشہ بھی اٹھ سکے گا نہ شب کی نقاب کا
پوجو گے اس کو تب بھی وہ پھیرا نہ جائے گا
اس کو پکارنے سے اندھیرا نہ جائے گا
انسان کا حال بھی مرے نزدیک ہے یہی
تحقیق کی نظر جو کرو ٹھیک ہے یہی
کتنا ہی کوئی صاحب اوج کمال ہو
کتنا ہی بااثر ہو کہ عالی خیال ہو

جب کرگیا جہاں سے وہ ملک عدم کو کوچ
پھر اس سے کچھ مدد کا قصور ہے ہیچ و پوچ

قیوم و حی ذات ہے اللہ کی فقط
زندہ ہمیشہ بات ہے اللہ کی فقط

سن لو کہ اتباع و ادب اور چیز ہے
مطلب کی لیکن ان سے طلب اور چیز ہے

آزردہ کوئی شیخ ہو یا برہمن خفا
حقانیت یہی ہے یہی ٹھیک فلسفا

☆☆☆☆

کرچکا کالج میں جب تکمیل فن
تب یہ بولے مجھ سے مسٹر ماریسن

گو کہ شہرت ہے تمہاری دور دور
مجھ سا تم رکھتے نہیں عقل و شعور

عرض کی میں نے کہ اے روشن ضمیر
ہے یہی تو جس کو روتا ہے بشیر[30]

آپ نے سیکھا ہے اپنے بات سے
اور میں نے جو پڑھا وہ آپ سے

☆☆☆☆

یہ طفل ناداں غریق غفلت ہوائے ذلت میں تن رہے ہیں
سمجھ نہیں ہے نظر نہیں ہے بنائے جاتے ہیں بن رہے ہیں

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved.

بہار ہی سے نہیں ہیں واقف خزاں کے ظلموں کو کیا وہ سمجھیں
یہ داغ تو ہیں انہیں کے دل پر جو محو رنگ چمن رہے ہیں
نیا فلک ہے نئے ستارے یہ شوق سے کرتے ہیں نظارے
انہیں کو کچھ حس ہے گردشوں کا جو زیر چرخ کہن رہے ہیں
یہ آخری صف میں اُگنے والے بہشت سمجھے ہیں اپنے تھالے
محل حسرت ہیں ان کے سینے جو زینت انجمن رہے ہیں
رہے ہیں جو برگ و خس کے خوگر انہیں ہو کیوں خاران کا منظر
نگاہ تو ہے انہیں کی مضطر جو مست سرو و سمن رہے ہیں
بہت خفا تھے مسائل دیں کہ ہو رہی ہے ہماری توہیں
اب ان کو منطق منا رہی ہے وہ سر جھکائے ہیں مَن رہے ہیں
اگرچہ لفظوں کی بدلیوں میں چھپا ہے معنی کا چاند اکبر
مگر معانی ہیں ایسے روشن کہ نور کی طرح چھن رہے ہیں

☆☆☆☆☆

مزے کا جشن تھا کل اِک شراب خانے میں
کسی نے خوب یہ گیا کسی ترانے میں
خدا کے فضل سے ہم نام کے مسلمان ہیں
وگرنہ چین سے رہتے نہ اس زمانے میں

☆☆☆☆☆

ہستی کے شجر میں جو یہ چاہو کہ چمک جاؤ
کچے نہ رہو بلکہ کسی رنگ میں پک جاؤ

میں نے کہا قائل میں تصوف کا نہیں ہوں
کہنے لگے اس بزم میں آؤ تو تھرک جاؤ

میں نے کہا کچھ خوف کلکٹر کا نہیں ہے
کہنے لگے آجائیں ابھی وہ تو دبک جاؤ

میں نے کہا ورزش کی کوئی حد بھی ہے آخر
کہنے لگے بس اس کی یہی حد ہے کہ تھک جاؤ

میں نے کہا افکار سے پیچھا نہیں چھٹتا
کہنے لگے تو جانب مے خانہ لپک جاؤ

میں نے کہا اکبر میں کوئی رنگ نہیں ہے
کہنے لگے شعر اس کے جو سن لو تو پھڑک جاؤ

☆☆☆☆☆

کر چکا ختم جب اسپنسر
مجھ پہ پڑنے لگی ہر اک کی نگاہ

پوچھا استاد نے کہ سمجھے بھی
ان دقایق نے دل میں کی کچھ راہ

کہہ دیا میں نے اس کا کل مطلب
صاف ہے لا الٰہ الا اللہ

ماسٹر نے کہا تو کو دن ہے
حق پکارا کہ واہ اکبر واہ

☆☆☆☆☆

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved. ©2002-2006

سنا کہ چند مسلمان جمع تھے یک جا

خدا پرست خوش اخلاق اور بلند نگاہ

کہا کسی نے یہ ان سے کہ یہ تو بتلاؤ

تمہاری عزت و وقعت کا کس طرح ہے نباہ

نظر کرو طرف اقتدار اہل فرنگ

کہ ان کے قبضہ میں ہے ملک و مال و گنج و سپاہ

انہیں کا سکہ ہے جاری یہاں سے لندن تک

انہیں کی زیر نگیں ہے ہر اک سفید و سیاہ

کلیں بنائی ہیں وہ وہ کہ دیکھ کر جن کو

زبان خلق سے بے ساختہ نکلتی ہے واہ

تمہارے پاس بھی کچھ ہے کہ جس پہ تم کو ہے ناز

کہا انھوں نے کہ ہاں لا اِلٰہ الا اللہ

☆☆☆☆☆

نہ وہ بک رہ گئے نہ سرسید

دلِ احباب سے نکلتی ہے آہ

ذات محمود سے تسلی تھی

لی انہوں نے بھی آج خُلد کی راہ

بولی عبرت کو ہوش میں آؤ

اے حریصاں شان و شوکت و جاہ

مٹ گیا نقش احمد و محمود

رہ گیا لا الہٰ لا اللہ

☆☆☆

بنام ایڈیٹر رسالہ ید بیضا

علم اسرار دل و حل معما داری
برتر از نظم دکن نظم ثریا داری
تو چہ حاجت بہ جمال سخن ماواری
حسنِ یوسف دمِ عیسٰی ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

☆☆☆☆☆☆

مسلمانوں میں اب تعلیم انگلش رُک نہیں سکتی
کسی سے مشرق و مغرب کی سازش رک نہیں سکتی
وہ نزلہ نہیں سکتا یہ پیچش رک نہیں سکتی
بڑے بوڑھوں کی لیکن یہ بھی خواہش رک نہیں سکتی
مذاق قوم بیگانہ نہ ہو اللہ اکبر سے
یہ نقش جا نفزا مٹنے نہ پائے دل کے دفتر سے

☆☆☆☆☆☆

اہل یورپ کے ساتھ ہوٹل میں
چکھی سید نے ایک دن کاری
خانساماں نے کان میں یہ کہا
آپ تو علم سے نہیں عاری

پڑھے کوئی دعائے اکل طعام

دین سے بھی رہے وفا داری

تب یہ اشعار حضرتِ سعدیؒ

ہوئے ان کی زبان پر جاری

اے کریمے کہ از خزانہ غیب

گبرو ترسا وظیفہ خور داری

دوستاں [3] را کجا کنی محروم

توکہ با دشمناں نظر داری

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

نیشنل اینتھم

(یہ قومی ترانہ ایڈیٹر دن ریویو مولانا ظفر علی خاں کی فرمائش پر شروع ۱۹۰ء میں لکھا گیا تھا)

جو دل کرتے ہیں حق کی پاسبانی
خدا کا ان پہ ہے لطف نہانی
سمجھتے ہیں جو قرآں کے معانی
سنا ہے میں نے یہ اُن کی زبانی
ہنوز آں ابر رحمت درفشاں است
خم و خمخانہ بامہر و نشاں است

سرور قلب و حرز جاں ہے اسلام
معین شاہی و شاہاں ہے اسلام
جہاں میں با سرو ساماں ہے اسلام
ابھی تک حافظ ایماں ہے اسلام
ہنوز آں ابر رحمت درفشاں است
خم و خمخانہ بامہر و نشاں است

مساجد میں وہی شورِ اذاں ہے
وہی اللہ اکبر برزباں ہے
وہی جوش دل اسلامیاں ہے
وہی رت ہے وہی اب تک سماں ہے
ہنوز آں ابر رحمت درفشاں است

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

خم و خمخانہ با مہر و نشاں است
دلوں میں ہے خدا کی یاد اب تک
طبیعت ذکر سے ہے شاداب تک
بہت ہیں صاحبِ ارشاد اب تک
بہت ہیں باغ دیں آباد اب تک
ہنوز آں ابر رحمت درفشاں است
خم و خمخانہ با مہر و نشاں است
عیاں ہے پرتوِ روئے محمد ﷺ
مشام جاں میں ہے بوئے محمد ﷺ
رواں ہیں قافلے سوئے محمد ﷺ
وہی ہے رونق کوئے محمد ﷺ
ہنوز آں ابر رحمت درفشاں است
خم و خمخانہ با مہر و نشاں است
دلوں میں کیوں تمہارے ہے یہ خامی
نہیں فطرت میں کچھ بدانتظامی
ابھی تک یاد حق ہے دل کی حامی
سنو یہ نغمۂ استاد جامی
ہنوز آں ابر رحمت درفشاں است
خم و خمخانہ با مہر و نشاں است
یہ برٹش سلطنت کے ہیں عواطف
کہ مذہب کی نہیں ہے وہ مخالف

تو کیوں ہوتے نہیں تم اس سے واقف
کہ کہتی ہے نگاہِ چشمِ عارف
ہنوز آں ابر رحمت درفشاں است
خم و خمخانہ بامہر و نشاں است
رسول اللہ کو دنیا نے مانا
زبانوں پہ ہے اب ک وہ فسانہ
نہیں اسلام سے خالی زمانا
سنو اکبر یہ قومی ترانہ
ہنوز آں ابر رحمت درفشاں است
خم و خمخانہ بامہر و نشاں است

خدا علی گڑھ کے مدرسے کو تمام امراض سے شفا دے
بھرے ہوئے ہیں رئیس زادے شریف زادے
لطیف وخوش وضع چست و چالاک و صاف و پاکیزہ شاد وخرم
طبیعتوں میں ہے ان کی جودت دلوں میں ان کے ہیں نیک ارادے
کمال محنت سے پڑھ رہے ہیں کمال غیرت سے بڑھ رہے ہیں
سوار مشرق کی راہ میں ہیں تو مغربی راہ میں پیادے
ہر اک ہے ان میں کا بیشک ایسا کہ آپ اسے چاہتے ہیں جیسا
دکھائے محفل میں قدر رعنا جو آپ آئیں تو سر جھکا دے
فقیر مانگے تو صاف کہہ دیں کہ تو ہے مضبوط جا کما کھا

قبول فرمائیں آپ دعوت تو اپنا سرمایہ کل کھلا دے
بتوں سے ان کو نہیں لگاوٹ مسوں کی لیتے نہیں وہ آہٹ
تمام قوت ہے صرف خوندان نظر کے بھول ہیں دل کے سادے
نظر بھی آئے جو زلف پیچاں تو سمجھیں یہ کوئی پالسی ہے
الکٹرک لائٹ اس کو سمجھیں جو برق وش کوئی مسکرا دے
نکلتے ہیں کر کے غول بندی بنام تہذیب درد مندی
یہ کہہ کے لیتے ہیں سب چندے ہمیں جو تم دو تمہیں خدا دے
انہیں اسی بات پر یقیں ہے کہ بس یہی اصل کار دیں ہے
اسی سے ہوگا فروغ قومی اسی سے چمکیں گے باپ دادے
مکان کالج کے سب مکیں ہیں ابھی انہیں تجربے نہیں ہیں
خبر نہیں ہے کہ آگے چل کر ہے کیسی منزل ہیں کیسے جاوے
دلوں میں ان کے ہے نورِ ایماں قوی نہیں ہے مگر نگہباں
سوائے منطق ادائے طفلی یہ شمع ایسا نہ ہو بجھا دے
فریب دے کر نکالے مطلب سکھائے تحقیر دین و مذہب
مٹا دے آخر کو وضع ملت نمود ذاتی کو گو بڑھا دے
یہی بس اکبر کی التجا ہے جناب باری میں یہ دعا ہے
علوم حکمت کا درس اُن کو پروفیسر سمجھ خدا دے

☆☆☆☆☆

۱۸۹۰ء

ترجمہ قول یکے از اکابر یورپ

یہ شیخ اکبر سے اتنا کیوں خفا ہے
یہ کیوں غیظ و غضب جو رو جفا ہے
نہیں ہے اس میں جھگڑے کی کوئی بات
یہ اک قول حکیم باصفا ہے
نہ ہو مذہب میں جب زور حکومت
تو وہ کیا ہے فقط اک فلسفہ ہے

☆☆☆☆☆☆

بلبل ہیں آج ہم چمنستان کمپ کے
پروانہ کل بنیں گے کلیسا کے لمپ کے
فکر بہشت و کوثر و تسنیم ہوچکی
اب پارک کا خیال ہے چرچے ہیں پمپ کے
رکھتے تھے جو بزرگ قدم پھونک پھونک کر
خوگر ہوئے ہیں لیپ کے اسکیپ کے جمپ کے ۳۲

☆☆☆☆☆☆

نہ نماز ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ ہے نہ حج ہے
تو خوشی پھر اس کی کیا ہے کوئی جنت کوئی جج ہے
جو خیال ہیں نرالے تو مذاق ہیں انوکھے
نہ وہ وضع قوم کی ہے نہ وہ شان ہے نہ دھج ہے

کوئی ان میں ہے جو ایسا کہ جو دون کی ہے لیتا
جو اسے بھی چھیڑ دیکھا تو وہ کمتراز کھرج ہے
جو کر آئے سیر لندن ہیں اسیر کبرو فیشن
جو یہیں گئے ہیں بن ٹھن انہیں ایڈ ہے گرج ہے
نہیں کوئی صاف سینہ بہم ان میں بھی ہے کینہ
یہ انہیں کہیں کمینہ وہ انہیں کہیں اپچ ہے
کہیں میم کا ہے پھندہ کوئی دخت رز کا بندہ
ہے پھر اس پہ ناز و خندہ کہ دل اس میں کیا حرج ہے

☆☆☆☆☆

پاتی ہیں قومیں تجارت سے عروج
بس یہی ان کے لیے معراج ہے
ہے تجارت واقعی اک سلطنت
زور یورپ کو اسی کا آج ہے
لفظ تاجر خود ہے اے اکبر ثبوت
دیکھ لو تاجر کے سر پر تاج ہے

☆☆☆☆☆

تمہاری اصل خدا کا کلام واضح ہے
عبث یہ ولولۂ نقل قوم فاتح ہے
سنو یہ بات جو مجموعہ نصائح ہے
وہی ہے باعثِ عزت عمل جو صالح ہے

☆☆☆☆☆

نہ ہو جو مذہب و ملت کے ساتھ ہمدردی
زمانہ صاف کہے گا کہ ہے یہ نامردی

☆☆☆☆☆

انہیں کے واسطے مئے کا سرور زیبا ہے
انہیں کے دل میں طرب کا وفور زیبا ہے
انہیں کو روئے زمیں پر غرور زیبا ہے
مرے لئے فقط امید حور زیبا ہے

☆☆☆☆☆

اسی امید میں ساری ترقیاں سمجھیں
جو آپ حور کے معنی کی خوبیاں سمجھیں

☆☆☆☆☆

کرزن سبھا

سبھا میں دوستو کرزن کی آمد آمد ہے
گلوں میں غیرتِ گلشن کی آمد آمد ہے

رئیس و راجہ و نواب منتظر ہیں بہ شوق
کہ نائب شہ لندن کی آمد آمد ہے

وہ ہو کے آتے ہیں قائم مقام قیصر ہند
ستاروں میں مہِ روشن کی آمد آمد ہے

ہیں ان کے ساتھ میں اتنے اکابر یورپ
کہ گویا دہلی میں لندن کی آمد آمد ہے

غرض یہ ہے کہ ہو تکمیل زینت و رونق
ہر ایک علم کی ہر فن کی آمد آمد ہے

کمر بندھی نظر آتی ہے آب و آتش کی
ادھر سے نل ادھر انجن کی آمد آمد ہے

دکھا رہے ہیں ہنر مند خواب مقناطیس
دلوں میں حالتِ روشن کی آمد آمد ہے

اُمنڈ رہی ہے ہر اک سمت سے فراوانی
ہر ایک جنس کے خرمن کی آمد آمد ہے

ورود فوج سے ہے زرق برق کا عالم
جدھر کو دیکھئے پلٹن کی آمد آمد ہے

چمک ہے کرچوں کی ہر سو گمگ ہے توپوں کی

چھما چھم اور دنادن کی آمد آمد ہے
چہل پہل ہے امنگیں ہیں جوش مستی ہے
بہار عیش پہ جو بن کی آمد آمد ہے
جو پیر ہیں انہیں ہیں دلولے جوانی کے
جوان ہیں تو لڑکپن کی آمد آمد ہے
تمام مذہب و ملت میں ہے کشش پیدا
مغان و شیخ و برہمن کی آمد آمد ہے
گرہ میں زر نہیں اور ٹیم ٹام لازم و فرض
اسی سبب سے مہاجن کی آمد آمد ہے
ابھارے رکھتا ہے اکبر کے دل کو فیض سخن
اگرچہ پیری و پنشن کی آمد آمد ہے

آمد اقبال پری

اقبال پری آئی جو انداز بدل کر
دنیا کی ہوا ساتھ ہوئی ساز بدل کر

☆☆☆☆☆

غزل اقبال پری کی زبانی

ہوں ناز سے معمور حکومت سے بھری ہوں
زریں مراد امن ہے میں اقبال پری ہوں
ہر شعلہ مقابل مرے چہرے کے ہے بے نور
کہتا ہے کہ ہوں بھی تو چراغ سحری ہوں
ہر ڈھنگ سے دکھلاتی ہوں شان اپنی جہاں کو
ہر رنگ میں میں مست مے جلوہ گری ہوں
انگلینڈ پہ ہوں سایہ فگن حکم خدا سے
شاہنشہ اڈورڈ کی صورت پہ مری ہوں

☆☆☆☆☆

مبارک باد پنچ کی طرف سے
قوم انگلش کو یہ دربار مبارک ہووے
لارڈ کرزن سایہ سردار مبارک ہووے
ہو مبارک شہ انگلینڈ کو تخت ودیہیم
مجھ کو یہ طبع گہر بار مبارک ہووے

نصیحت اخلاقی

بیٹے کو لوگ کہتے ہیں آنکھوں کا نور ہے
ہے زندگی کا لطف تو دل کا سرور ہے

گھر میں اسی کے دم سے ہر سمت روشنی
نازاں ہے اس پہ باپ تو ماں کو غرور ہے

خوش قسمتی کی اس کو نشانی سمجھتے ہیں
کہتے ہیں یہ خدا کے کرم کا ظہور ہے

اکبر بھی اس خیال سے کرتا ہے اتفاق
اس کا بھی ہے یہ قول کہ ایسا ضرور ہے

البتہ شرط یہ ہے کہ بیٹا ہے ہونہار
مائل ہے نیکیوں پہ برائی سے دور ہے

سنتا ہے دل لگا کے بزرگوں کی پند کو
وقت کلام لب پہ جناب و حضور ہے

برتاؤ اس کا صدق و محبت سے ہے بھرا
اس میں نہ ہے فریب نہ ہی مکرو زور ہے

افکار والدین میں ہے دل سے وہ شریک
ہمدرد ہے معین ہے اہل شعور ہے

راضی ہے اس پہ باپ کی جو کچھ ہو مصلحت
صابر ہے باادب ہے عقیل و غیور ہے

رکھتا ہے خاندان کی عزت کا وہ خیال
نیکوں کا وست صحبت بد سے نفور ہے
کسب کمال کی ہے شب و روز اس کو دھن
علم و ہنر کے شوق کا دل میں وفور ہے
لیکن جو ان صفات کا مطلق نہیں پتا
اور پھر بھی ہے خوشی تو خوشی کا قصور ہے

☆☆☆☆☆

نظم قومی حسب فرمائش نواب محسن الملک بہادر
مسلمانوں بتاؤ تو تمہیں اپنی خبر کچھ ہے
تمہارے کیا مدراج رہ گئے اس پر نظر کچھ ہے
اگر کچھ ہے تو سوچو دل میں بھی اس کا اثر کچھ ہے
حریفوں کی تعلی باعث سوز جگر کچھ ہے
تمہیں معلوم ہے کچھ رہ گئے ہو کیا سے کیا ہو کر
کدھر آ نکلے ہو راہ ترقی سے جدا ہو کر
کوئی آگے نہ تھا تم سے ترقی کی تگ و دو میں
کوئی دس میں چمکتا تھا تو تم ممتاز تھے سو میں
تمہیں نے فرق بتلایا تھا سب کو گندم و جو میں
تمہیں سے سیکھ کر بنتی تھیں عالم مغربی قومیں
شرف پایا تھا تم نے امتیاز حق و باطل سے
مخالف بھی تمہاری قدر دانی کرتے تھے دل سے

تمہاری عزتیں تھیں اوج تھا رتبہ تھا شانیں تھیں
تمہاری بات تھی احکام تھے کہنا تھا آئیں تھیں
تمہارے ذکر میں سر گرم دنیا کی زبانیں تھیں
تمہیں تم تھے زمانہ میں تمہاری داستانیں تھیں
غرور و ناز کم کرنا پڑا تھا ایک عالم
سرِ تسلیم خم کرنا پڑا تھا ایک عالم کو
تمہارا اتفاق باہمی دیوار آہن تھا
مخالف ایک کا جو تھا وہ گویا سب کا دشمن تھا
تمہاری ہمتوں کا عرش اعظم پر نشیمن تھا
تمہارے ہاتھ میں آفاق کا ہر علم و ہر فن تھا
تم اپنی حق پرستی سے دبا لیتے تھے دنیا کو
خدا کے سامنے جھک کر جھکا دیتے تھے اعدا کو
نہ یہ آپس کے جھگڑے تھے نہ یہ ناحق پرستی تھی
طبیعت پر نہ دیو نفس کی یہ چیرہ دستی تھی
نہ دل میں بدگمانی تھی نہ ہمت میں یہ پستی تھی
نظر میں مظہر نور حقیقت ساری ہستی تھی
تمہاری وضع دلکش تھی تمہاری شان عالی تھی
خوش اخلاقی تمہاری مظہر شان جمالی تھی
نہیں ہے ہائے افسوس اب تمہارا وہ چلن باقی
نہ وہ حسنِ عمل باقی نہ اب وہ حسنِ ظن باقی
نہ وہ ذوقِ ہنر مندی نہ شوق علم و فن باقی

نہ دل میں ہے وہ جوش حب یارانِ وطن باقی
جو فکریں ہیں تو اپنے نفس کو راحت رسانی کی
توقع کیا اسی پر ہے خدا کی مہربانی کی
غضب ہے حُبِّ اسلامی سے خالی سب کا سینہ ہے
حسد ہے ناتواں بینی ہے بے مہری ہے کینا ہے
بس اپنے ہی مزے کے واسطے ہر اک کا جینا ہے
یہی قومی ترقی کا ذرا سوچو تو زینا ہے
کہاں ہے اب مسلمانوں میں باہم بیغرض الفت
جو باقی شاعروں میں ہے تو ہے وہ اک مرض الفت
میں تم سے کیا کہوں اس وقت دل پر کیا گذرتی ہے
تصور دل میں آتا ہے تو آنکھ اشکوں سے بھرتی ہے
طبیعت بات کرنے کو بھی مشکل سے ٹھہرتی ہے
خلش سینہ میں ایسی ہے کہ وہ بے چین کرتی ہے
مرادر دیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگردم درکشم ترسم کہ مغز اُستخواں سوزد
وہ باتیں جن سے قومیں ہو رہی ہیں نامور سیکھو
اُٹھو تہذیب سیکھو صنعتیں سیکھو ہنر سیکھو
بڑھاؤ تجربے اطراف دنیا میں سفر سیکھو
خواص خشک و تر سیکھو علوم و بحر سیکھو
خدا کے واسطے اے نوجوانو ہوش میں آؤ
دلوں میں اپنے غیرت کو جگہ دو جوش میں آؤ

سخن معقول و موزوں ہو تو سب کا دل بہلتا ہے
کلام خوش کلاماں رنگ بامعنی بدلتا ہے
زباں سے نعرہ مدح و ثنا ہر دم نکلتا ہے
مگر شوقِ عمل ہو واقعی تب کام چلتا ہے
توجہ گر نہیں دل سے تو پھر تاثیر کیوں کر ہو
کلام دلکش اکبر ہو یا مہدی کا لکچر ہو

ڈارون۳۳؎ صاحب حقیقت سے نہایت دور تھے
میں نہ مانوں گا کہ مورث آپ کے لنگور تھے
اپنی حالت کے مطابق چاہیے طرز عمل
اس سے کیا ہوتا ہے داد قیصر و فغفور تھے
اس تقرب پر ہمیں کچھ فخر کا موقع نہیں
پاس گو بیٹھے تھے لیکن ان کے دل سے دور تھے

ہوائے الحاد رنگ ملت کو ہر روش پر بدل رہی ہے
جو بات بگڑی بنے وہ کیونکر چل گئی وہ چل رہی ہے
ہمیں نے در اس ہوا پہ کھولا کیا اسے چپ جو کوئی بولا
ہمیں ہے خود اب تر و داس کا طبیعت اب ہاتھ مل رہی ہے
نہ عاقبت کا کسی کو ڈر ہے نہ عزت و قوم پر نظر ہے
سروں میں سودا سما رہا ہے دلوں سے غیرت نکل رہی ہے
جو پیشوا خود ہوں رند مشرب تو کیا جمے رنگ وعظ مذہب

قلوب شیطان کے متبع ہیں زبان قرآن پہ چل رہی ہے
کر چکیں باخبر ہیں ہر جا نہیں ہے چرچوں میں اس کا چرچہ
ہمیں نے سمجھا ہے مہد اس کو اسی میں اب نسل پل رہی ہے
جو قوم ہمسایہ ہے ہماری نہیں ہے اس پر بلا یہ طاری
ہم اپنی مستی میں گر رہے ہیں وہ ہوش میں ہے سنبھل رہی ہے
ہم اپنی صورت بگاڑتے ہیں بنا رہی ہے وہ اپنے گھر کو
ہم اپنے نقشہ مٹا رہے ہیں وہ اپنے سانچے میں ڈھل رہی ہے
خدا کی ساعت ہیں یاں کی صدیاں چھپی نہیں ہیں ہماری بدیاں
بلائیں آئیں اور آ رہی ہیں کوئی گھڑی ہے کہ ٹل رہی ہے
زبان اکبر میں کب یہ قدرت کہ کہہ سکے راز سوز حسرت
وہ شمع اس کو بیاں کرے گی جو گور سید پہ جل رہی ہے

☆☆☆☆☆

چاہا جو میں نے ان سے طریق عمل پہ وعظ
بولے کہ نظم ذیل و ارقام کیجئے
پیدا ہوئے ہیں ہند میں اس عہد میں جو آپ
خالق کا شکر کیجئے آرام کیجئے
بے انتہا مفید ہیں یہ مغربی علوم
تحصیل ان کی بھی سحر و شام کیجئے
یورپ میں پھریئے پیرس و لندن کو دیکھئے
تحقیق ملک کاشغر و شام کیجئے

ہو جائیے طریقۂ مغرب پہ مطمئن
خاطر سے محو خطرۂ انجام کیجئے

پیرانِ بے فروغ کا گُل ہو چکا چراغ
ناحق نہ دل کو تابعِ اوہام کیجئے

رکھیے نہ دل کو دیر و کلیسا سے منحرف
متروک قیدِ جامۂ احرام کیجئے

اِلفاظِ کفر و فسق کو بس بھول جائیے
ہر ملت و طریق کا اکرام کیجئے

رہیے جہاں میں وسعتِ مشرب سے نیک نام
مجھ کو مرید ہندوؤں کو رام کیجئے

رکھیے نمود و شہرت و اعزاز پر نظر
دولت کو صرف کیجئے اور نام کیجئے

سامان جمع کیجئے کوٹھی بنائیے
باصد خلوص دعوتِ حکام کیجئے

آرائشوں سے گھر کو مہذب بنائیے
تزئینِ طاق وسقف و در و بام کیجئے

یارانِ ہم مذاق سے ہم بزم ہو جیئے
موقع ملے تو شغلِ مے و جام کیجئے

چشم و لبِ بتاں سے بھی غافل نہ ہو جیئے
تکمیلِ شوق پستہ و بادام کیجئے

نظارہ مِسان سے تر و تازہ رکھیے آنکھ

تفریح پارک میں سحر و شام کیجئے
مذہب کا نام لیجئے حامل نہ ہو جئے
جو متفق نہ ہو اسے بدنام کیجئے
طرز قدیم پر جو نظر آئیں مولوی
پبلک میں ان کو مور و الزام کیجئے
زنجیر فقہ توڑیئے کہہ کر خلاف شرع
مضمون لکھئے دعوئے الہام کیجئے
ممنوع ہے تعدد ازاوج خاص کر
یوں گھوم پھر کے تنقیۂ عام کیجئے
قومی ترقیوں کے مشاغل بھی ضرور
اس مد میں بھی ضرور کوئی کام کیجئے
لڑکے نہ ہوں تو ہو نہیں سکتی چہل پہل
فکریں پئے وظیفہ و انعام کیجئے
تحصیل چندہ کیجئے لڑکوں کو بھیج کر
سارا علاقہ ہند کا اب خام کیجئے
بے رونقی سے کاٹئے کیوں اپنی عمر کو
کیوں انتظار گردش ایام کیجئے
جو چاہیے وہ کیجئے بس یہ ضرور ہے
ہر انجمن میں دعوئے اسلام کیجئے
لیکن نہ بن پڑیں جو یہ باتیں حضور سے
مردوں کے ساتھ قبر میں آرام کیجئے

☆☆☆☆☆

میں دیکھتا ہوں صلح و محبت ہے اٹھ گئی
ہر دل سے ہر گروہ سے ہر خاندان سے
اس کا سبب نہیں ہے سوا اس کے اور کچھ
یعنی کہ اٹھ گیا ہے خدا درمیان سے

☆☆☆☆☆

تعجب سے ہنسنے لگے بابو صاحب
گورنمنٹ سید پہ کیوں مہربان ہے
اسے کیوں ہوئی اس قدر کامیابی
کہ ہر بزم میں بس یہی داستاں ہے
کبھی لاٹ صاحب ہیں مہمان اس کے
کبھی لاٹ صاحب کا وہ میہماں ہے
نہیں ہے ہمارے برابر وہ ہرگز
دیا ہم نے ہر صیغے کا امتحان ہے
وہ انگریزی سے کچھ بھی واقف نہیں ہے
یہاں جتنی انگلش ہے سب بر زباں ہے
کہا ہنس کے اکبر نے اے بابو صاحب
سنو مجھ سے جو رمز اس میں نہاں ہے
نہیں ہے تمہیں کچھ بھی سید سے نسبت
تم انگریزی داں ہو وہ انگریز داں ہے

طبع ۳۴؎ سمجھی کہ بلندی میں بڑھی جاتی ہے
زلف۳۵؎ خوش ہے کہ یہ پھانسی پہ چڑھی جاتی ہے
وہ ہے نا فہم یہ عیار محل ہے نازک
اہل بینش میں یہ اک نظم پڑھی جاتی ہے

دار دآں آفتِ جاں حسن و جمال عجبے
چشم مست عجبے دارد و خال عجبے
او بتا راج و لم مائل و من مائل او
او بہ فکر عجبے من بہ خیال عجبے

۱۸۷۸ء کے ایک گم شدہ مضمون کے چند

اشعار

اک رنگ پہ پھریاں کوئی شے رہ نہیں جاتی
وہ شوکت و شانِ جسم و کئے رہ نہیں جاتی

یورپ کی ترقی کا چمکتا ہے ستارہ
توقیر عرب عظمتِ رے رہ نہیں جاتی

دلکش نظر آتا ہے بہت لفظِ نومبر
تزئین رُخ بہمن ودے رہ نہیں جاتی

گڈ بائی کا غل مچتا ہے اطراف جہاں میں
تسلیم نہیں رہتی ہے جے رہ نہیں جاتی

عالم کو لبھاتی ہیں پیانوں کی صدائیں
بلبل کے ترانوں میں وہ لے رہ نہیں جاتی

آہنگ طرب کے لیے چھڑتے ہیں نئے ساز
دمسازی احباب کو نے رہ نہیں جاتی

رندوں سے بدل جاتی ہیں ساقی کی نگاہیں
وہ گردش پیانہ وہ مے رہ نہیں جاتی

ہوتی ہے بہت سخت یہ منزل مگر اکبر
ہمت ہو تو پھر ناشدہ طے رہ نہیں جاتی

☆☆☆☆☆☆

یہ قطعہ ۱۹۰۷ء میں حسب فرمائش پنچ لکھا گیا

زمزمہ اوج فلک پر ہے یہی ہربرڈ ۳۶ ء کا
ہے یہی مفہوم روئے ارض پر ھورڈ ۳۷ ء کا
زینت گیتی ہے ملک اعظم برطانیہ
سکہ بیٹھا ہے دلوں میں حضرتِ اڈورڈ کا

☆☆☆☆☆

راجہ صاحب سے شیخ جی نے کہا
اب بھروسہ حضور پر نہ رہا
مجھ کو چھوڑا امام باڑے میں
پہنچے خود نیچری اکھاڑے میں
جیب خالی پھرا کیا بندہ
لے گئے غیر اس قدر چندہ
راجہ صاحب نے ہنس کے فرمایا
کیوں مزاج آپ کا ہے گرمایا
بزم قومی میں میں شریک ہوا
جو ہوا ہر طرح سے ٹھیک ہوا
آپ پر بار صرف ڈاڑھی ہے
یاں ریاست کی فکر گاڑھی ہے
جب حکومت کرے خود اس کا ڈفنس
کیوں نہ ہوں میں شریکِ کانفرنس

مجھ کو ہے شوق علم و دانش سے
کیوں میں رکتا پھر اپنی خواہش سے

نہ ہو تسکیں وہ جو یہ توضیح
تو میں کر دوں گا دوسری تشریح

مجھ پہ کرتا تھا اعتراض حریف
دل میں آیا میرے یہ شعر لطیف

دفتر اعتراض سوختہ بہ
دہن او بہ چندہ دوختہ بہ

☆☆☆☆☆☆

سن رہے تھے سماع مولانا[38]
اسی حالت میں انتقال ہوا

واہ کیا خوش نصیب تھے حضرت
عالم وجد میں وصال ہوا

☆☆☆☆☆☆

حضرت کی وفات سے ہے ہر اک دل درویش
رکھتے تھے عزیز ان کو بیگانہ و خویش

کیا کیا صفتیں تھیں جمع ان میں اکبر
حافظ[39]۔ حاجی۔ طبیب۔ عالم۔ درویش

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

ممدوح خاص و عام ہیں لالہ نہال چند
دران کے فیض کا کبھی رہتا نہیں ہے بند
چندے وصول کرنے کو ہیں پیشوا بہت
سب کرتے ہیں مباحث قرآن و دید وژند
یمکن دقیق و سخت جو ہوتا ہے کوئی کام
اس وقت میں جناب ہی ہوتے ہیں درد مند
حکام کے حضور میں کرتے ہیں التماس
قانون سے جو ہوتا ہے کچھ شبہۂ گزند
تقریر رنٹ بل پہ جو کی ملک بول اٹھا
ایں کارانہ تو آید و مرداں چنیں کنند

۱۹۰۷ء آغاز تشریف آوری امیر حبیب اللہ خاں میں کہا گیا تھا

خلافِ حق چو حریفاں زراہ میگروند
زفیض حکمتِ اورو براہ میگروند
مکر است بہ ہندوستان شہ کابل
بتاں بہ گرو حبیب الہ میگروند

بعلالت ۱۹۰۵ء

موت چل دی میری مشت استخواں کو سونگھ کر
چونک اٹھا اکبر غرض خواب گراں سے اونگ کر
یہ سمجھنا چاہئے خالق نے جو صحت یہ دی
بہرِ استغفار اپنے فضل سے مہلت یہ دی

☆☆☆☆☆

سید جلال الدین طہرانی اڈیٹر حبل المتین
تلغرافے چوفر ستادی زارہ لطف و مہر
جوش زواز دل سرور و لطفہا اندو ختم
بسکہ شوق دعوت و اسپیچ در دل داشتم
محفلے ترتیب دادم شمعہا افروختم
خادم خاص از لئے آورد نت رفتہ بہ ریل
نصف شب درانتظارت دیدہ بردردو ختم
چوں شنیدم فسخ کر دی عزم ورفتی بیدریغ
شمع را خاموش کردم خود سراپا سو ختم

☆☆☆☆☆

تھا باعث الم مرض جانگزائے قوم
مدت سے سن رہے تھے علی گڑھ میں ہائے قوم
آخر اودھ نے کالج طبی بنا
شکرِ خدا کہ ہوگئی پیدا دوائے قوم

ملال کا تو محل اے حضور کچھ بھی نہیں
خدا گواہ ہے میرا قصور کچھ بھی نہیں
برائے لطف و کرم لائیے یہاں تشریف
آلہ آباد علی گڑھ سے دور کچھ بھی نہیں
محبت آپ کی ہے میرے دل میں مستحکم
میں صاف لکھتا ہوں یہ مکرو زور کچھ بھی نہیں
وہ امر آپ کی جانب سے میں نہ سمجھا ہے
یہ چاہیے کہیئے کہ تجھ کو شعور کچھ بھی نہیں

بعد پنشن کے تصنع سے مجھے ساز نہیں
ہوں جو بے شغل تو اکبر یہ کوئی راز نہیں
گو اب آزاد ہوں لیکن مری صحت ہے خراب
پر کھلے ہیں مگر اب طاقت پرواز نہیں

ڈپوٹیشن کی سرسبزی جو دیکھی اس نے شملے میں
برہمن نے کہا یہ شاخ بیداور ایسے گملے میں
کہا مہدی نے بھائی تم کو کیوں اس درجہ حیرت ہے
تمہارے واسطے یہ کیا محل رشک و غیرت ہے
تعجب کیا ہے ہم اس بت کے پہلو میں جو لیٹے ہیں

حرم کے محترم کیا دیر کے خادم سے ہیٹے ہیں
برہمن نے کہا بس آپ کی باتیں ہی باتیں ہیں
اجی یہ وصل کی راتیں نہیں ہیں ان کی گھاتیں ہیں
کہا مہدی نے ہم کو تو مزے سے اپنے مطلب ہے
محبت ہو نہ ہو ان کو امید اس کی یہاں کب ہے
برہمن نے کہا ایسا مزا اعضا کا مضعف ہے
کہا مہدی نے ہاں اس بات سے بندہ بھی واقف ہے

☆☆☆☆☆☆

وفات سر سیّد مرحوم پر

ہماری باتیں ہی باتیں ہیں سید کام کرتا تھا
نہ بھولو فرق جو ہے کہنے والے کرنے والے ہیں
کہے جو چاہے کوئی میں تو یہ کہتا ہوں اے اکبر
خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنیوالے میں

☆☆☆☆☆☆

دیکھی جو نمائش چکا کو
دل نے کہا دین سے کہ بھاگو
اتنے میں اجل پکاری سر پر
بس ہو چکا خواب زیست جاگو

شروع سنہ میں میں آؤں گا واں تم اپنی ماں کو لکھ چکے ہو ۱؎

تو دیر پھر کیوں لگا رہے ہو یہ کیا تامل ہے کیوں رکے ہو

مجھی کو سمجھو تم اپنا قبلہ سرِ اَدب کو یہیں کرو خم

وہاں کے چرچوں میں لطف کیا ہے جسے اُٹھانے کو تم جھکے ہو

علم باری میں یہ تپ موت۲؎ کی تمہید نہ تھی

ورنہ ظاہر میں تو کچھ زیست کی اُمید نہ تھی

عمدہ مچھلی مسلم و خام ملی

تحفہ پایا مراد خدام ملی

ممنون کریم کیوں نہ ہوں اے اکبر

وہ دام میں لائے مجھ کو بیدام ملی

اک دوست ہمارے ہیں تپ ان کو شدید آئی

جھیلا کئے بیماری مدت میں شفا پائی

لاہور کے جلسے میں شرکت کو ہیں اب جاتے

حالانکہ ابھی قوت پاؤں میں نہیں پاتے

میں کہتا ہوں جاتے ہو لاہور بلا قوت

وہ اس کو سمجھتے ہیں لاحول و لا قوۃ

یہ میری غلط بندش وہ ان کی غلط فہمی

میں حد سے بڑا شاعر وہ حد سے سوا وہمی

دعوت نامہ بنام علامہ شبلی نعمانی

آتا نہیں مجھ کو قبلہ قبلی
بس صاف یہ ہے کہ بھائی شبلی
تکلیف اُٹھاؤ آج کی رات
کھانا یہیں کھاؤ آج کی رات
حاضر جو کچھ ہو دال دلیا
سمجھو اس کو پلاؤ قلیا

شبلی کا قلم علم کی منزل پہ جما ہے
رفتار پہ آزر کی قدم اس کا تھما ہے
چمکی ہوئی ہے بزم سلف اس کے بیان سے
روشن ہیں یہ معنی کہ وہ شمس العلما ہے

یہ کیا سبب ہے جو رہ رہ کے جی بھر آتا ہے
یہ کیا ہوا جو مجھے شہر کاٹے کھاتا ہے
یہ خون ہوگئی کیوں میرے دل کی رنگینی
یہ داغ دینے لگی کیوں چمن کی گل چینی
اداس ہوگئی کیوں روح خانہ تن سے

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

اُچاٹ ہوگئیں کیوں بلبلیں یہ گلشن سے

☆☆☆☆☆

بحمدہٖ اللہ کہ حاصل آپ کو ہر ایک نعمت ہے
ذہانت ہے سعادت ہے شرافت ہے لیاقت ہے
علوم مغربی میں نمبر اول آپ کا آیا
عزیز و دوست جو ہیں سب کو اس سے اک مسرت ہے
گورنمنٹ آپ کی مداح ہے اس قابلیت پر
اکابر قوم کے خوش ہیں ہر اک کو فخر و عزت ہے
پےتکمیل دانش قصد ہے اب ملک مغرب کا
مبارک آپ کے احباب کو یہ جلسۂ رخصت
حقیقت میں مبارکِ وقت ہے اور عمدہ ساعت ہے
بخیر و کامیابی آپ واپس آئیں لندن سے
یہی سب کی دعا اس دم بصد جوشِ طبیعت ہے
زباں پر سب کے جاری ہے یہ شعر حضرت اکبر
کہ جن کی نظم پر نظم ثریا کو بھی حیرت ہے
عطا کر قسمت تصنیف سعدی یا رب اس گل کو
پھلے پھولے زمانہ میں گلستان بوستاں ہو کر
گو دل بیتاب امید وطن پرشاد ہے
شاق لیکن فرقتِ منشی جگن پرشادہٖ ہے

☆☆☆☆☆

خوش پھر رہی ہے خلق خدا صبح عید ہے
ہر سمت زیب و زینت دنیا کی دید ہے
ہے جشن تاج پوشیِ قیصر بھی آج ہی
یہ اتفاق باعثِ لطف مزید ہے
بازار دہر پر ہے متاعِ سُرور سے
بامنفعت فروخت ہے دلکش خرید ہے
گشتہ ہے کوئی طرز مس خوش خرام کا
کوئی نگاہ ناز بتاں کا شہید ہے
صوفی کی انجمن میں بھی شاہی کا ہے سماں
لُطف نوائے مطرب و نذر مرید ہے
مست اپنے رنگ میں ہیں نئی روشنی کے دوست
اظہار جوش طبع بہ طرز جدید ہے
ڈالی کسی نے بھیجی ہے حکام کے حضور
بیتاب دل میں شوق صدور رسید ہے
جن کے سبوئے دل میں ہے کچھ مایۂ نشاط
اس سے شراب طول امل کی کشید ہے
مجھ کو خموش دیکھ کے پوچھا یہ چرخ نے
تو بھی اس آب و رنگ سے کچھ مستفید ہے
میں نے کہا کہ حالتِ عاشق ہے کچھ اور
پروانہ ہو وفا کی یہ ان سے بعید ہے
پیش نظر ہمارے ہے شام شب فراق

اس کی جو ہو سحر تو ہماری بھی عید ہے

☆☆☆☆☆

لندن کو چھوڑ لڑکے ۴۵ اب ہند کی خبر لے
بنتی رہیں گی باتیں آباد گھر تو کر لے
راہ اپنی اب بدل دے بس پاس کرکے چل دے
اپنے وطن کا رخ کر اور رخصتِ سفر لے
انگلش کی کرکے کاپی دنیا کی راہ ناپی
دینی طریق میں بھی اپنے قدم کو دھر لے
نیچر پکارتا ہے ہے اصل نسل تیری
کہتی ہے ہسٹری بھی بس جا اور اپنا گھر لے
واپس نہیں جو آتا کیا منتظر ہے اس کا
ماں خستہ حال ہو لے بیچارہ باپ مر لے
مغرب کے مرشدوں سے تو پڑھ چکا بہت کچھ
پیران مشرقی سے اب فیض کی نظر لے
میں بھی ہوں اک آسن کلام اکبر
ان موتیوں سے آ کر دامن کو اپنے بھر لے

☆☆☆☆☆

کانفرنس احباب سے پُر ہے
جو صف ہے وہ سلک در ہے
سب کو یاد استاد کا گر ہے

دلکش ہر اسپیچ کا سر ہے

☆☆☆☆☆☆

قومی ترقی کی رادھا پیاری
بیٹھی ہیں پہنے جوڑا بھاری
نومن تیل کی فکر ہے طاری
چندے کی تحصیل ہے جاری

☆☆☆☆☆☆

قوم پہ غالب کورٹ کے عملے
عملے ٹھہرے پارک کے گملے
پھر یہ چندہ کیوں کر دم لے
کتنا ہی لے کوئی پھر بھی کم لے

☆☆☆☆☆☆

لائی ہیں سکھیاں بھر کر جھولی
خوب کھلی ہے برج میں ہولی
رنگ میں ڈوبی ہے سب کی چولی
سب نے زباں اس گیت پہ کھولی

☆☆☆☆☆☆

شیخ کو الفت ہوگئی مس کی
خوب پیٔے اب شوق سے وہسکی
اگلی دنیا دھر سے کھسکی!

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. © 2006

بیٹھا کون ہے شرم ہے کس کی

جمع ہیں ممبر بھولے بھالے
جاڑوں کا موسم پھولے پھالے
آنکھیں پھاڑے دانت نکالے
چندہ دے کر چھٹنے والے

بعض ہیں بادہ و جام کے خواہاں
بعض نمود و نام کے خواہاں
بعض فقط آرام کے خواہاں
کم ہیں فیض عام کے خواہاں

مدعیان رونق دیں ہیں
لیکن باہم بر سرکیں ہیں
واقف فن و ہنر سے نہیں ہیں
کم ہیں ان میں جو آخر بیں ہیں

ہر دم قوم کا رونا کیا ہے
ان باتوں سے ہونا کیا ہے
مفت میں روپیہ کھونا کیا ہے

شور زمیں میں بونا کیا ہے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دیکھ کے اِک باضابطہ بھبکی
دنیا آپ کی جانب لپکی
آپ نے سب کی دولت ہپ کی
بزم جمالی خالی گپ کی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یہ وادی ہے طور سے خالی
یہ محفل ہے نور سے خالی
یہ جنت ہے حور سے خالی
پاس سے خالی دور سے خالی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دیکھتا ہے اک عمر سے بندا
بس یہی باتیں اور یہی پھندا
ہوتا ہے کچھ کام نہ دھندا
لاؤ چندہ لاؤ چندہ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سید کا جو عہد مشن تھا
اس سکے کا ٹھیک چلن تھا
حسبِ ضرورت طرزِ سخن تھا

وقت وہ اور تھا اور وہی سن تھا

بگڑا دیکھا بیٹا بھتیجا
ایک کا چہلم ایک کا تیجا
دل کہتا ہے بات کو پی جا
ساکت ہو دکھلا کے نتیجہ

بھائیوں پر منہ آئے جانا
گائے گیت کو گائے جانا
اگلا قصہ سنائے جانا
اُترا ڈھول بجائے جانا

بیٹھے روتے ہیں جن کے لڑکے
دوڑتے ہیں بنگلوں پر تڑکے
دل میں یہی رہتے ہیں دھڑکے
مار نہ بیٹھے کوئی بگڑ کے

کیوں رنگِ حق پوش میں آؤ
غیرت پکڑو جوش میں آؤ
مذہب کے آغوش میں آؤ

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved. ©2006

غافل بندو ہوش میں آؤ

ایک انگریز نے بات یہ کہدی
جس نے ترقی وہ دی یہ دی
اس بازی کی ہمیں نے شہہ دی
کیسے سید کیسے مہدی

گرمیوں میں بچوں کو تھکانا
شہروں شہروں بھیک منگانا
اور اس پر یہ بات بنانا
مفلس لڑکوں کا ہوگا ٹھکانا

آپ کہیں معیوب نہیں ہے
ہم کو تو مرغوب نہیں ہے
عمدہ یہ اسلوب نہیں ہے
ہاں یہ طریقہ خوب نہیں ہے

اس سے بگڑتی ہے قومی حالت
جاتی رہتی ہے شرم کی خصلت
کہتے ہو ہوگی جو یہ جمعیت

ہوگا میل بڑھے گی الفت

☆☆☆☆☆

تڑپو گے جتنا جال کے اندر
جال گھسے گا کھال کے اندر
کیا ہوا تیس ہی سال کے اندر
غور کرو اس حال کے اندر

☆☆☆☆☆

کام بہت ہیں لوکل و ذاتی
ان کی فکر تو کی نہیں جاتی
مفت میں بچوں کو کرکے براتی
قوم کی گاتے ہیں بھائی وفاقی

☆☆☆☆☆

کینہ ہم کو ہے نہ حسد ہے
دل میں ضد ہے نہ کوئی کد ہے
لیکن یہ ارشاد خرد ہے
بھائی ہر شے کی اک حد ہے

☆☆☆☆☆

آزادی کی پی کے برانڈی
آپ چلاتے ہیں ڈنڈا بانڈی
گاتا ہے قومی کشتی کا ڈانڈی

مکتب گرم ہے سرد ہے ہانڈی

☆☆☆☆☆

بزم عزا میں کیوں نہ ہو شرکت
جس سے ہو دل میں پیدا عبرت
صوفیوں کی کیوں ڈھونڈیں نہ صحبت
قلب کو جس سے پہنچے فرحت

☆☆☆☆☆

یہ بے معنی مجلس کیسی
یہ ناحق کی گھس گھس کیسی
یہ بے حکم کی آفس کیسی
یات یہ سٹرم پوئیس کیسی

☆☆☆☆☆

ہوگیا عقل میں کون اضافہ
خوشبو پھیلی نہ دیکھا نافہ
دیکھ لیا یاروں کا قیافہ
پایا بس خوش رنگ لفافہ

☆☆☆☆☆

قوم سے اس کی گاڑھی کمائی
آپ نے فقرہ دے کے اڑائی
اور وہ یوں بے سود گنوائی

شاہ لندن تیری دھائی

☆☆☆☆☆

دوڑاؤ تدبیر کے ریشے
قوم میں پھیلیں فن اور پیشے
صناعی کے چلاؤ تیشے
تا کہ کٹیں افلاس کے بیشے

☆☆☆☆☆

تم و فکر جاہ میں الجھے
شہرت و شان کی چاہ میں الجھے
نافہموں کی واہ میں الجھے
دل کیوں کر اللہ میں الجھے

☆☆☆☆☆

خالق کی توحید سکھاؤ
عقبیٰ کی تمہید سکھاؤ
ملحد کی تردید سکھاؤ
روحانی امید سکھاؤ

☆☆☆☆☆

مذہب کی تعلیم زبانی
طوطا مینا کی ہے کہانی
ملا جو خود نہ ہو حقانی

پھر تو مکتب ہے شیطانی

☆☆☆☆☆☆

جب ہوں گرو جی خود البیلے
خوب رچائیں میلے ٹھیلے
راہ پہ آئیں کیوں کر چیلے
مندر میں کیوں جائیں اکیلے

☆☆☆☆☆☆

اگوا خود جب حق سے ہو غافل
دنیا ہی دنیا دل میں ہو داخل
ساتھی کیوں نہ چلیں رہ باطل
کیوں کر دین ہو ان کو حاصل

☆☆☆☆☆☆

جس نے خیمہ یہاں پہ گاڑا
اس کو مبارک ہو یہ اکھاڑا
لیکن قوم کو کیوں ہے پچھاڑا
اس نغمے پہ گلا کیوں پھاڑا

☆☆☆☆☆☆

عشرتیؔ ہم گھر کی محبت کا مزا بھول گئے
کھا کے لندن کی ہوا عہدِ وفا بھول گئے
پہنچے ہوٹل میں تو پھر عید کی پروا نہ رہی

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved

کیک کو چکھ کے سوئیوں کے مزا بھول گئے
بھولے ماں باپ کو اغیار کے چرچوں میں وہاں
سایۂ کفر پڑا نور خدا بھول گئے
موم کی پتلیوں پر ایسی طبیعت پگھلی
چمن ہند کی پریوں کی ادا بھول گئے
کیسے کیسے دل نازک کو دکھایا تم نے
خبر فیصلہ روزِ جزا بھول گئے
بخل ہے اہلِ وطن سے جو وفا میں تم کو
کیا بزرگوں کی وہ سب جود و عطا بھول گئے
نقلِ مغرب کی ترنگ آئی تمہارے دل میں
اور یہ نکتہ کہ مری اصل ہے کیا بھول گئے
کیا تعجب ہے جو لڑکوں نے بھلایا گھر کو
جب کہ بوڑھے روش دین خدا بھول گئے

☆☆☆☆☆☆

بنام منشی نثار حسین صاحب مہتمم پیام یار لکھنؤ

نامہ کوئی نہ یار کا پیغام بھیجئے
اس فصل میں جو بھیجئے بس آم بھیجئے
ایسے ضرور ہوں کہ انھیں رکھ کے کھا سکوں
پختہ اگر ہوں بیس تو دس خام بھیجئے
معلوم ہی ہے آپ کو بندے کا ایڈریس
سیدھے الٰہ آباد مرے نام بھیجئے
ایسا نہ ہو کہ آپ یہ لکھیں
تعمیل ہوگی پہلے مگر دام بھیجئے

☆☆☆☆☆☆

مرثیہ کنور عبدالعزیز

دھرم پور آج کیوں اس درجہ وقف حسرت و غم ہے
یہ کیا باعث کہ برپا ہر طرف اِک شور ماتم ہے
الٰہی کیا قیامت آگئی ہے کیا یہ عالم ہے
کہ جس کو دیکھئے مغموم ہے باچشم پرنم ہے
یہ ماتم ہو رہا ہے کس کی مرگِ ناگہانی پر
گری برق اجل بے وقت کس کی نوجوانی پر
کنور عبدالعزیز اک نوجواں ماں باپ کا پیارا
گل باغ ریاست اور ہر اک کی آنکھ کا تارا
اسے دور فلک نے ناگہاں تیر اجل مارا

کسی کا بس نہیں اللہ کی مرضی میں کیا چارا
تلاطم ہے ریاست میں عزیزوں کا جگر خوں ہے
ہوا خواہوں کو صدمہ ہے دلِ احباب محزوں ہے
تماشے دیکھتے ہیں آپ اس دنیائے فانی کے
ابھی ہے بات کل کی غلغلے تھے شادمانی کے
امنگیں تھیں مزے تھے ولولے تھے نوجوانی کے
عیاں تھے ہر طرف اسباب عیش و کامرانی کے
ابھی یہ دیکھیے آہ و بکا ہے شور و شیون ہے
جنازہ اٹھ رہا ہے اہتمام گور و مدفن ہے
رہو خاموش اکبر شور و فریاد و فغاں تا کے
یہ آہ آتشیں یہ قصۂ سوزِ نہاں تا کے
سمجھ لو خود تمہیں کب تک یہ غم کی داستاں تا کے
اگر سارے جہاں بھی ہو تو پھر سارا جہاں تا کے
اگر تاریخ رحلت تم کو لکھنی ہے صفائی سے
رہو ساکت ملا دو صبر کو داغِ جدائی سے

☆☆☆☆☆

قصیدہ مبارک باد جشن جوبلی ملکۂ وکٹوریہ

قیصرہ ہند

حسب ایما مسٹر ہاول صاحب جج ۱۸۷۷ء

زمانے میں خوشی کا دور ہے عشرت کا ساماں ہے
برنگِ گل ہر اک باغِ جہاں میں آج خنداں ہے
کوئن وکٹوریہ کی جوبلی کی دُھوم ہے ہر سو
اِدھر ہے نغمۂ عشرت اُدھر نور چراغاں ہے
جدھر دیکھو کھلی پڑتی ہیں کلیاں صحنِ گلشن میں
بھرا جوشِ مسرت سے ہر اک مرغ خوش الحاں ہے
بسانِ بوئے گل ہر اک ہے باہر اپنے جامے سے
نسیم گلشنِ عیش مسرت عطر افشاں ہے
چمک کر ہوگیا زیرِ فلک رشکِ قمر ہر گھر
فروغ اپنا جو دکھلاتی ہیں آتشبازیاں ہر سو
کواکب مضمحل ہیں دیدۂ افلاک حیراں ہے
کہیں ہے رقص کی محفل کہیں ہے جلسہ دعوت
کہیں تصویر بنتی ہے کہیں سرو چراغاں ہے
کہیں خیرات خانے جاری ہوتے ہیں کہیں مکتب
کہیں تقسیم کپڑوں کی پے فصلِ زمستاں ہے
اثر جوشِ مُسرت کا ہے ہر ادنیٰ و اعلیٰ پر
کوئی فرماں روا ہے یا کوئی کم مایہ دہقاں ہے

کوئی ہے محوِ آسائش کوئی مصروف آرائش
شگفتہ مثلِ گل چہرہ ہے دل شاداں و فرحاں ہے
تعجب کیا اگر ایسی خوشی ہے اہلِ عالم کو
یہ حیرت کیا جو قیصر کا ہر اک دل سے ثنا خواں ہے
سرے ر گرائی پنجاہ سالہ خیر و خوبی سے
محلِ لطف باری ہے مقامِ شکر یزداں ہے
یہی ہندوستاں سب کہتے ہیں جنت نشاں جس کو
کوئین وکٹوریہ کے عہد میں رشکِ گلستاں ہے
رئیس امن و اماں سے ناظر حالِ ریاست ہیں
ہری کھیتی زمینداروں کی ہے سرسبز دہقاں ہے
کمی بدلی کرے گر قطرہ افشانی میں کیا پروا
کہ فیض نہر و امان زمیں پر گوہر افشاں ہے
نظر سلطان کی ہے خاص تعلیم رعایا پر
اشاعت علم کی یہ ہے کہ سب کی عقل حیراں
ہزاروں مدرسے قائم ہوئے ہیں سینکڑوں کالج
جہاں فکر ارسطو بھی بس اک طفلِ دبستاں ہے
جہاں چلتا نہ تھا کچھ زور واں اب ریل چلتی ہے
میسر خاکساروں کو بھی اب تختِ سلیماں ہے
نہ کچھ کھٹکا ہے چوروں کا نہ قزاقوں کی ہے دہشت
رواں بے زحمت و خوف و خطر ہر سمت انساں ہے
تجارت کی بھی ایسی ہو رہی ہے گرم بازاری

کہ سامان معیشت جنس دل سے بھی اب ارزاں ہے

طلسم تازہ دیکھا کارخانہ تار برقی کا

زبان تار پر وہ بات ہے جو دل میں پنہاں ہے

شب تیرہ میں بھی وہ نور ہے اقبالِ قیصر کا

کہ ہر ذرہ نگاہ دُرد میں مہرِ درخشاں ہے

رعایا کے حقوق اب ہر طرح محفوظ رہتے ہیں

اِدھر قانون حامی ہے اُدھر حاکم نگہباں ہے

محبت بڑھ رہی ہے فاتح و مفتوح میں باہم

گرہ جو دل میں تھی وہ اب مثالِ دُرِّ غلطاں ہے

پریس[۴۸] کو بھی ہے عہد امپرس میں کامل آزادی

زبانِ خامۂ مضموں نگاراں سیفِ بُرّاں ہے

توجہ ہے مفیدِ عام کاموں کی طرف سب کی

کوئی ہے علم کا طالب ہنر کا کوئی خواہاں ہے

شفا خانوں نے ثابت کر دیا ہے اس مقولے کو

پے ہر رنج راحت ہے پے ہر درد درماں ہے

خلوص و صدق دل سے ہے دعا ہندو مسلماں کی

کہ یارب جب تلک یہ گردش گردونِ گرداں ہے

فروغِ مہر و مہ سے جب تلک ہے زینت عالم

نشاط انگیز جب تک انتظام بادو باراں ہے

دل اہل جہاں ہے جب تلک مرکز تمنا کا

ہوائے آرزو جب تک محیط قلب انساں ہے

خدا کا نام کی عزت ہے جب تک اہل دانش میں
تجلی علم کی جب تک چراغ راہ عرفاں ہے
ہماری حضرتِ قیصر رہیں اقبال و صحت سے
کہ جن کا آفتابِ عدل اس کشور پہ تاباں ہے

☆☆☆☆☆

خدا اے عشرتی[49] تم ہمیشہ شادماں رکھے
خلائق سے تمہیں خوش ان کو تم پر مہرباں رکھے
کرے مملو تمہاری طبع کو رنگیں خیالی سے
تمہارے دفترِ دل کو گلستاں بوستاں رکھے

☆☆☆☆☆

ہند میں میں ہوں مرا نورِ نظر[50] لندن میں ہے
سینۂ پر غم ہے یاں لختِ جگر لندن میں ہے
دفتر تدبیر تو کھولا گیا ہے ہند میں
فیصلہ قسمت کا اے اکبر مگر لندن میں ہے

☆☆☆☆☆

آں نو نہال خوبی مادہ دو ہفتۂ من
در نو بہارِ عمرش رفت از فضائے ہستی
پیمانۂ مۓ غم سر شار و نہیشم کرد
رفتم سر مزارش در بیخودی و مستی
آہے زول کشیدیم گفتم کہ اے مہ من

با ایں کمال و رفعت حیف است میلِ پستی
آخر چہ پشیت آمد اے شمع محفلِ من
در گوشہ نشستی و زانجمن گسستی
آخر چہ شد کہ رفتی اے رونق گلستاں
در موسمِ بہاراں رنگِ چمن شکستی
اے برق وش چہ داری نسبت بگورتیرہ
اے شعلہ رُو بخاکِ تربت چوا نشستی
اے خوش نگاہ و اکن چشماں سحر آگیں
چیزے بگو بہ عاشق لبہا چرا بہ بستی
ناگہ ندائے ازغیب آمد بگوش جانم
کاے بیخبر ز ایماں اے محو بت پرستی
آنرا کہ شعلہ خوانی و آنرا کہ برق دانی
آن جملہ بود رنگِ نقشِ طلسم ہستی
آں رنگہا پرید و بولیش بماند رازے
رازے کہ کس نداند در بند خود پرستی
عبرت کشود چشم حیرت بہ ہوشم آورد
در سینہ دفن کردم جوش و خروش ہستی
تاریخ فوت گفتم در صنعت عجیبے
بوٹا بروں شد اکبر از گرد باغ ہستی

بیکار جگر ہے مضمحل گردہ ہے
جس دوست کو دیکھیے وہ افسردہ ہے
گو نبضِ زباں سے زندگی ہے ظاہر
دل کو جو ٹٹولیے تو وہ مردہ ہے

بہتر ہے یہی کہ اب علی گڑھ چلیے
رُکیے نہ کسی کے واسطے بڑھ چلیے
جس فن کا ہو درس ہو جیے اس میں شریک
جو پیش آئے سبق اسے پڑھ چلیے

مہدی سا بزرگ صاحبِ جاہ تو ہے
سنجیدہ کلام کے لیے واہ تو ہے
منزل کا اگر پتا نہیں ہے نہ سہی
دلکش روشیں ہیں دلکشا راہ تو ہے

مندرجہ بالا اشعار ایک لمبی تمہید و تحسین کے ساتھ ۱۶ مئی ۱۹۰۴ء کے انسٹیٹیوٹ گزٹ میں چھاپے گئے تھے

مولانائے کڑوی

پھرے اک مولوی صاحب جو کل دربار دہلی سے
یہ پوچھا میں نے کچھ لائے بھی تم سرکار دہلی
وہ بولے ہنس کے اے اکبر کہوں کیا تجھ سے حال اپنا
اسی مطلع سے بس کرتا ہوں اظہار خیال اپنا
ادھر سرخی مئے گلگوں کی تھی انڈے کی زردی تھی
ادھر ریشِ سپید اپنی تھی اور شدت سے سردی تھی

☆☆☆☆☆

مولاناؒ محوِ عشق یزدانی تھے
بے شک اِس عہد میں وہ لاثانی تھے
بھولیں نہ کبھی انہیں محبانِ رسول ﷺ
یعنی رجبی شریف کے بانی تھے

☆☆☆☆☆

مولاناؒ محوِ عشق یزدانی تھے
بے شک اِس عہد میں وہ لاثانی تھے
بھولیں نہ کبھی انہیں محبانِ رسول ﷺ
یعنی رجبی شریف کے بانی تھے

☆☆☆☆☆

ڈپٹی صاحب جو یہ ہیں زینتِ عباد جہاں
پختہ وضع کے ہیں انداز دکھانے والے

للّو پتّو سے الگ اور زوائد سے بری
بس مصلّے ہی پہ ہیں چھاؤنی
ساز پر ہاتھ پڑا اور ہوئے رخصت آپ
رہ گئے کھول کے منہ بین بجانے والے
انسپکٹر ہیں جو یہ خان بہادر صاحب
رعب حاکم دلِ دنیا پہ بٹھانے والے
نج کے جلسوں میں بھی تہذیب کی تصویر ہیں آپ
اگلے اسلام کی ہیں یاد دلانے والے
دوستوں کے لیے بازو کا ہیں تعویذ جناب
رہزنوں کو ہیں یہ سولی پہ چڑھانے والے
شان اللہ کی ہیں برکت۵۲؎ و اسرار۵۳؎ و مجید۵۴؎
ان کے اخلاق کے قائل ہیں زمانے والے
فیض اُن کا سبب رونق عیش احباب
تاج زرّیں سر عشرت۵۵؎ پہ اُڑھانے والے

متفرقات

(الف)

***

ترے تر تو سے اَے جان جہاں ظلمت میں نور آیا
ترے فیضِ تجلی سے یہ ذروں میں شعور آیا

***

لطافت کو نہ چھوڑے رنگ تیری شادی و غم کا
ہنسی آئے تو پھولوں کی جو رونا ہو تو شبنم کا

***

ترا چہرہ ہے منظر چشمِ شوقِ نُورِ عرفاں کا
ترا عشوہ ہے مصدر جلوہ ہائے فیض یزداں کا

***

شباب عمر نے کھویا طمع نے دین لیا
فلک نے ہم سے بڑی نعمتوں کو چھین لیا

***

ہوائے دے ۵۶ھ بھی ہے عنبر افشاں عروج بھی ہے مہ مبیں کا
نثار ہونے کی دو اجازت محل نہیں ہے نہیں نہیں کا

***

تاچند پرسی اَے خِرد ایں از کجا ویں از کجا

تو از کجائی ایں بگوتا گویمت دیں از کجا

☆☆☆☆☆

مزے سے زندگی کٹتی جو دل قابو میں آجاتا
مگر ایسا تو جب ہوتا کہ وہ پہلو میں آجاتا

☆☆☆☆☆

مرتبہ اس سے بھی دنیا میں سوا ہو آپ کا
یاد رکھئے گا کہ میں بھی ہوں دعا گو آپ کا

☆☆☆☆☆

نہ ہو یاد خدا تو نورِ باطن ہو نہیں سکتا
نہ ہو طالع اگر خورشید تو دن ہو نہیں سکتا

☆☆☆☆☆

بنگالی ہاتھ میں قلم لے تو کیا
مسلم جو مثال بزم جم لے تو کیا
ہندی کی نجات ہے نہایت مشکل
سو مرتبہ مر کے جنم لے تو کیا

☆☆☆☆☆

نہیں ہے رحم قاتل میں یہی ہوتا تو پھر کیا تھا
کہاں ہے صبر یاں دل میں یہی ہوتا تو پھر کیا تھا

☆☆☆☆☆

ہجوم بلبل ہوا چمن میں کیا جو گل نے جمال پیدا
واقعی اس کے اثر سے دل بخوبی پک گیا

☆☆☆☆☆

کِدھر ہے رنگِ مخالفت اب زمانہ بالاتفاق بدلا
خود اپنے نورِ نظر کو دیکھو نِگاہ بدلی مذاق بدلا

☆☆☆☆☆

تری ترچھی نظر سے ہم کو ڈر کیا
محبت کی تو پھر دل کیا جگر کیا

☆☆☆☆☆

اِک فلسفہ ہے تیغ کا اور اِک سکوت کا
باقی جو ہے وہ تار ہے بس عنکبوت کا

☆☆☆☆☆

باہم شب وصال غلط فہمیاں ہوئیں
مجھ کو پری کا شبہ ہوا ان کو بھوت کا

☆☆☆☆☆

ہنگام نزع ہوش جو غائب ہوئے تو کیا
اس وقت وہ غرور سے تائب ہوئے تو کیا

☆☆☆☆☆

مناسب ہے یہی دل پر جو کچھ گذرے اسے سہنا

نہ کچھ قصہ نہ کچھ جھگڑا نہ کچھ سننا نہ کچھ کہنا

☆☆☆☆☆

تماشا دیکھ اکبر دیدۂ عبرت سے دنیا کا
اجل کی نیند جب آئے لحد میں جاکے سو رہنا

☆☆☆☆☆

بت نہ کہتے ہوں جسے ہے یہ ہمارا بندا
ہے بھی ایسا کوئی اللہ کا پیارا بندا

☆☆☆☆☆

انہیں غمزوں میں آساں ہے معانی کا ادا کرنا
مجھے لفظوں میں مشکل ہے بیانِ مدعا کرنا

☆☆☆☆☆

عشوہ و ناز و ادا سے مسکرانا آ گیا
چشمِ بد دور آپ کو بجلی گرانا آ گیا

☆☆☆☆☆

سراسر جلوۂ حسن متاعِ زُلفِ لیلیٰ تھا
محل رشک اس بازار میں مجنوں کا سودا تھا

☆☆☆☆☆

سمجھے تھے لوگ جس کو ہمارا انہیں کا تھا
کچھ غل مچا تو یہ بھی اشارا انہیں کا تھا

اب سانس بھی نہ لیں گے دبائیں گلا وہ کیوں
ہم کو تو زندگی میں سہارا نہیں کا تھا

اٹھنے دیا نہ کیوں مرے ذرات خاک کو
اے چرخ اوج پر تو ستارا انہیں کا تھا

آزادیوں کے شوق میں ابھرا تھا دل اگر
اس کی خلا نہ تھی وہ ابھارا انہیں کا تھا

☆☆☆☆☆☆

خضر سمجھے ہو جسے غول بیابانی ہے
غلط امید کے جنگل میں تھکا مارے کا

جانستانی میں نہ چھوڑے گا وقیقہ باقی
دلستانی کے لیے لافِ وفا مارے گا

☆☆☆☆☆☆

کفر ہے معنی میں تیرے لفظ ہے اسلام کا
نفس نے اک حیلہ پایا ہے خدا کے نام کا

☆☆☆☆☆☆

کہتے ہیں مغلوب ہے اکبر خیالِ دُور سے
کہہ دو یہ بہتر ہے جھوٹے بسکٹوں کے چُور سے

☆☆☆☆☆☆

راہِ وحشت میں اگر قیس سے لغزش ہو جائے
حیف لیلیٰ پہ جو آمادہ کاوش ہو جائے

وہ دست درازیوں سے کب ہیں تائب
ہے حافظِ دیں یہ شمع فکر صائب

رخصت ہو جو علم دیں تو پھر دین بھی جائے
گل ہو جو چراغ ابھی ہو پگڑی غائب

عفو کن یا رب اگر تقویٰ نہ ماند برقرار
دل بہ پہلو ہست و کارم باشباب افتادہ است

چراغ دیر بھی دلکش حرم کی شمع بھی دوست
اسی سے چشم بصیرت نے کہہ دیا ہمہ اوست

ہیں قوسِ دماغ میں مرے سہم بہت
سنئے یہ خیال جس میں ہے وہم بہت
قومی مجلس میں اب سخن فہم ہیں کم
دربار میں گو کہ ہیں گزٹ فہم بہت

دیکھ کاری گریٔ حضرتِ سید اے شیخ
دے گئے لوچ وہ مذہب میں کمانی کی طرح
بحر ہستی کا یہی دور چلا جاتا ہے
برف کی طرح جمے بہہ گئے پانی کی طرح

☆☆☆☆☆

بھروسہ ان پہ کرکے مجھ کو پچھتانا پڑا آخر
بڑا دعویٰ کیا تھا میں نے شرمانا پڑا آخر

☆☆☆☆☆

ولولے اُٹھتے ہیں دل میں دیکھ کر ان کا جمال
حوصلے ہوتے ہیں پست ان کی نظر کو دیکھ کر

☆☆☆☆☆

مقابل کفر کے تھی وہ نمود اسلام کی اکبر
مگر اب انقلاب دہر سے باقی کہاں کافر

☆☆☆☆☆

نصاریٰ قبلۂ مقصود ہیں ہندو برادر ہیں
زمینِ شعر ہی میں رہ گئی زلف بتاں کافر

☆☆☆☆☆

زن زمیں تو ہے فساد کا گھر
لیکن اتنا کہوں گا اے اکبر

زنِ منکوحہ و شریف و غریب
کیا عجب ہے کرے جو امن نصیب
ہو جو بس آمدِ زر تنخواہ
تو نہیں حاجتِ وکیل و گواہ
ہو جو تھوڑی سی باغ ہی کی زمیں
تو کلکٹر کا ڈر زیادہ نہیں

☆☆☆☆☆

شراب دولت سے مست ہیں وہ مئے قناعت سے ہم ہیں سرخوش
نہیں ہے کچھ باہمی تعلق وہ اپنے گھر خوش ہم اپنے گھر خوش

☆☆☆☆☆

سخن شناس سے میں چاہتا ہوں دادِ سخن
خوشی کے واسطے کافی ہے مجھ کو واہ فقط
سوسائٹی نہیں ملتی کہ جس سے دل بہلے
جو کوئی مونس و ہمدم ہے اب تو آہ فقط
شرف ہے جبہ بیرسٹری سے جن کو یہاں
مقدموں ہی کی وہ دیکھتے ہیں راہ فقط
بیاضِ شعر سے مطلب نہیں کلرکوں کو
رجسٹروں ہی کو کرتے ہیں وہ سیاہ فقط

☆☆☆☆☆

رزقِ مایحتاج جب دے دے تجھے اللہ پاک
کر عبادت میں بسر اور سر کو رکھ بالائے خاک
پالسی مسلم کی دیکھی اور ہندو کی ترنگ
اس میں ہے اکثر رکاکت یہ ہے اکثر خوفناک

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بیٹھا رہا میں صبح سے اس در پہ شام تک
افسوس ہے ہوا نہ میسر سلام تک

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دلوں پہ مارتے جاتے ہیں چھاپہ شکسپیئر
پڑھو گے حضرتِ سعدیؒ کی بوستاں کب تک
تمھیں سے اٹھ گیا مردی کی شرم کا پردہ
تو پھر بقائے حجابِ رُخِ زناں کب تک
اس اِنقلاب کا اب اِنقلاب ہے دشوار
رہو گے منتظرِ مہرِ آسماں کب تک

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

نہ نرے اُونٹ ہو نہ ہو بُلڈاگ
نہ تو مٹی ہی ہو نہ تم ہو آگ
چال ہے اعتدال کی اچھی
ساز حکمت کا جوڑ ہے یہ راگ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جس نے دیکھا ہوگیا عاشق
واہ رہے صورت واہ رے خالق

☆☆☆☆☆☆

فیض کالج سے جوانی رہ گئی بالائے طاق
امتحاں پیشِ نظر اور عاشقی بالائے طاق
وہ چراغوں سے ہیں جلتے ایسے ہیں روشن ضمیر
کہتے ہیں رکھے پرانی روشنی بالائے طاق

☆☆☆☆☆☆

اپنی زباں میں شمع یہ کہتی ہے رازِ دل
روشن نفس نہیں نہ ہو جس میں گدازِ دل

☆☆☆☆☆☆

کیوں کرنے لگے وہ مجھ گدا سے باتیں
زوروں پہ ہیں کرتے ہیں ہوا سے باتیں

☆☆☆☆☆☆

میں سجدہ میں کہہ رہا ہوں سبحان اللہ
بیلون ۵۷ میں وہ کریں خدا سے باتیں

☆☆☆☆☆☆

یہی کافی ہے مجھ کو اہلِ ایماں باصفا سمجھیں
نہیں پروا منافق بد کہیں مُرتد برا سمجھیں!

☆☆﴿☆﴾☆☆

رقیبوں نے بہت نظمیں پڑھیں اور در فشانی کی

میں اشک آنکھوں میں بھر لایا بلاغت اس کو کہتے ہیں

☆☆﴿☆﴾☆☆

کوئی کہتا نہیں سیاح ہوں فطرت کا ماہر ہوں

یہیں تک فخر کی حد ہے میں ڈپٹی ہوں میں ناظر ہو

میں اپنے نوکروں کو ڈھونڈھتا پھرتا ہوں بنگلے میں

کوئی ہے لاکھ کہئے کون کہتا ہے کہ حاضر ہوں

☆☆﴿☆﴾☆☆

جو محو ہیں کبر و زینت کے عقبیٰ او خدا سے غافل ہیں

ارباب بصیرت کے آگے حشرات الارض میں داخل ہیں

☆☆﴿☆﴾☆☆

ممکن نہیں ہم ان کی کوئی بات ٹال دیں

دیں حکم اگر تو سینہ سے دل کو نکال دیں

☆☆﴿☆﴾☆☆

طاعتِ حق پر وہ میلانِ دل قوم اب کہاں

وہ نمازِ صبحدم خیر من النوم اب کہاں

پتا میرا یہی ہے منزل ہستی میں اے اکبر
مُرید حضرتِ دل ہوں مقیم خانۂ تن ہوں

بصارت نے کمی کی انحطاط عمر میں اکبر
بصیرت ہے تو آنکھیں مجھ سے اب آنکھیں چراتی ہیں

مِرے سازِ سخن سے پست فطرت کو تنغض ہے
پیانو بے سُرا سمجھا گیا بزمِ شغالاں میں

جو بات مناسب ہے وہ حاصل نہیں کرتے
جو اپنی گرہ میں ہے اسے کھو بھی رہے ہیں
بے علم بھی ہم لوگ ہیں غفلت بھی ہے طاری
افسوس کہ اندھے بھی ہیں اور سو بھی رہے ہیں

چہرۂ یورپ کا میں پروانہ ہوں
اس کی ہر اک بات کا دیوانہ ہوں
شب میں پیدائش ہوئی پیش شمع!
جلوۂ خورشید سے بیگانہ ہوں

جو حسرت دل ہے وہ نکلنے کی نہیں
جو بات ہے کام کی وہ چلنے کی نہیں
یہ بھی ہے بہت کہ دل سنبھالے رہئے
قومی حالت یہاں سنبھلنے کی نہیں

حواس و فہم میں الجھے ہوئے ہیں
براۃ و سہم میں الجھے ہوئے ہیں
خدا تک ہے رسائی سخت دشوار
سب اپنے وہم میں الجھے ہوئے ہیں

دینی پہلو کو اے برادر دیکھو!
کانوں سے ہو محترزِ گل تر دیکھو
ظلم اکبر ہوئی ہے منقوشِ قلوب
آنکھیں ہوں اگر خدا کا دفتر دیکھو

قرآن سے واقف ہیں نہ انجیل کے پیرو
با ایں ہمہ ہے شوقِ ترقی میں تگ و دو

ادبار کے ہیں یہ دن اولوالعزام نہ ہو
ہونی ہے شکست مائلِ رزم نہ ہو
رونق محفل کی اب نہیں ہے تجھ سے
گوشے ہی میں بیٹھ عازم بزم نہ ہو

☆☆☆☆☆☆

خدا رکھے سلامت اس نظر کو
کہ جس نے سیم کو چھوڑا نہ زر کو

☆☆☆☆☆☆

مرشد نے کہا اُٹھے حضرت معنی نہ سہی صورت تو وہ ہو
گھر چھوڑ کے بسے بنگلے میں طاقت نہ سہی زینت تو وہ ہو
اس نقش کی کردو خانہ پری تقدیر رہے گی پھر نہ بری
راس آئے گی تم کو بادہ خوری مجلس تو وہ ہو صحبت تو وہ ہو

☆☆☆☆☆☆

تصدیق ادھر بشوق اُدھر بالارا وہ جھوٹ
اس سے زادہ مکر نہ اس سے زیادہ جھوٹ
عارض نہ ان کا گل ہے نہ دل میرا آئینہ
رنگین جھوٹ وہ ہے اگر یہ ہے سادہ جھوٹ

☆☆☆☆☆☆

ہوا ہوں میں منحنی نہایت دبا رہا ہے فلک کا غمزہ
عرب تصرف کرے تو شاید الف کی صورت میں آئے ہمزہ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ملکی ترقیوں میں دِوالے نکالئے
پلٹن نہیں تو خیر رسالے نکالئے
کافی ہے بہرِ شغل کلیسائے فکرِ رزق
اب دل سے مسجد اور شوالے نکالئے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سراسر نورِ تقویٰ سایہ پر قربان کر آئے
یہ کیا اچھا کیا تم نے اگر زر کھو کے مس لائے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

فرق کیا واعظ و عاشق میں بتائیں تم سے
اس کی حجت میں کٹی اس کی محبت میں کٹی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یہی فتوائے نیچر ہے کہ ہم بھی ہو رہیں ان کے
زر ان کا زور ان کا علم ان کا سلطنت ان کی
ملائیں کس طرح سر صدر پر نزلہ ہے مذہب کا
بہت اونچے سروں میں بج رہی ہے اب تو گت ان کی
مگر قومی اطبا دور ہی کر دیں گے یہ نزلہ
قوی اطفال کو کر دے گی آخر تربیت ان کی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تھا شوقِ ادائے مطلب اِک حُسن کے ساتھ
اکبر نے جو فِکر کی تو وہ بات بنی
دیوانہ تھی قوم عشق میں پریوں کے
پکڑی گئی اور غلام جنات بنی

☆☆☆☆☆

جب تک ہم میں ہے قومی خصلت باقی
بے شک پردے کی ہے ضرورت باقی
چالیس برس کی بات ہے یہ شاید
بعد اس کے رہے گی پھر نہ حجت باقی

☆☆☆☆☆

زاہد کی طبع دیکھ کے اس بت کو لچ گئی
وہ کیا تمام ملک میں اِک دھوم مچ گئی
اکبر ہی تھا کہ دین میں دل کو چھپا لیا
وہ بھی کہاں بچا یہ کہو جان بچ گئی

☆☆☆☆☆

شیخ و سید سے تو خالی نہیں ذکرِ شاعر
ذات سے ان کی مخاطب نہیں فکرِ شاعر
طبع مجنوں ہے عاشق ملت اے دوست
کیوں روا رکھتا ہے ناحق مری ذلت اے دوست

☆☆☆☆☆

رہ گئے کم عربی شعر سمجھنے والے
چل بسے گیسوئے لیلیٰ میں اُلجھنے والے

☆☆☆☆☆

فتوائے کفر دنیا واعظ کی بے حسی ہے
یہ عشق بت نہیں ہے اکبر کی پالسی ہے

☆☆☆☆☆

یہ بزم ساقی عجب جگہ ہے کہ روح بے خود پڑی ہوئی ہے
حواس و منطق کی عقل گم ہے دلیل حیراں کھڑی ہوئی ہے

☆☆☆☆☆

خبر دل کی مسِ دلخواہ جانے
خبر ایماں کی حُبِ جاہ ہونے
رہی اب عاقبت کی بحث اکبر
سو اس کا حال تو اللہ جانے

☆☆☆☆☆

شوق شہرت بھی برا زر کی بری چاہ بھی ہے
نفرت انگیز نظر میں ہوس جاہ بھی ہے
ہاں مگر حسن بتاں زہرہ جبیں آفت دیں
اس سے مجبور تو یہ بندۂ درگاہ بھی ہے

☆☆☆☆☆

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. © 2002-2006

کمال شوق میں صرف اک نظارہ کافی ہے
کہ حسن خود ہی ہے عاقل اشارہ کافی ہے

☆☆❁☆❁☆☆

حُسنِ نورِ شمع ہر محفل میں ہر شب سے وہی
موسم باراں میں لیکن کثرت پروانہ ہے

☆☆❁☆❁☆☆

بہ چشم غور دیکھو بلبل و پروانہ کی حالت
وہ اک پیچیں دیا کرتی ہے اور وہ جان دیتا ہے
وہ پھنستی ہے قفس میں اور اس کا نام روشن
ہوا پر خیمۂ معنی کو اکبر تان دیتا ہے

☆☆❁☆❁☆☆

حالت پہلی سی اب کہاں میری ہے
حیرت انگیز داستاں میری ہے
سینہ میرا ہے دل نہیں ہے میرا
میری نہیں بات گو زباں میری ہے

☆☆❁☆❁☆☆

واعظ کا دل بھی سوزِ محبت سے گرم ہے
چپ رہنے پر نہ جاؤ یہ دنیا کی شرم ہے

☆☆❁☆❁☆☆

اُڑائی خود نمائی میں اگر دولت تو کیا اکبر
خدا کو مان کر جو دیں وہی اہلِ کرم اچھے

فیض حضرت بہر نمط ہوتا ہے
دل کو مرے خط یہیں فقط ہوتا ہے
ہر امر غلط کی ہوتی ہے یاں تصحیح!
اور لطف یہ ہے کہ غم غلط ہوتا ہے

☆☆☆☆☆☆

مایوس کر رہا ہے نئی روشنی کا رنگ
اس کا نہ کچھ ادب ہے نہ کچھ اعتبار ہے
تقدیس ماسٹر کی نہ لیڈر کا فاتحہ
یعنی نہ نورِ دل ہے نہ شمع مزار ہے

☆☆☆☆☆☆

بوڑھے ہوئے کتاب سے بوس و کنار ہے
اپنے لئے الف ہی بس اب قدر یار ہے
اپنی جبیں سے چین کے مالک اگر ہو تم
میں بھی ہوں شاہِ روس کہ دل میرا زار ہے

☆☆☆☆☆☆

زندگی سے اب طبیعت سیر ہے
موت یوں آتی نہیں کیا دیر ہے

☆☆☆☆☆☆

کون و مکاں ظہورِ جمالِ حضور ہے
غافل اسیرِ دامِ فریبِ شعور ہے

☆☆ ☆ ☆☆

یا امیٹیشن ۵۸ء کے صدقے چائے دودھ اور کھانڈ لے
یا ایجی ٹیشن ۵۹ء کے بدلے تو چلا جا مانڈ لے
یا قناعت اور طاعت میں بسر کر زندگی
رزق کی کشتی کو کھے پتوار لے اور ڈانڈ لے

☆☆ ☆ ☆☆

دنیا کی حرص و آز کا واعظِ شہید ہے
گو پیر ہوگیا ہے مگر زن مرید ہے

☆☆ ☆ ☆☆

جب تک رہے زندہ آرزو مند رہے
جب مرگئے ہم تو قبر میں بند رہے
اب حشر خلد و نار کا جھگڑا ہے
دیکھیں یہ امید و بیم تاچند رہے

☆☆ ☆ ☆☆

حاصل ہو کچھ معاش یہ محنت کی بات ہے
لیکن سرورِ قلب یہ قسمت کی بات ہے
آپس کی واہ واہ لیاقت کی بات ہے
سرکار کی قبول یہ حکمت کی بات ہے

وہ مخبر رقیب ہے میں ہوں شہید عشق

یہ اپنی اپنی ہمت و غیرت کی بات ہے

جاپان و روس سے نہیں کچھ واسطہ ہمیں

خرچے کی یاں تو بحث ہے تبت کی بات ہے

بی اے بھی پاس ہوں ملے بی بی بھی دلپسند

محنت کی ہے وہ بات یہ قسمت کی بات ہے

تہذیب مغربی میں ہے بوسے تلک معاف

اس سے اگر بڑھو تو شرارت کی بات ہے

☆☆ ☆ ☆☆

بچانا نشۂ طولِ امل سے دل کا مشکل ہے

سرورِ بادۂ امیدِ فردا آ ہی جاتا ہے

☆☆ ☆ ☆☆

تان اس بُت نے اُڑائی ہمیں بلما بھولے

ہم تو کیا شیخ بھی توحید کا کلمہ[٦٠] بھولے

☆☆ ☆ ☆☆

صنمِ ہند کو ہم یاد رہیں اے اکبر

غم نہیں ہے جو عرب میں ہمیں سما بھولے

☆☆ ☆ ☆☆

جان آچکی ہے لب پہ ہیں منتظر فنا کے

اب تک ہے واں تغافل قربان اِس ادا کے

☆☆☆☆☆☆

نغاں کرنے کا بھی یارا نہیں ہے
سوا افسوس کے چارہ نہیں ہے

☆☆☆☆☆☆

ہم نشیں ظلمِ بُتاں پر چپ نہ رہنا چاہیے
بات جب کچھ بن نہ آئے شعر کہنا چاہیے

☆☆☆☆☆☆

ہوا بدل گئی ہے ایسی کچھ زمانے کی
دعائیں مانگتا ہوں ہوش میں نہ آنے کی

☆☆☆☆☆☆

مجنوں کی پیاس کو بجھاتی
لیلیٰ کچھ باؤلی نہیں تھی
بائیس سال عمر کے متفرق اشعار
طے ہوئی بات نہ قیمت ابھی اس کی ٹھہری
دلِ مرا لے کے چلے آپ یہ اچھی ٹھہری

☆☆☆☆☆☆

مُشتاق تو ہستم کہ عزیز وحبیبی!
لیکن چہ تواں کرو کہ مہمان رقیبی
دست فلک سے ہند کی خلقت بہت پٹی

جو کچھ تھی اس کی عظمت و وقعت وہ سب مٹی
اس کی دوا قناعت و نیکی ہے بس فقط
ہاں مشغلے کے واسطے ہو یونیورسٹی

☆☆☆☆☆

باقی نہیں رہی وہ دنیا سے گرم جوشی
اب میں ہوں اور عزلت اور عالم خموشی
اپنے ہی دل کے ہاتھ اب میں بک گیا ہوں اکبر
سر میں نہیں رہا وہ سودائے خود فروشی

☆☆☆☆☆

حسب فرمائش عالی جناب خان بہادر شیخ احمد حسین صاحب مذاق تعلقہ ادر پریاواں ضلع پرتاب گڈھ

کچھ اپنا سوچا نہ کام آیا وہی ہوا جو خدا نے چاہا
عجب ہے تسلیم وصبر کی خو اگر نہ پیدا ہو دل میں اب بھی
خدا سے بیگانہ تھی طبیعت دلی ارادوں پہ تھا بھروسہ
عزیمتیں فسخ ہوگئیں جب عَرَفتُ رَبی عرفت ربی

☆☆☆☆☆

تاثیر ہوائے باغِ ہستی نہ گئی
صورت کی ادا نظر کی مستی نہ گئی
ہوتے ہی رہے جمال دلکش پیدا

طبعِ انساں سے بت پرستی نہ گئی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

نہ گئی دل س مرے حسن پرستی نہ گئی
بجھ گیا خون مگر روح کی مستی نہ گئی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

شاخ میں پھل کا لگا رہنا ہے خامی کی دلیل
عقل پختہ ہو کے میرے سر سے زائل ہوگئی
ہوئی جو عمر ان کی مجھ سے سنتے کہ پندرہ میں ہے ایک باقی
عجب ہے نیچر کے اقتضائے جو رکھے نیت کو نیک باقی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

موت کو دیکھا تو دنیا سے طبیعت پھر گئی
اٹھ گیا دل دہر سے دولت نظر سے گر گئی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دنیا سے تعلق رکھنے میں ہرگز نہیں یہ تمہید بری
کیا خوب کہا ہے اکبر نے احسان اچھا امید بری

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

فلسفہ حریف کا دین کا ہے عدو بنا
اس طرف ہے کید سخت اور ترا ہے بچپنا
صبح و شام صدق سے کر دعا کہ رَبَّنَا

لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا

☆☆☆☆☆

متعلق ڑکی

متضاد گئے جو دو طرف سے دو تار
کیا جانئے کس کو اس نے اچھا سمجھا
لیکن اس بات کا سمجھنا تو ہے سہل
سرکار نے کس کو ان میں سچا سمجھا

☆☆☆☆☆

بدبو مرے گھر نہ آے شرابی پھیلا
ہے تیرا دہن نجاستوں کا تھیلا
ہر لحظہ شراب کی ہے تجھ کو
ہر دم ترے منہ سے نکلتا ہے مے لا

☆☆☆☆☆

مصحف مسلم نے کھولنا چھوڑ دیا
بنئے نے ٹھیک تولنا چھوڑ دیا
حاکم نے کہا نہ بولو ان سے ہرگز
ہم نے بھی سب سے بولنا چھوڑ دیا

☆☆☆☆☆

پیچ مذہب کا کسی صاحب نے ڈھیلا کر دیا

سادہ طبعوں کو بھی بالآخر رنگیلا کر دیا
شوق پیدا کر دیا بنگلے کا اور پتلون کا
وہ مثل ہے مفلسی میں آٹا گیلا کر دیا
تھا بنارس پہلے ہی سے اے صنم رس میں بھرا
چشم مس اپنی ا ٹے نے اور اس کو رسیلا کر دیا

☆☆☆☆☆

مرے نزدیک یہ پنجاب کا بلوا بھی برا
ساتھ ہی اس کے علی گڈھ کا یہ حلوا بھی برا
آپ اظہار وفا کیجیے تمکین کے ساتھ
لیٹ جانا بھی برا ناز کا جلوا بھی برا

☆☆☆☆☆

جب اپنے ہاتھ میں لی غیر نے عنان سمند
تو پھر سوار سے اکبر پیادہ پا اچھا

☆☆☆☆☆

سر رشتہ اتحاد ہم سے چھوٹا
آپس میں ہی کی خانہ جنگیوں نے لوٹا
قرآن کے اثر کو روک دینے کے لیے
ہم لوگوں پہ راویوں کا لشکر ٹوٹا

☆☆☆☆☆

یہ قومی ترقی بھی ہے پریوں کا فسانہ

کانوں سے سنا سب مگر آنکھوں سے نہ دیکھا
اٹھانا پڑتا تھا دن رات بار الفت خوباں
جوانی کیا تھی نیچر نے مجھے بیگار پکڑا تھا

☆☆☆☆☆☆

اب ان قصوں کا کیا حاصل اب ان باتوں کا کیا رونا
یہی مرضی خدا کی تھی یہی قسمت میں تھا ہونا
کہاں کی دولت و ثروت کہاں کی عزت و حشمت
میسر ہیں تجھے دو روٹیاں بس گھر کا لے کونا

☆☆☆☆☆☆

ہنگامہ ترقی قومی کو دیکھ کر
ادراک حال کے لیے میں ہوگیا کھڑا
کوئی ہوا نہ مجھ سے مخاطب وہاں مگر
چپکے سے میرے کان میں اک غیر نے کہا
اکثر وہی بزرگ ہیں جو ہیں پٹے ہوئے
باہوش کم ہیں ان کے بھی منہ میں سئے ہوئے
ہرگز کوئی کہے گا نہ اس انجمن کا راز
کیوں اپنے آپ کو ہے پریشاں کئے ہوئے

☆☆☆☆☆☆

پہلے تھا قوم میں سب کچھ مگر اب کچھ نہ رہا
کسی شاعر نے ہے واللہ یہ کیا خوب کہا

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

شیخ کے پاس ہے اب صرف مصلی باقی
اور مرے پاس ہے اردوئے معلّٰی باقی

معانی قرآں کا لو کچھ مزا
پڑھو لو یَضُرُّوکُم لاَ اَذٰی

نہ حرف شکوہ بہتر ہے نہ اچھا اشک کا بہنا
ہمارے دن یہی ہیں رنج سہنا اور چپ رہنا
خدا کے واسطے اکبر کوئی ذکر اور ہی چھیڑو
سنی باتوں کا کیا سننا کہی باتوں کا کیا کہنا

کالج میں کسی نے کل یہ نغمہ گایا
قومی خصلت کا سر سے اٹھا سایا
کہتے تھے ولد کو لوگ سر لابیہ
سر للماسٹر کا اب وقت آیا

بڑھا پاتا ہوں بنگالی کا درجہ ہر طرف صاحب
زمانے میں نیا یہ دور ہے ماہی مراتب کا

تیروں نے غم کے قلب کو کم بخت کر دیا
سوز دروں نے سینہ کو دم پخت کر دیا

☆☆☆☆☆☆

طفل دل محو طلسم رنگِ کالج ہوگیا
ذہن کو تپ آگئی مذہب کو فالج ہوگیا

☆☆☆☆☆☆

سعادت روح کی کس بات میں ہے آپ کیا جانیں
کہ کالج میں کوئی اس بات کا ماہر نہیں ہوتا

☆☆☆☆☆☆

واہ اے سید پاکیزہ گہر کیا کہنا
یہ دماغ اور یہ حکیمانہ نظر کیا کہنا
قوم کے عشق میں یہ سوز جگر کیا کہنا
ایک ہی دھن میں ہوئی عمر بسر کیا کہنا

☆☆☆☆☆☆

قوم کا اوج منظور خدا خواہ نہ ہو
غیر ممکن ہے کہ دنیا میں تری واہ نہ ہو

☆☆☆☆☆☆

قوم کی تاریخ سے جو بے خبر ہو جائے گا
رفتہ رفتہ آدمیت کھو کے خر ہو جائے گا

☆☆☆☆☆☆

بھائے جو نگاہ کو وہی رنگ اچھا

لائے جو راہ پر وہی ڈھنگ اچھا
قرآن و نماز سے اگر دل نہ ہو گرم
ہنگامۂ رقص و مطرب و چنگ اچھا

☆☆☆☆☆☆

میرے منصوبے ترقی کے ہوئے سب پائماں
بیج مغرب نے جو بویا وہ اگا اور پھل گیا
بوٹ ڈاسن نے بنایا میں نے اک مضمون لکھا
ملک میں مضمون نہ پھیلا اور جوتا چل گیا

☆☆☆☆☆☆

ساتھ ان کے مرا شیخ تو چل ہی نہیں سکتا
بندر کی طرح اونٹ اچھل ہی نہیں سکتا

☆☆☆☆☆☆

پوچھا کہ شغل کیا ہے کہنے لگے گرو جی
بس رام رام جپنا چیلوں کا مال اپنا

☆☆☆☆☆☆

کیا شور و فغاں میری اس کو مضمحل کتنا
بہت شوخی شرارت تھی مگر عورت کا دل کتنا

☆☆☆☆☆☆

خواہش ایواں نہ شد واعظ اسلام را

حاجتِ مشاطہ نیست روئے دل آرام را

☆☆☆☆☆☆

جو پاس بھی ہو بہ صد مصیبت تو نفس میں کچھ نہیں فضیلت
اگر ہو طالب کمال کے تم تو چھوڑ دو امتحان ایسا

☆☆☆☆☆☆

پیری سے کمر خم ہے وہ فرماتے ہیں تن جا
قابو میں نہیں ہاتھ تو کیا ہو سکے پنجا
وسعت ہے در علم میں ہے راہ عمل بند
ہے صاف سڑک پاؤں پہ لیکن ہے شکنجا

☆☆☆☆☆☆

کیا کہوں اس کو میں بدبختی نیشن ۶۲؎ کے سوا
اس کو آتا نہیں اب کچھ امیٹیشن ۶۳؎ کے سوا

☆☆☆☆☆☆

اس قدر تھا کھٹملوں کا چار پائی میں ہجوم
وصل کا دل سے مرے ارماں رخصت ہوگیا
لات دنیا نے جو ماری بن گیا دیندار وہ
تھی بری ٹھوکر مگر شیطان رخصت ہوگیا

☆☆☆☆☆☆

مری تقریر کا اس مس پہ کچھ قابو نہیں چلتا

جہاں بندوق چلتی ہے وہاں جادو نہیں چلتا
کمر باندھی بھی یاروں نے جو راہ حب قومی میں
وہ بولے تو نہیں چلتا وہ بولے تو نہیں چلتا
کہا پیر طریقت نے اکڑ کر اپنی ٹمٹم پر
یہی منزل ہے جس میں شیخ کا ٹٹو نہیں چلتا
لطیف الطبع ساتھی چاہیے فیاض طینت کا
چمن سے بے ہوا کے کارِ دانِ بو نہیں چلتا

☆☆☆☆☆

درس تھا یکساں وہ تو مسیحی ہی رہے
تجھ پہ مذہب کے عوض شیطان کا قابو ہوگیا
ایک ہی بوتل سے پی ہوٹل میں دونوں نے شراب
لطفِ مستی ان کو آیا اور تو الو ہوگیا

☆☆☆☆☆

ہر قدم ان کا شہد لغزش مستانہ تھا
سر میں تھا سید کے قرآں زیر پاے خانہ تھا
تجھے انگلش سے جب موقع نہیں ہے گرم جوشی کا
تو پھر کیا لطف ہے اے ہم نفس اس بادہ نوشی کا
تکلف ہے جواب اس نے دیا سن کر کہ اے اکبر
ادا کرتا ہوں میں یہ حق فقط پتلون پوشی کا

☆☆☆☆☆

چھوڑ کر رنج اپنے مٹنے کا
منتظر ہوں اب ان ۲۳ے کے چٹنے کا

☆☆☆☆☆

سرسید کو فلک نے تننے نہ دیا
تہذیب کو پھر دوبارہ جننے نہ دیا
ملت کی شکست میں مدد دی کامل
بننے لگی قوم جب تو بننے نہ دیا

☆☆☆☆☆

گھر میں ہمیں چرخ نے ٹہلنے نہ دیا
باہر کی طرف چلے تو چلنے نہ دیا
کالج نے بٹھا دیا جو مانند شجر
کچھ پھول چلے تھے اس نے پھلنے نہ دیا

☆☆☆☆☆

کچھ بھی نہیں چاہتے وہ چندے کے سوا
اس باغ میں کیا دھرا ہے پھندے کے سوا
گلچیں ہے ہر اک نہیں ہے بلبل کوئی
اس نکتے کو کون سمجھے بندے کے سوا

☆☆☆☆☆

اُپج ہے یہ رئیسوں کی ترانہ ہے نہ عملے کا
نہ یہ پودا ہے گلشن کا نہ یہ بوٹا ہے گملے کا

ہمارے حضرت شیخ مہذب کی ذہانت ہے
خدا اس میں چمک دے یہ بھی اک طرہ ہے شُعلے کا
دل چھوڑ کر زبان کے پہلو پہ آ پڑے
ہم لوگ شاعری سے بہت دور جا پڑے

☆☆☆☆☆☆

معنی کے ساتھ ہو تو مزہ ہے زبان کا
انجم نہ ہوں تو لطف نہیں آسماں کا

☆☆☆☆☆☆

ہے صاف عیاں حرم سرا کا مطلب
بیگانوں کے واسطے ہے اِک حد ادب
ممکن ہو اگر تو اس کو قائم رکھو
عزت کے نشان اور تو مٹ گئے سب

☆☆☆☆☆☆

پنڈت نے خوب بات کہی جوش طبع میں
ناحق گذشتہ عہد پہ یوں طعنہ زن ہیں آپ
پتھر کے بدلے اب تو دھرم ۶۵؎ ٹوٹنے لگا
محمود بت شکن تھا برہمن شکن ہیں آپ

☆☆☆☆☆☆

محتاج درِ وکیل و مختار ہیں آپ
سارے عملوں کے ناز بردار ہیں آپ

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2003-2006

آوارہ و منتشر ہیں مانند غبار
معلوم ہوا مجھے زمیندار ہیں آپ

☆☆☆☆☆

جاتی رہی وعظ مذہبی کی قوت
ہر سر میں سمائی خود سری کی قوت
اطفال کو ناز ہے مگر قومی آنکھ
روتی ہے کہ ہے یہ خودکشی کی قوت

☆☆☆☆☆

حاضر ہوا میں خدمتِ سید میں ایک رات
افسوس ہے کہ ہو نہ سکی زیادہ بات
بولے کہ تجھ کو دین کی اصلاح فرض ہے
میں چل دیا یہ کہہ کے کہ آداب عرض ہے

☆☆☆☆☆

مہماں آئے تو اس کو گھیرو نہ بہت
اس کی راہوں سے اس کو پھیرو نہ بہت
مجلس ہوئی ختم اب میں گھر جاتا ہوں
بھائی مجھے میرا حصہ دے رو نہ بہت

☆☆☆☆☆

عینک آنکھوں پہ منہ میں مصنوعی دانت
نیچر نے سکھا کے کر دیا جسم کو تانت

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

اب تک ہے مگر وہی ہوس حضرت کی

ہے طولِ اَمل ہنوز شیطان کی آنت

☆☆☆☆☆

عزیزوں کی اعانت گم بزرگوں کا ادب رخصت

جو دل بدلا تو سب بدلا رخصت تو سب رخصت

☆☆☆☆☆

ڈیلی گیڈوں نے جو شملے میں بہم کی ہے صلاح

بعد عمدہ کھانے کے ایسی ڈکاریں ہیں مباح

سنٹرل بھی ہو کمیٹی اور پراونشل بھی ہو

حامیِ پبلک بھی ہو رخ جانبِ کونسل بھی ہو

بابوؤں کی طرح لیکن غل سے کچھ مطلب نہ ہو

کر دیں بس توضیح جزو وکل سے کچھ مطلب نہیں

ولولے ایسے نہیں محتاج کچھ تصریح کے

کیوں نہ ہو دانے تو ٹوٹی ہوئی تسبیح کے

گندھ کے اب قومی گلے کا ہار ہو جائیں گے یہ

پالسی کے طرہ دستار ہو جائیں گے یہ

بخت ملکی میں تو پڑنا ہے نری دیوانگی

پالسی ان کی رہے قائم ہماری دل لگی

ہم یہ کہتے ہیں کرو جو استخارہ راہ دے

تم فقط پتلے بنا سکتے ہو جان اللہ دے

طفل مکتب کہ سخن باز زباں می گوید
شکوہ کم کن کہ چنیں گفت و چناں می گوید
طبع اوفونو گراف است و سرودش سبقش
آں چہ بستند برو نقش ہماں می گوید

یہ بات غلط کہ **ملک** اسلام ہے ہند
یہ جھوٹ کہ **ملک** لچھمن و رام ہے ہند
ہم سب ہیں مطیع و خیر خواہ انگلش
یورپ کے لیے بس ایک گودام ہے ہند

گفتم ایراں را بر جنگ نہ ماند
آن مردی واں ہوا واں رنگ نہ ماند
آغا خندید و گفت رنجے و گراست
کامروز برائے ساغرم بنگ نہ ماند

شکرِ چشم و گوش کرتا ہوں مگر یا رب یہ کیا
آنکھ بھنگے کے حوالے کان مچھر کے سپرد

افسوس ہے بدگماں کی آزادی پر
خالق کبھی خوش نہ ہو گا بربادی پر
طاعون سے کیوں ہے اتنی وحشت اکبر
یہ تو اک ٹکس ہے اس آبادی پر

☆☆☆☆☆☆

پنڈت بیٹھا ہے اپنی پوتھی لے کر
بنیا بیٹھا ہے موٹھ موتھی لے کر

☆☆☆☆☆☆

سودا اس کو ہے جو سدھارا لندن
وہ دولت و جنس گھر میں جو تھی لے کر

☆☆☆☆☆☆

یہ وقت شکست قوم کا ہے بخدا
کرتا ہوں میں تجھ کو اس کی تنبیہ اکبر
ایسی مسجد ہو جس پہ اطلاق ضرار
قرآں کو مان لاتقم فیہ اکبر

☆☆☆☆☆☆

کرو نہ تعمیر گھر کی اکبر حدود میونسپل کے اندر
یہ اہل کاران بددیانت بنیں گے پھوڑا بغل کے اندر

☆☆☆☆☆☆

ہوئے اس قدر مہذب کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا
کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے اسپتال جا کر

☆☆☆☆☆☆

میں رعیت ہوں وہ شاہانہ دلیری ہے کہاں
مجھ کو کیوں رشک آئے وضعِ ملت انگریز پر
کانٹے بچھ جاتے ہیں ان لوگوں کو راہ رزق میں
خوف آتا ہے چھری چلتی ہے ان کی میز پر

مُعّما

ممکن نہیں عبور مرا ان کے راز پر
بالفعل ہے مقام عدالت جہاز پر

☆☆☆☆☆☆

کیا اس کی خوشی کہ تم کو ہے عقل کثیر
ہم کو تو اسی سے کر دیا تم نے فقیر
ہرگز یہ نہیں ہے حسن قانون خدا
کہتے ہیں حضور اس کو حسنِ تدبیر

☆☆☆☆☆☆

تہذیب نو کے رنگ پہ بلبل بنے ہیں سب
واللہ کیا بہار ہے اس سبز باغ پر

☆☆☆☆☆☆

شیخ ملتے ہی رہیں گے تجھ سے بہر اخذ زر
دین خود تجھ کو نہ چھوڑے گا جو تو دنیا نہ چھوڑ

جس طرح ہے تجھے الم جسم کی تمیز
دیکھے گا درد جاں کو بھی اک دن تو اے عزیز

ہرگز نہیں ہم کو سلطنت کا افسوس
ہے ابتری معاشرت کا افسوس
انگریزوں پہ ہے بہت کم الزام اس کا
ہے اپنے ہی میل معصیت کا افسوس

سیاہ کرنا دلوں کا اسے ہے کیا مشکل
تمہارا علم لگاتا ہے آفتاب میں داغ

یار نے پوچھا کدھر جاتا ہے تو
عرض کی میں نے ہلاکت کی طرف
پوچھا اس جانب لیے جاتا ہے کون
میں نے دیکھا اس کی صورت کی طرف

بن گئی ہے خضر راہ دوستاں کید حریف
ہے نمازِ گربۂ زاہد سے خوش کبک نحیف
ہم کو یہ سجدہ ملایا چاہتا ہے خاک میں
کون سمجھے شاعروں کے یہ اشارات لطیف

☆☆☆☆☆☆

ہم کو نہیں ان کے عیش و راحت پر رشک
بے غیر و کودن اس پہ برساتے ہیں اشک
کافی ہے ہمیں عبادت حق کے لیے
ای اونٹنی ایک پال پانی اک مشک

☆☆☆☆☆☆

کونسل میں شریک ہوگا کل ملک
اب تھینکس کا باندھ دے گا پل ملک
یا رب کل سلطنت ہے تیری
توتی الملک اور تنزع الملک
اونچا سنتی ہے کیا گورنمنٹ
کیوں کرتا ہے اتنا شوروغل ملک
گائیں ناحق بھڑک رہی ہیں
ویراں نہ کریں گے جان بل ملک
ہوتی ہے روش جو سلطنت کی
جاتا ہے اسی طرف کو ڈھل ملک

زندہ جس سے ہے بزم قومی
وہ کون ہے صرف محسن الملک
غنچے کی طرح سمٹ کے ابھرو
اس وقت کھلے گا مثل گل ملک

☆☆☆☆☆☆

اکبر اس اندیشہ میں رہتا ہے غرق
کافر و نیٹو میں ہے تھوڑا ہی فرق
کافری کا ہے علاج ایمان سے
نیٹویت تو ہے لپٹی جان سے

☆☆☆☆☆☆

بنام خیالات پاٹ آفریں
زبانوں پہ بسکٹ کی چاٹ آفریں

☆☆☆☆☆☆

اس قوم کو یک دلی کی رغبت ہی نہیں
جو ایک کرے ادھر طبیعت ہی نہیں
اکبر کہتا ہے میل رکھو باہم
وہ کہتے ہیں میل کی ضرورت ہی نہیں

☆☆☆☆☆☆

کیسا اسلام ان میں غیرت ہی نہیں
ایمان کہاں کہ جب بصیرت ہی نہیں

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2006

طرز تعلیم پر ہے لیکن الزام
وہ علم نہیں تو وہ طبیعت ہی نہیں

☆☆☆☆

واں شوکت و زینت کے جو اسباب بہت ہیں
معنی کے یہاں گوہر نایاب بہت ہیں
صاحب کی سی محفل تو میسر نہیں لیکن
صد شکر کہ اکبر کے بھی احباب بہت ہیں

☆☆☆☆

ترقی پاتے ہیں لڑکے ہمارے نور دیں کھوکر
یہ کیا اندھیرے بجھ لیتے ہیں یہ تب چمکتے ہیں

☆☆☆☆

دنیا میں ضرورت زور کی ہے اور آپ میں مطلق زور نہیں
یہ صورت حال رہی قائم تو امن کی جا جز گور نہیں
تاریخ ہم اپنی جانتے ہیں اور آپ کو بھی پہچانتے ہیں
کب آپ کی باتیں مانتے ہیں کچھ فہم تو ہے گو زور نہیں
اے بھائیو بابو صاحب سے کھنچنے کا نہیں ہے کوئی محل
گونسل علاؤ الدین میں ہو ممکن تو تمہارا غور نہیں

☆☆☆☆

مشتاق لقا ہوں در پہ حاضر ہوں میں
منظور نہیں کہ بار خاطر ہوں میں

حضرت کو جو فرصت ملاقات نہ ہو
بوسے پر آستاں کے شاکر ہوں میں

☆☆☆☆☆

ہوائے طوبیٰ ہے اب نہ سر میں نہ موج کوثر ہے اب نظر میں
ہوس اگر ہے تو بس یہی ہے کہ ہم بھی چھپ جائیں پانیر میں

☆☆☆☆☆

دلچسپ ہوائیں سوئے گلشن پہنچیں
زلفیں شملے سے تا بہ دامن پہنچیں
درگا بائی سے راجہ جب روٹھے
صدقے ہونے کو بی نصیبن پہنچیں

☆☆☆☆☆

جھنجلا کے بولے اس سے جو لپٹا اندھیرے میں
اندھیر اس طرح کا تو دیکھا کہیں نہیں

☆☆☆☆☆

داخل مری دانست میں یہ کام ہے پن میں
پہنچائے گا قوت شجرِ ملک کی بن میں
تحریک سودیشی پہ مجھے وجد ہے اکبر
کیا خوب یہ نغمہ ہے چھڑا دیس کی دھن میں

☆☆☆☆☆

عنایت مجھ پہ فرماتے ہیں شیخ و برہمن دونوں
موافق اپنے اپنے پاتے ہیں میرا چلن دونوں
ترانے میرے ہم آہنگ دیر و کعبہ میں یکساں
زباں پر میری موزوں ہوتی ہے حمد اور بھجن دونوں
مجھے الفت ہے سنی سے بھی شیعہ سے بھی یاری ہے
اکھاڑے میں دکھا سکتے ہیں دلکش بانکپن دونوں
مجھے ہوٹل بھی خوش آتا ہے اور ٹھاکر دوار ابھی
تبرک ہے مرے نزدیک پرشاد اور مٹن دونوں

☆☆☆☆☆☆

ایک سید کیا کریں یا بیٹھ کر دس کیا کریں
حضرت حالی کے اشعار مسدس کیا کریں
سچ تو یہ ہے مہربانی آپ کی درکار ہے
ہم غریب و ناتوان و زارو بیکس کیا کریں

☆☆☆☆☆☆

روشنی میں سر میں گداز غم دلِ مایوس میں
شمع ساں ہم جل رہے ہیں مغربی فانوس میں
روکتا زور وریا سے ہوں تو فرماتے ہیں وہ
آج کل برکت بڑی ہے خرقہ سالوس میں

☆☆☆☆☆☆

گولیوں کے زور سے کرتے ہیں وہ دنیا کو ہضم

اس سے بہتر اس غذا کے واسطے چورن نہیں

☆☆﴿☆﴾☆☆

ہم نیک خصال ہیں یہ تسلیم نہیں
دنیا میں اس روش کی تکریم نہیں
لیکن یہ ہیں طریق و عادات عجم!
واللہ کہ یہ عرب کی تعلیم نہیں

☆☆﴿☆﴾☆☆

چو مسٹر نہ باشد ترا میہماں
چہ بر میز خوردن چہ بر روئے خواں

☆☆﴿☆﴾☆☆

مہدی۶۶ نے گھر کیا ہے دل شیخ ورند میں
سید کا جانشین ہے وہ آج ہند میں

☆☆﴿☆﴾☆☆

یہ بولے رو کے پیرو اور گیا دین
دھرم دنیا سے اٹھا اور گیا دین

☆☆﴿☆﴾☆☆

نوکر کو سکھاتے ہیں میاں اپنی زباں
مطلب یہ ہے کہ سمجھے ان کے فرماں
مقصود نہیں میاں کی سی عقل و تمیز

اس نکتہ کو کیا وہ سمجھیں جو ہیں ناداں

☆☆☆☆☆☆

نیچریت چیست ازدیں گم شدن
نے قمیص و کوٹ و پتلون و بٹن

☆☆☆☆☆☆

بھوک سے زائد ہو جس کے پاس کھانا اس کے پاس
اتنی دولت ہے کہ رکھنے کی جگہ ملتی نہیں

☆☆☆☆☆☆

ناصح نے کہا کہ جلد مذہب چھوڑو
ورنہ سائنس پیس ڈالے گا تمہیں
مذہب نے کہا کہ مجھ کو چھوڑو گے تو وہ
کیا گود میں اک طرف بٹھا لے گا تمہیں

☆☆☆☆☆☆

پورا سائنس تم کو آنے کا نہیں
کچھ آیا تو پیشوا بنانے کا نہیں
وہ کمپنیاں ہیں یہ ہے کولے کی دکان
بے ختم ہوئے یہ دور جانے کا نہیں

☆☆☆☆☆☆

سوجھا نہیں خود غرض کو آئین صواب

جتنا چھوڑو گے ہم کو تم ہو گے خراب
واللہ یہی نتیجہ ہو گا پیدا
دنیا میں حقارت اور عقبیٰ میں عذاب

☆☆☆☆☆☆

اب قوم میں زندگی کے آثار نہیں
جو اہل نظر ہیں اس سے شرمندہ ہیں
حکام کی ہے یہ صرف عیسیٰ نفسی
اعضا کالج کے کچھ اگر زندہ ہیں

☆☆☆☆☆☆

حدیں قوموں کی قسمت کی کیا کرتا ہے یہ قائم
زمانہ دیکھ کر چلئے طریق زندگانی میں
محبت کس طرح اس قوم میں باہم رہے قائم
زبانیں صرف غیبت دل ہیں ڈوبے بدگمانی میں

☆☆☆☆☆☆

میں نے کہا کہ اپنا سمجھے مجھے غلام
بولا وہ بت یہ ہنس کے فرنگی نہیں ہوں میں

☆☆☆☆☆☆

ہندو مسلم ایک ہیں دونوں
یعنی یہ دونوں ایشیائی ہیں
ہم وطن ہم زبان و ہم قسمت

کیوں نہ کہہ دوں کہ بھائی بھائی ہیں

☆☆☆☆☆

پڑھتے نہیں نماز یہ خود رائے کیا کروں
قومہ نہیں تو قوم نہیں ہائے کیا کروں

☆☆☆☆☆

باپ سے مانگو نہ عشرت۶۷؎ نہ چچا سے مانگو
سعیِ بازو پہ کرو تکیہ خدا سے مانگو
حسن تدبیر بڑی چیز ہے اس دنیا میں
مدد اس کام میں تم عقل رسا سے مانگو

☆☆☆☆☆

دل سے دھرم اٹھا ہے تو اب ذات بھی توڑو
ویراں ہوئی کھیتی تو عمارات بھی توڑو

☆☆☆☆☆

برباد کرو خوب منوجی کے چمن کو
باقی نہ رہے پھول تو اب پات بھی توڑو

☆☆☆☆☆

یا کس کے کمر پیٹے خوشامد باندھو
یا حجرے میں گھس کے بیٹھو تہمد باندھو
کیا فائدہ بے قرینگی سے اے شیخ

بہتر ہے یہی کہ اپنی اک حد باندھو

☆☆☆☆☆☆

پانیر کے صفحہ اول میں جس کا ذکر ہو
میں ولی سمجھوں جو اس کو عاقبت کی فکر ہو

شملہ بمقدارِ علم

افسوس ہے کہ مرگئے بک[۶۸] اب نہیں کوئی
اس درجہ جس میں علم ہو اس درجہ حلم ہو
شملے پہ جان دی تو تعجب ہے اس میں کیا
لازم تھی وہ جگہ جو بہ مقدار علم ہو

☆☆☆☆☆☆

زندگی اور قیامت میں ریلیشن[۶۹] سمجھو
اس کو کالج اور اسے کانووکیشن[۷۰] سمجھو
ہو جنہیں مقدرت وضع و نفاذ قانون
بس انہیں کو صفِ اقوام میں نیشن[۷۱] سمجھو
آہ و فریاد سے قابو میں نہ آئے گا وہ یار
طپشِ قلب کو بنگال ایجی ٹیشن[۷۲] سمجھو

☆☆☆☆☆☆

دیں دار بنو درست دیں ہو کہ نہ ہو
قدر اس کی زمانے میں کہیں ہو کہ نہ ہو
مذہب پہ جمے رہو یہ ہے شیخ کا قول

کہہ دو کہ یقین ہے یقین ہو کہ نہ ہو

☆☆☆☆☆

افسوس ان پر فلک نے پایا قابو
مطلق نہیں ان میں رنگ ڈھونڈو یا بو
شیخی کو چھوڑ میرزا پہلے بنے
بنتے جاتے ہیں اب یہ مسلم بابو

☆☆☆☆☆

لطفِ سخن تو ہے یہی ٹرس۳ ے بھی ہو وٹی۴ ے بھی ہو
ذہن کا وصف ہے یہی اور جینلٹی۵ ے بھی ہو

☆☆☆☆☆

مرشد نئی روشنی کا ہے قابل قدر
تزئین بھی خوشنما ہے تنویر کے ساتھ
طالب جمعہ کا لیکن اس سے رہے دور
اتوار لگا ہوا ہے اس پیر کے ساتھ

☆☆☆☆☆

عقل سید بود از انوارِ حکمت بافتہ
زور بازویش عدو را پنجہ بر تافتہ
مشکلے درپیش ہست اور اگر گویم نبی
زانیا ہرگز کسے نگذشت بخشش یافتہ

☆☆ ☆ ☆☆

پردہ اٹھ جانے سے اخلاقی ترقی قوم کی
جو سمجھتے ہیں یقیناً عقل سے فارغ ہیں وہ
سن چکا ہوں میں کچھ بوڑھے بھی ہیں اس میں شریک
یہ اگر سچ ہے تو بے شک پیر نابالغ ہیں وہ

☆☆ ☆ ☆☆

اکبر کو ہے الفت بتاں گمراہ
کرتا ہے انہیں کے وصف میں نامہ سیاہ
احباب سنیں جو اس سے ایسے اشعار
تردید کریں کہیں کہ سبحان اللہ

☆☆ ☆ ☆☆

لے لے کے قلم کے لوگ بھالے نکلے
ہر سمت سے بیسوں رسالے نکلے
افسوس کہ مفلسی نے چھاپہ مارا
آخر احباب کے دوالے نکلے

☆☆ ☆ ☆☆

سچ ہے کہ انہوں نے ملک لے رکھا ہے
ہم لوگوں سے کمپ کو پرے رکھا ہے
لیکن ہے ادائے شکر ہم پر لازم
کھانے بھر کو ہمیں بھی دے رکھا ہے

پوچھتے کیا ہو مسلمانوں کا حال
منتشر اجزا سب ان کے ہوگئے
معتصم کب ہیں یہ حبل اللہ سے
دیکھ لو جھاڑو سے تنکے ہوگئے

غضب ہے وہ ضدی بڑے ہوگئے
میں لیٹا تو اٹھ کر کھڑے ہوگئے
نہیں ان کو کچھ شرم لاحولِ قوم
یہ ملحد تو چکنے گھڑے ہوگئے

ہر ایک کو ایک دن اجل آئی ہے
دنیا گزراں ہے ہیچ ہے فانی ہے
لیکن مرنا جو عالمِ وجد میں ہو
گویا کہ شعاعِ نورِ یزدانی ہے

تم کتنے ہی محوِ کج ادائی رہتے
تم پر دل و جاں سے ہم فدا ہی رہتے
صد شکر تم آئے بڑھ گئی لذتِ طبع
لیکن جو نہ ملتے تب بھی بھائی رہتے

مسلمانوں نے کالج کی بری کیا راہ پکڑی ہے
وہی تو اک ٹھکانا ہے وہی اندھے کی لکڑی ہے

نہ گئی دل سے مرے حسن پرستی نہ گئی
بجھ گیا خون مگر روح کی مستی نہ گئی

مجھ کو کچھ حیرت نہ ہوگی تم کو ہو جائے گا فخر
کہہ دو اک بدمست گورے کو کہ بندہ زادہ ہے
مغربی تہذیب میں کس کو میں سمجھوں مستند
اس تماشا گاہ میں جو ہے وہ صاحبزادہ ہے

اسیر دامِ زلف پالسی مدت سے بندہ ہے
فصاحت نذر لکچر ہے ریاست نذر چندہ ہے

ان کی سب باتوں کو اکبر سیکھ لے
خود وہ فرمائیں گے پھر آ بھیک لے

جو لوگ طرفدار علی گڑھ کے رہیں گے

اس دور میں بے شک وہی بڑھ چڑھ کے رہیں گے
مفلس رہیں گمنام رہیں خیر جو کچھ ہو
کالج کے یہ سب علم تو ہم پڑھ کے رہیں گے

☆☆☆☆☆☆

داد قرآں کی نہ دو بھائی عمل اس پہ کرو
پیش درگاہ خدا واہ کی حاجت کیا ہے

☆☆☆☆☆☆

ظاہر میں اگرچہ راز سربستہ ہے
مضمون لطیف و خوب برجستہ ہے
پودا نہیں پھول کا علی گڈھ کالج
گلدان میں مسلموں کا گلدستہ ہے

☆☆☆☆☆☆

سرحد پہ باغیوں کو سکھ ماریں گے
گردن اردو کی رام ریکھا ماریں گے
قائم رہے البشیر کا یہ پرچہ
ہم بھی مضمون کوئی لکھ ماریں گے

☆☆☆☆☆☆

کونسل سے ہر طرح کا قانون آ رہا ہے
مطبع سے ہر طرح کا مضمون آ رہا ہے
لیکن پڑھوں میں کیوں کر آنکھوں کی یہ ہے حالت

اشک آ رہے تھے پہلے اب خون آ رہا ہے

☆☆☆☆☆

باغوں میں تو بہار درختوں کی دیکھ لی
کالج میں آ کے کانووکیشن کو دیکھیے
لیموئے کاغذی تو بہت دیکھے آپ نے
اب کاغذی ترقی نیشن کو دیکھیے

☆☆☆☆☆

اپنے بھائی کے مقابل کبر سے تن جایئے
غیر کا جب سامنا ہو بس قلی بن جایئے
فلسفہ الحاد کا کر لیجیے فوراً قبول
دین کی ہو بات تو ابطال پر ٹھن جایئے
چندے کی مجلس میں پڑھیے رو کے قرآن مجید
مذہبی محفل میں لیکن مثلِ دشمن جایئے
شیخ صاحب ہے یہی قومی ترقی کی شناخت
روٹھنے سے کچھ نہیں ہے فائدہ من جایئے

☆☆☆☆☆

پڑا ہے قحط بشر مر رہے ہیں فاقوں سے
خوشی ہو کیا مجھے شبرات کے پڑاقوں سے
بجھی ہوئی ہے طبیعت یہ روشنی ہے فضول
اتار لیجیے صاحب چراغ طاقوں سے

دنیا ہی اب درست ہے قائم نہ دین ہے
زر کی طلب میں شیخ بھی کوڑی کو تین ہے

اک دن وہ تھا کہ دب گئے تھے لوگ دین سے
اک دن یہ ہے کہ دین وبا ہے مشین ہے

گذرے مری نگاہ سے یاروں جمگھٹے
مطلب یہ تھا سرور بڑھے اور غم گھٹے
کھانے بھی خوب کھائے گلچھیں بھی خوب
لیکن ہوا یہی کہ بڑھے آپ ہم گھٹے
ہم تو اسی کو بات سمجھتے ہیں کام کی
عشق صمد زیادہ ہو عشق صنم گھٹے

جس سے جو بن پڑے وہی کام کرے
صاحب بنے کھائے کھیلے آرام کرے
لیکن رہے قومی بھائیوں کا ہمدرد
ہر حال میں ادعائے اسلام کرے

چرچے ہیں نہ مذہب کے نہ وہ قصہ دل ہے
پرچے ہیں اب اخبار کے اور آرٹیکل ہے
اس عہد میں مائل سوئے الحاد جو دل ہے
اس کی تو گورنمنٹ ہی رسپانسبل۸ ہے
تل کھیت میں مل جائے تو گودام میں لے جائیں
کیا فائدہ عارض پہ کسی بت کے جو تل ہے
تنخواہ کے بل سے ہمیں ہوتی ہے مسرت
اور شیخ یہ کہتا ہے کہ یہ سانپ کا بل ہے
غزالی و رومی کی بھلا کون سنے گا
محفل میں چھڑا نغمۂ اسپنسر و مل۹ ہے

سابق کے طریقوں پہ عمل کر نہیں سکتے
کل آج نہ تھا آج کو کل کر نہیں سکتے
الزام کہیں مشق قواعد کا نہ لگ جائے
صوفی بھی بہت کود اچھل کر نہیں سکتے

کانفرنس

جمعیت علاقلانِ قوم اچھی ہے
گلہائے سخن کے باغ کھل جائیں گے
کہتا ہے یہ معترض کہ ملنا کیا ہے
کچھ اور نہیں تو دل ہی مل جائیں گے

☆☆☆☆☆☆

چالیس سال سے ہے نئی روشنی کا دور
کیوں کر اسے کہوں کہ سراسر فضول ہے
البتہ ایک عرض کروں گا دبی زباں
گو خوشنما بہت ہے مگر بے اصول ہے

☆☆☆☆☆☆

دنیا کی ہوا راس جو آئی بھڑک اُٹھے
انگارے ہوئے جاتے ہیں اب کول کے کالے
کمزور کی ہانڈی جو زبردست نے دیکھی
دل نے کہا بے پوچھے ہوئے کھول کے کھالے
تسبیح مری تو ہے عطا کردہ مرشد
ان برہمنوں کے پاس تو ہیں مول کے مالے

☆☆☆☆☆☆

ترکیب تو دیکھو یہ زمانے کے چلن کی
افسوس کہ اس سے کوئی واقف بھی نہیں ہے

گرجا میں تو کرنیل و کمشنر بھی ہیں موجود
مسجد میں کوئی ڈپٹی و مصنف بھی نہیں ہے

☆☆☆☆☆☆

برہم اکبر دانش آموز و نشاط انگیز ہے
ہر سخن اس کا لطیف و خوب و معنی خیز ہے
بالا رادہ اس سے جو کرتا ہے اعراض و گریز
ناتواں بیں وہ ہے یا کودن ہے یا انگریز ہے

☆☆☆☆☆☆

سخن سازی کی چالوں میں تو خامہ ان کا شاطر ہے
مگر جو حالت اصلی ہے وہ پبلک پہ ظاہر ہے

☆☆☆☆☆☆

اس زمانے میں جو دل دہر سے پھر جاتا ہے
آدمی پایۂ تہذیب سے گر جاتا ہے

☆☆☆☆☆☆

میں کچھ واقف نہیں آرام دہ اب کون بندر ہے
کہ پل موہوم امیدوں کا لفظوں کا سمندر ہے

☆☆☆☆☆☆

معاملہ تھا عرب کا خدائے واحد سے
عجم نے واسطہ رکھا شراب و شاہد ہے

☆☆☆☆☆☆

ادھر تھی حمد خدا ہی سے آشتی دل کی
ادھر تھی بحث نزاع حمید و حامد سے

☆☆☆☆☆☆

ہے نئی روشنی اک لوکل و ذاتی ترکیب
لفظ ہی لفظ ہیں جتنے ہیں زوائد اس کے
لمپ بجلی کا ہے یہ مہر جہاں تاب نہیں
جب اندھیرا ہو تو ظاہر ہوں فوائد اس کے

☆☆☆☆☆☆

بے علم اگر عقل کو آزاد کریں گے
دنیا تو گئی دین بھی برباد کریں گے
جب خود نہیں رہنے کے اصل پہ قائم
کیا خاک وہ قائم کوئی بنیاد کریں گے
بارک کوئی کر دے گی عطا ان کو گورنمنٹ
یا کالونی اپنی کوئی آباد کریں گے

☆☆☆☆☆☆

صوت ہزار طائر بدلحن نے سنی
کہنے لگا کہ بھاڑ میں بلبل کی چونچ جائے
اس نے کہا مقابلہ کا کب تھا یاں خیال
یہ تو وہی مثل ہے کہ کانا ہو کونچ جائے

☆☆☆☆☆

مسجد کا ہے خیال نہ پروائے چرچ ہے
جو کچھ ہے اب تو کالج و ٹیچر میں خرچ ہے

☆☆☆☆☆

عزت کا ہے نہ اوج نہ نیکی کی موج ہے
حملہ ہے اپنی قوم پہ لفظوں کی فوج ہے
اس طرز تربیت پتہ ہیں اغیار خندہ زن
لاحول باپ کی ہے تو ماؤں کی نوج ہے

☆☆☆☆☆

اسلام کی بو وہاں نہیں ہے مطلق
مسجد بھی ہے مولوی بھی ہیں ٹاٹ بھی ہے
دریا میں نہیں ہیں جوہر تیغ اکبر
گو آب بھی اس میں دھار بھی کاٹ بھی ہے

☆☆☆☆☆

پیری نے دانت مجھ پہ لگایا ہے گھات سے
بائیں طرف کی ڈاڑھ میں ہے درد رات سے
بارہ مسالے ایک طرف درد اک طرف
پیپل سے فائدہ ہے نہ کچھ تیج پات سے

☆☆☆☆☆

نہ یہ قید شریعت ہے نہ یہ غفلت کا پردا ہے
رواج و مصلحت کی بات ہے حکمت کا پردا ہے
تمھیں دھوکے میں ڈالا ہے مثال اہل یورپ نے
ادھر سایہ حکومت کا ہے یاں عزت کا پردا ہے

☆☆☆☆☆☆

کہتے ہیں ترک ملت انساں کو بات کیا ہے
تحقیق تو کرو تم حضرت کی ذات کیا ہے

☆☆☆☆☆☆

خوب فرمایا یہ شاہِ جرمنی نے پوپ سے
وعظ ہم بھی کہتے ہیں لیکن دہان توپ سے
جد امجد خود میں کرتے تھے یہ موسم بسر
ہم کو اپنے عہد میں پالا پڑا کنٹوپ سے

☆☆☆☆☆☆

رہ گئے ناآشنا احباب غائب ہوگئے
ہم نفس دو اک جو باقی تھے وہ صاحب ہوگئے
وقت بد میں کون رکھتا ہے رفاقت کا خیال
ہم نشیں اپنے رقیبوں کے مصاحب ہوگئے

☆☆☆☆☆☆

کدھر جاتی ہے طبع اس کو کوئی کیا جانے
بصیرت جن کو ہے وہ جانیں اکبر یا خدا جانے

☆☆☆☆☆

طریق حق میں بھی بہر ذرا چلئے
فٹن کی راہ نہیں ہے پیادہ پا چلئے

☆☆☆☆☆

کہا جب غیر کو کیوں تو نے اے گل رو پھنسایا ہے
تو بولا دل لگی کے واسطے الو پھنسایا ہے
ادھر چاہ ذقن ہے اس طرف ہیں جال گیسو کے
ہمارے دل کو اس نے کر کے بے قابو پھنسایا ہے

☆☆☆☆☆

گلوں کو دیکھ کر کہتا ہے وہ شوخ
ہمارا رنگ بھی پھیکا نہیں ہے

☆☆☆☆☆

عاشقوں کے بھی معین ہوگئے ہیں اب حقوق
عہد انگریزی ہے یہ اے جان جاں شاہی گئی

☆☆☆☆☆

قوم اور سلطنت ہیں دو چیزیں
نیچرل وہ ہے یہ ہے مصنوعی
نیچرل چیز بن نہیں سکتی
آئیں کیوں کر صفاتِ مجموعی

☆☆☆☆☆

نہ رنگ انجمن وہ ہے نہ وہ مے کش نہ وہ ساقی
یہ دعوت کیا ہے بس ہے اک ادائے فرض اخلاقی
نہ وہ مکتب نہ وہ ملا نہ وہ صورت نہ وہ سیرت
سوا نام خدا کے اب رہا کیا قوم میں باقی
کہاں وہ دعوت احباب کی طیاریاں اکبر
خموشی سے ادا کرتا ہوں بس اک فرض اخلاقی

☆☆☆☆☆

بے بصیرت ہے مگر تو منکرِ شیخ و ولی
ناشگفتہ رہ گئی بے شک ترے دل کی کلی
چشم پیدا کن کہ بینی آشکار دہم نہاں
در قبائے گلرخاں رنگ نبی ﷺ بوئے علیؑ

☆☆☆☆☆

بلا طاقت تہ افلاک انساں کی نہیں چلتی
وہاں تو ریل چلتی ہے یہاں روٹی نہیں چلتی

☆☆☆☆☆

پہلے تو دکھاتی تھی چمک اپنی گنی
اب پیش نگاہ ہیں پنس ۸۰؎ و پنی ۸۱؎
کہتے ہیں حریف ہنس کے اب ازرہ طعن
جب دین کو کھو دیا تو دنیا بھی چھنی

ہم نے واعظ کی خوب ڈاڑھی نوچی
یہ بات مگر نہ اپنے دل میں سوچی
مذہب کو شکست دے کے کیا پائیں گے
آخر کو رہیں گے موچی ہی کے موچی

فضل خدا سے عزت پائی آج ہوئے ہم سی ایس آئی
شیخ نہ سمجھے لفظ انگریزی بولے ہوئے ہیں یہ عیسائی

اب تک جو کہیں ہماری قسمت نہ لڑی
ناحق تجھے ہم نشیں ہے فکر اس کی پڑی
انگریز کے ملک میں لڑائی کیسی
یہ ہند ہے یہاں خوش انتظامی ہے بڑی

روشنی جن میں نئی ہے وہ مری سنتے نہیں
لاکھ سمجھاؤ کہ صاحب ہے یہ فانی روشنی
انجم و شمس و قمر لیکن ہیں میرے ہم طریق
وضع پر قائم ہیں ان میں ہے پرانی روشنی

انگریزوں میں عادتِ سحر خیزی تھی
انداز روش میں اک دلآویزی تھی!
مشرق کی ہوا وضع اب ہے بدلی
پہلے اچھی تھی خالص انگریزی تھی

☆☆☆☆☆

تھے کیک کی فکر میں سو روٹی بھی گئی
چاہی تھی شے بڑی سو چھوٹی بھی گئی
واعظ کی نصیحتیں نہ مانی آخر
پتلون کی تاک میں لنگوٹی بھی گئی

☆☆☆☆☆

مہدی کو برا بھلا جو چاہو وہ کہو
لیکن دکھلا دی اس نے بیوٹی اپنی
لاکھوں ہی کے ڈھیر کر دیئے کالج میں
پوری کر دی یہ اس نے ڈیوٹی اپنی

☆☆☆☆☆

حقیقت میں تو سب جلوہ تھا ان کا
رہی اِک حالت فرضی ہماری
خدا ہی سے دعا پر تھا بھروسا
کہیں گزری نہیں عرضی ہماری
خدا سے جب کہا مرتا ہے اکبر

کہا ہم کیا کریں مرضی ہماری

☆☆☆☆☆

اقبال کے ساتھ اے خرد تو بھی گئی
غیرت کے ساتھ مذہبی بو بھی گئی!
سچ کہتے ہیں حضرتِ کرامت ۸۲ اکبر
رخصت ہوئی فارسی تو اردو بھی گئی

☆☆☆☆☆

کیا پوچھنا ہے حکمتِ مغرب کا واہ واہ
فِطرت بھی اس کو دیکھ کے حیران رہ گئی
سمجھے تھے یہ کہ ایک ہیں ہم اور ہماری جان
دیکھا مگر کہ ہم نہ رہے جان رہ گئی

☆☆☆☆☆

قطعہ

جو پائی ترکِ عبادات میں مثال بری
شروع ہی نے پکارا کہ ہے یہ فال بری
جنابِ حضرتِ سید پہ کھل گیا ہوگا
کہ ہوہی جاتی ہے بے قیدیوں سے چال بری
یہ بحث جانے وے اکبر کچھ اور باتیں کر
عبث ہے جب تو یقیناً یہ قیل و قال بری

خواہانِ نوکری نہ رہیں طالبانِ علم
قائم ہوئی ہے رائے یہ اہلِ شعور کی
کالج میں دھوم مچ رہی ہے پاس پاس کی
عہدوں سے آ رہی ہے صدا دور دور کی

پاؤں کو بہت جھٹکا پٹکا زنجیر کے آگے کچھ نہ چلی
تدبیر بہت کی اے اکبر تقدیر کے آگے کچھ نہ چلی
یورپ نے دکھا کر رنگ اپنا سید کو مرید بنا لیا
سب پیروں سے تو وہ بچ نکلے اس پیر کے آگے کچھ نہ چلی

جہاں نے ساز بدلا ساز نے نغموں کی گت بدلی
گتوں نے رنگ بدلا رنگ نے یاروں کی مت بدلی
فلک نے دور بدلا دور نے انسان کو بدلا
گئے ہم تم بدل قانون بدلا سلطنت بدلی

عجب حیرت آگیں ہے یہ انقلاب
ہماری سمجھ کیا سے کیا ہوگئی
سمجھتے تھے سب جس کو بے صرتح
وہی بات بالکل بجا ہوگئی

☆☆☆☆☆

جو کام تھا گھنٹے کا نکلتا ہے وہ پل سے
خوش کیوں نہ رہیں لوگ فرنگی کے عمل سے
تاریخ تو خالدؓ کی پڑھو رات کو گھر پر
اور دن کو کچہری میں دبو نیل کمل سے

☆☆☆☆☆

تماشا دیکھیے بجلی کا مغرب اور مشرق میں
کلوں میں ہے وہاں داخل یہاں مذہب پہ گرتی ہے

☆☆☆☆☆

ایماں کی ہے تاک کافری ہے تو یہ ہے
تقویٰ بیدم ہے ساحری ہے تو یہ ہے
نظم اکبر ہے دافع جادو و کفر
ماشاء اللہ شاعری ہے تو یہ ہے

حکیمانہ بزلہ سنجیاں

☆☆☆☆☆

الایا ایہا الطفلک بجو راحت بہ ناولہا
کہ قرآں سہل بود اول ولے افتاد و مشکلہا
بجن تزئینِ پائے خود بہ بوٹِ ڈاسن و پتلوں
کہ سرسید خبردار و ذراہ و رسم منزلہا

☆☆☆☆☆

دیکھئے قوال بیچارے کا اب کیا حشر ہو
شیخ صاحب کو تو لکچر پر بھی وجد آنے لگا
کیوں کرے گا پیش ہم جلوۂ حُور بہشت
جب تھیئٹر کا سماں واعظ کو تڑپانے لگا

☆☆☆☆☆

پردے کا کیا ہے خود اڑنگا پیدا
خود ہم نے کیا اِزار اوراَنگا پیدا
کیا خوب کہا ہے مولوی مہدی[۸۳] نے
نیچر نے کیا ہے ہم کو ننگا پیدا

☆☆☆☆☆

مِس کو دیکھا عاشقِ زُلفِ چلیپا ہوگیا
مست تھا دِل پُھول کر وہسکی کا پیپا ہوگیا

☆☆☆

مخمّس

بکری کو ساگ پات کا سودا نہیں رہا
بنگالیوں کو بھات کا سودا نہیں رہا
چوروں کو اپنی گھات کا سودا نہیں رہا
اور شاطروں کو مات کا سودا نہیں رہا

الجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک
نبیوں کو اخذِ سُود کی فرصت نہیں رہی
منعم کو داد و جود کی فرصت نہیں رہی
لڑکوں کو کھیل کود کی فرصت نہیں رہی
کودن کوغت ربود کی فرصت نہیں رہی
الجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک
گاہک کو مول بھاؤ کی پروا نہیں رہی
مانجھی کو اپنی ناؤ کی پروا نہیں رہی
دل کو کہیں لگاؤ کی پروا نہیں رہی
چوہوں کو نان پاؤ کی پروا نہیں رہی
الجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک
بچے فراغ طبع سے اب کھیلتے نہیں
اُبھرے ہوئے جوان بھی ڈنڈ پیلتے نہیں
عشاق رنج ہجر بتاں جھیلتے نہیں
پاپڑ فروش پاپڑوں کو بیلتے نہیں
الجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک
لیتا ہے کون گرمیِ دل سے خدا کا نام
اب کون دھیان باندھ کے کرتا ہے رام رام
مذہب کو دور ہی سے کیا جاتا ہے سلام
کوٹھی کو ہے فروغ نہ رونق پہ ہے گدام
الجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک

کم ہوگیا ہے لوگوں میں آپس کا میل جول
وہ ٹولیاں نظر نہیں آتیں نہ اب وہ غول
تاشے نہ شادیانے کے بجتے کہیں نہ ڈھول
مخبوط بدحواس پریشان گول مول
الجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک

اسکول ہی میں علم ہے جس سے کہ ہے شرف
لڑکا نہ سیکھے علم تو کہتے ہیں ناخلف
لیکن کچھ اور دھندے بھی ہیں پیش صنف بصف
یہ کیا کہ ساری قوم ہی جھک جائے اک طرف
الجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک

پنڈت پراجما کے بنارس پہ آ رہے
مرکٹ کے شیخ شہر بھی نو ۸۴؁ لیس ۸۵؁ پہ آ رہے
حالی غزل کو چھوڑ مسدس پہ آ رہے
ہم فرد تھے سو ہم بھی مخمس پہ آ رہے
الجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک

کونسل میں نکتہ چینیوں کی ٹولی بہت پٹی
اچھا ہوا سنبھل گئی اب یونیورسٹی
بیکار کالجوں سے بھرے گا نہ ہر سٹی
اس بل سے یہ شکایت احباب بھی مٹی
الجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک

مری نظروں میں یکساں ہیں شُتر ہوں یا گئو ماتا
مجھے کرتے جو وہ مدعو کتھا میں بھی جھوم آتا

ہم میں کیوں ضعف ہو جب دین سے یورپ نہ پھرا
مسجدیں کیوں جھکیں جب توپ سے گرجا نہ گرا

پیر مغاں سے رات کیا میں نے یہ گلا
مغموم ہوں یہاں بھی مزا کچھ نہیں ملا
اس نے یہ مسکرا کے کہا ازرہ مزاح
جینے کی کس نے تم کو بڑھاپے میں دی صلاح
میں نے کہا کہ بعض نو دسالہ پیر مرد
اب تک اڑا رہے ہیں درمے کدہ کی گرد
کہنے لگا کہ ان پہ عبث ہے تری نظر
غفلت کا ہے وہ نشہ جوانی سے تیز تر

زمانہ کہہ رہا ہے سب سے پھر جا
نہ مندر جا نہ مسجد جا نہ گرجا

ایسا شوق نہ کرنا اکبر
گورے کو نہ بنانا سالا

بھائی رنگ یہی ہے اچھا
ہم بھی کالے یار بھی کالا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کرتے تھے بتوں سے خوب جوڑا ماجھا
رہتے تھے مشیر برہمن اور اوجھا
برکت ہے اسی کی اس صدی میں حضرت
بیٹھے ہوئے کر رہے ہیں چاچھا جاچھا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

رحیمن پکاری کہ نیدھا بوا
عجب جانور ہے یہ کاکا توا
بتاؤ ذرا عقل ہے میری گم
کدھر چونچ ہے اور کدھر اس کی دم

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کرزن و کچنر کی حالت پہ جو کل
وہ صنم تشریح کا طالب ہوا
کہہ دیا میں نے کہ ہے یہ صاف بات
دیکھ لو تم زن پہ نر غالب ہوا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بات سید کی کچھ ایسی تھی کہ جس نے اس کو
کاٹنا چاہا زمانے میں وہ بس آپ کٹا

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

کہتے پھرتے ہیں یہ اب کانگرسی ہر سو
مرگیا کول کا بوڑھا یہ چلو پاپ کٹا

☆ ☆ ☆ ☆

پانی پینا پڑا ہے پائپ کا
حرف پڑھنا پڑا ہے ٹائپ کا
پیٹ چلتا ہے آنکھ آئی ہے
شاہ ایڈورڈ کی دہائی ہے

☆ ☆ ☆ ☆

نیچر نے دے دیا ہے پٹہ رجولیت کا
کیوں کر نہ ہوں بتوں سے طالب قبولیت کا

☆ ☆ ☆ ☆

پرچہ رکھا جو اس نے میں یہ سمجھا
پاکٹ میں یہ بیس ۸۶ روپیہ کا نوٹ گیا
گھر پر کھولا تو بس یہی لکھا تھا
کیا شعر تھے واہ واہ میں لوٹ گیا

☆ ☆ ☆ ☆

اسمال ۸۷ نہیں گریٹ ۸۸ ہونا اچھا
دل ہونا بڑا ہے پیٹ ہونا اچھا
پنڈت ہو کہ مولوی ہو دونوں بیکار
انسان کو گریجوایٹ ۸۹ ہونا اچھا

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

☆☆☆☆☆☆

بن پڑے تو قبلہ ہی بننا مناسب ہے تجھے
دقتوں میں وہ پھنسا جو اسکوائر ہوگیا

دیدنی ہے یہ تماشائے مشین انقلاب
باپ تو قبلہ تھے بیٹا اسکوائر ہوگیا

شیخ صاحب یہ تو اپنے موقع کی ہے بات
آپ قبلہ بن گئے میں اسکوائر ہوگیا

اب تو مجھ کو بھی مناسب ہے کہ پٹواری بنوں
یار کو شوق حسابِ مال و سائر ہوگیا

فکرِ دنیائے بھلایا سب وہ قرآن و حدیث
مولوی بھی محوِ قانون و نظائر ہوگیا

☆☆☆☆☆☆

دکھائی فلسفہ مغربی نے وہ مردی
کہ پردہ کھل گیا اس قوم میں زنانوں کا

پری کی زلف میں الجھا نہ ریش واعظ میں
دل غریب ہو القمہ امتحانوں کا

وہ حافظہ جو مناسب تھا ایشیا کے لیے
خزانہ بن گیا یورپ کی داستانوں کا

☆☆☆☆☆☆

یہی سبب ہے اب ان کی باتوں پہ کان دھرتے نہیں لڑکے

کھنچا نہ ہو دست مولوی سے نہ تھا یہاں کوئی کان ایسا
مچائی سینے میں اس نے شورش اڑائے اس نے زباں کے ٹکڑے
میں جلد رخصت ہوا وہاں سے کہ حقہ ایسا تھا پان ایسا
وہ ہنس کے بولا جگہ کہاں ہے دکھاؤں کاریگری جو اپنی
کہا تھا منکر سے میں نیا ک دن بنا تو لے آسمان ایسا

☆☆☆☆☆☆

عہد اسلام و عہد انگلش میں
سنئے قول اکبر سخن گو کا
پہلے توحید تھی تو اب تحصیل
آگے غل ایک کا تھا اب ۹۰ دو کا

☆☆☆☆☆☆

پکالیں پیس کردو روٹیاں تھوڑے سے جو لانا
ہماری کیا ہے اے بھائی نہ مسٹر ہیں نہ مولانا

☆☆☆☆☆☆

ممکن نہیں ان کے حکم سے سر پھیروں
دل میں مرے اب تو ان کا ڈر بیٹھ گیا
ان کو یہ خوشی کہ اب رہے گا یہ غلام
مجھ کو یہ خوشی کہ قافیہ بیٹھ گیا

☆☆☆☆☆☆

سنتا نہیں کچھ کسی سے بڑھ بڑھ کے سوا

کہتا نہیں کوئی کچھ پڑھ پڑھ کے سوا
پڑھنے کا نہ ٹھیک اصول بڑھنے کی نہ راہ
اور قبلہ کوئی نہیں علی گڑھ کے سوا

☆☆☆☆☆☆

ہر ایک کو خوش کروں میں کیوں کر صاحب
اپنی ہی طرف بلاتے ہیں ہر صاحب
آسائش عمر کے لیے کافی ہے
بی بی راضی ہوں اور کلکٹر صاحب
تم نے جو سنا صحیح ہے ہاں صاحب
عربی سے گریز کرتے ہیں خاں صاحب
سچ کہتے ہیں وہ کہ ہم کو اس سے کیا کام
ہیں کمپ میں ہم تو خانساماں صاحب

☆☆☆☆☆☆

اندھیرا مچا ہے زیر فلک خلقت بھی ہے چپ اور راج بھی چپ
ہم دیکھ رہے ہیں آنکھوں سے کل بھی تھے چپ اور آج بھی چپ
صاحبزادے نشہ میں ہیں اور بیف کنور جی کی ہے ٹفن
ہیں مولوی صاحب قبلہ بھی چپ اور پنڈت جی مہراج بھی چپ

☆☆☆☆☆☆

سکۂ زر بابوئے در دھوتیِ زر تار داشت
باوجوش نالہائے زار در اخبار داشت

گفتمش در عین وصل ایں نالہ و فریاد چیست
گفت مارا خوفِ فیس وٹکس در ایں کار داشت

☆☆☆☆☆

اسلام کو جو کہتے ہیں پھیلا بزور تیغ
یہ بھی کہیں گے پھیلی خدائی بزور موت

☆☆☆☆☆

می دآمدں بت کنار گنگ ناقوسِ طرب
ندوۂ شیخم مگر در گومتی اُفتادہ است

☆☆☆☆☆

درپس ہر گر یہ آخر خندہ ایست
بعد ہر اسپیچ آخر چندہ ایسا
یاد دار ایں قول مولانائے رومؒ
مرادِ آخر بیں مبارک بندہ ایست

☆☆☆☆☆

پشہ بیدار است و پنکھا کش بخواب افتادہ است
اکبرِ بے چارہ امشب در عذاب افتادہ است

☆☆☆☆☆

زر قوم سے لے کے ایسا سامان کرو
جس سے کہ تمہاری بزم بن جائے بہشت

حلوے مانڈے سے کام رکھو بھائی
مردہ دوزخ میں جائے یا پائے بہشت

☆☆☆☆☆

پردہ میں ضرور ہے طوالت بے حد
انصاف پسند کو نہیں چاہیے ہٹ
تشبیہ بری نہیں اگر میں یہ کہوں
بیگم ہے پیچو ان لیڈی سگرٹ

☆☆☆☆☆

ہر رنگ کی باتوں کا مرے دل میں ہے جھرمٹ
اجمیر میں کلچا ہوں علی گڑھ میں ہوں بسکٹ
پابند کسی مشرب و ملت کا نہیں ہوں
گھوڑا مری آزادی کا اب جاتا ہے بگٹٹ

☆☆☆☆☆

شیطاں نے دیا یہ شیخ جی کو نوٹس
بالکل ہی گیا ہے زور اب آپ کا ٹوٹ
آئندہ پڑھیں گے آپ لاحول اگر
فوراً داغوں گا اِک ڈفیمیشن ۹۱ سوٹ

☆☆☆☆☆

شیطان کا سنا جو شیخ صاحب نے یہ قول
بولے کہ فضول تجھ کو آتا ہے یہ ہول

میں خود ہوں بدل گیا زمانے کے ساتھ
پڑھتی ہے مجھی پہ اب تو دنیا لاحول

☆☆☆☆☆

حضرت اکبر سے سن کر یہ لطیفہ بزم میں
سب ہنسے کچھ رہ گئے خونِ جگر کے پی کے گھونٹ
شیخ جی رفرف بنے پھرتے تھے پہلے چرخ
چشم بد دور اب بنے ہیں آپ کمسریٹ کے اونٹ

☆☆☆☆☆

کودے پھرتے ہیں یہ باغ میں ملھو کی طرح
باغباں دبکے ہوئے بیٹھے ہیں الو کی طرح

☆☆☆☆☆

ان نئی روشنی والوں سے نہیں ہے کچھ فیض
شبِ تاریک میں چمکا کریں جگنو کی طرح
آ گئی زلفِ مساں زلفِ بتاں پر غالب
پیچ ہوتے تھے بہم اُفعی و راسو ۹۲ے کی طرح
اکبر اس عہد میں لو صبر تحمّل سے جو کام
اس سے بہتر ہے کہ غصہ کرو بابو کی طرح

☆☆☆☆☆

سید کی طرف تو چندہ لانے کی ہے پخ
اور شیخ کے گھر میں پنجگانے کی پخ

بہتر ہے یہی کہ بت پرستی کیجے
گو اس میں بھی صبح کو نہانے کی پخ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سحر مسلم شکایت باخدا کرد
کہ تفسیرش بما دیدی چہا کرد
من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم!
کہ بامن آنچہ کرد آں آشنا کرد

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اکبر اگرچہ موسم باراں خوش است خوب
لیکن چہ گوش و چشم دریں فصل و اکنید
مچھر دو دکہ گوش بفریاد بندہ نیز
بھنکارسد کہ گوشۂ چشمے بما کنید

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بگو بہ سیٹھ کہ اورا بھرم نہ خواہد ماند
بگو بہ برہمن اورادھرم نہ خزاہد ماند
من ارچہ در نظر یار شرمسار شدم
رقیب نیز چنیں محترم نہ خواہد ماند

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تہمد پہ ہے شبہ و حقارت کی نظر
پتلون پہ غصہ و شرارت کی نظر

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

بہتر ہے یہی برہنہ پھریے اکبر
شاید پڑ جائے ان کی رغبت کی نظر

☆☆☆☆☆

جو دونوں ساتھ پڑیں تو یہی مناسب ہے
کہ اپنے گھر میں کرسمس بھی کر تو عید بھی کر
خدا کرے کوئی بت آ کے یہ کہے مجھ سے
بٹھا بھی لے مجھے گذر میں مجھے مرید بھی کر
جو سن چکے مری غزلیں تو بولے لا چندہ
جو ہنہنایا ہے اتنا تو آج لید بھی کر

☆☆☆☆☆

اس بت کے لیے ہے دہر میں فصل بہار
اک تخت رواں پہ پھرتا ہے لیل و نہار
کہتا ہے اٹھاؤ اس کو یہ ہے مرا عرش
کہہ دو اکبر کہ میں فرشتہ نہ کہار

☆☆☆☆☆

انہیں شوقِ عبادت بھی ہے اور گانے کی عادت
نکلتی ہیں دعائیں ان کے منہ سے ٹھمریاں ہو کر
تعلق عاشق و معشوق کا تو لطف رکھتا تھا
مزے اب وہ کہاں باقی رہے بی بی میاں ہو کر
نہ تھی مطلق توقع بل بنا کر پیش کر دو گے

مری جاں لٹ گیا میں تو تمہارا میہماں ہو کر

حقیقت میں میں بلبل ہوں مگر چارے کی خواہش میں

بنا ہوں ممبر کونسل یہاں مٹھو میاں ہو کر

نکالا کرتی ہیں گھر سے یہ کہہ کر تو تو مجنوں ہے

ستا رکھا ہے مجھ کو ساس نے لیلیٰ کی ماں ہو کر

رقیبِ سفلہ خو ٹھہرے نہ میری گہ کے آگے

بھگایا مچھروں کو ان کے کمرے سے دھواں ہو کر

☆☆☆☆☆☆

پائے در پتلون و دل در پیشواز

چند روزے باہمیں حالت بساز

☆☆☆☆☆☆

سنتا ہوں محال ہے خدائی سے گریز

لیکن کہتا تھا مجھ سے کل اک انگریز

تم مانگ لو اپنے شاعروں سے گھوڑا

فطرت کے حدود سے زیادہ ہے وہ تیز

☆☆☆☆☆☆

آگے انجن کے دین ہے کیا چیز

بھینس کے آگے بین ہے کیا چیز

☆☆☆☆☆☆

ہند میں شیخ رہ گیا افسوس

اُونٹ گنگا میں بہہ گیا افسوس
دیکھ کر ہم کو ایسے دلدل میں
راہ چلتا بھی کہہ گیا افسوس

☆☆☆☆☆☆

عاشق کا خیال ہے بہت نیک معاش
ہونے نہیں دیتا حسن کے راز کو فاش
کیوں[۹۳] وصل میں جستجو کمر کی وہ کرے
حاضر میں نہ حجت اور نہ غائب کی تلاش

☆☆☆☆☆☆

بی شیخانی بھی ہیں بہت ذی ہوش
کہتی ہیں شیخ سے بہ جوش و خروش
خواہ لنگی ہو خواہ ہو تہمد
در عمل کوش ہرچہ خواہی پوش

☆☆☆☆☆☆

دل نے یہ کہا کہ دین کے جو نہ ہوں دوست
ہرگز رکھوں گا میں نہ ایسوں سے غرض
میں نے یہ کہا کہ خیر بہتر ہے مگر
اب شیخ کو بھی ہے چار پیسوں سے غرض

☆☆☆☆☆☆

مذہب کے جو ہو رہیں تو سرکار کا خوف

مذہب سے اگر پھریں تو پھٹکار کا خوف
دونوں سے اگر بچیں تو احباب کو ہے
بے رونقیِ دکان و دربار کا خوف

اونچے ہیں رذیل اور زیر شریف
قسمت کا یہ دیکھتے ہیں اب پھیر شریف
اکبر یہ مجتبےٰ نے دی خوب صلاح
چل دیجیے بھائی صاحب اجمیر شریف

پشے نے کہا سب نشینی میری
ہے قابل واد اگر کریں آپ انصاف
میں نے یہ کہا بجا ہے لیکن یہ نیش
ہے بارگراں و تلخ تقصیر معاف

فرمائیں مرا قصور حضرت جو معاف
جو امر ہے واقعی گزارش کروں صاف
انکار نہیں نماز روزے سے مجھے
لیکن یہ طریق اب ہے فیشن کے خلاف ۹۴ء

عالم بنئے تو کیجئے مات کا شوق

مسٹر بنئے تو ہو مساوات کا شوق

☆☆☆☆☆☆

چکر ہی میں آپ کو پھنسا رکھوں گا
مجھ کو بھی ہوا ہے اب اسی بات کا شوق

☆☆☆☆☆☆

شمع سے تشبیہ پا سکتے ہیں یہ عیاش امیر
رات بھر پگھلا کریں دن بھر رہیں بالائے طاق

☆☆☆☆☆☆

ہندو تنتے ہیں تھام کر گائے کے سینگ
آغا گرمی دکھاتے ہیں بیچ کے ہینگ
لیکن حضرت کو ہے یہ کس چیز پہ ناز
کالج میں ڈٹے ہوئے اڑاتے ہیں جو ڈینگ

☆☆☆☆☆☆

کیسی ترقی کیسا میل
ہم سے سن لو اس کا کھیل
جس کی لاٹھی اس کی بھینس
فعلن فعلن فعلن فع

☆☆☆☆☆☆

اکابر سے حسابِ دوستانہ نبھ نہیں سکتا

غلط فہمی بہت ہوتی ہے پڑ ہی جاتی ہے مشکل
یہ کہہ کر پیش کر دے فردِ اخراجات اے اکبر
حسابِ دوستاں دردِ دل حسابِ خادماں دربل

☆☆☆☆☆

کہتی ہے زراہِ کبر مجھ سے وہ گرل؂۹۵
کیا تجھ سے ملوں کہیں کا تو ڈیوک؂۹۶ نہ رال؂۹۷
اکبر نے کہا دِکھا کے داغِ دل و اشک
ہے میری گرہ میں بھی یہ روبی؂۹۸ یہ پرل؂۹۹

☆☆☆☆☆

خوشی سے میں نے کیے یہ نفیس آم قبول
ادائے شکر میں اب ہو مرا اسلام قبول
نہ میں سخن کا ہوں تاجر نہ طالبِ شہرت
اسی سے کیا کرتی ہے پبلک مرا کلام قبول
زمانہ دیکھیے کہتے ہیں پنڈت ازرہ طعن
میاں ہماری بھی ہو جائے رام رام قبول
وحید صبح بنارس کی موج میں ہیں پڑے
بھلا وہ کرنے لگے کیوں اودھ کی شام قبول
سنی جو ہوں بت کمسن کی بول اُٹھے آغا
کر معتبر نہ شماریم ناتمام قبول
مِسوں کے ہوتے ہوئے کیوں بتوں کو میں دل دوں

ملے حلال تو پھر کیوں کروں حرام قبول
منیر صورتِ مہرِ منیر تاباں ہوں
کریں خواص و عوام ان کا احترام قبول
نہ ہو جو وہسکی لنڈن تو گھر کا ٹھرا ہو
نہیں ہے بنگ کا مجھ کو تو کوئی جام قبول

☆☆☆☆☆

اس قدر رنگ اڑا ہوگئے رنگیں اوراق
چوک میں پادری صاحب نے جو کھولی بیبل
ہنس کے اکبر نے کہا رنج نہیں کچھ اس کا
ہوگئی اب تو حقیقت میں یہ ہولی۱۰۰ے بیبل

☆☆☆☆☆

شیخ صاحب کو نہیں شاعروں کی بات سے کام
حسن کی قید نہیں بس ہے مسماۃ سے کام
یاں تو بریانی کے افسانوں سے دل بریاں
بابو ہی اچھے کہ ان کو ہے فقط بھات سے کام

☆☆☆☆☆

کہتے ہیں ہم کو جو چندہ دے مہذب ہے وہی
اس کے افعال سے مطلب ہے نہ عادات سے کام

☆☆☆☆☆

ماسٹر صاحب کا علم اس وقت گو ہے نیک نام

اہلِ دانش میں مگر میر فزوں ہے احترام
بات بالکل صاف ہے پیچیدگی کچھ بھی نہیں
میں ہوں سعدیؒ کا بھتیجہ وہ ہیں ملٹن کے غلام

☆☆☆☆☆

مذہب نے کر دیا تھا ہر اک کو غریق نوم
تھے مبتلائے حج و صلوٰۃ و زکوٰۃ و صوم
دنیا و دیں کا فیصلہ آخر کو یہ ہوا
عشق بتاں شباب میں پیری میں عشق قوم

☆☆☆☆☆

مِنَ الْعِلْمِ قَلِیْلًا کو بھی دیکھو بعد اُوتِیْتُم
نہ مانو گے تو اک دن بھائیو کھاؤ گے جوتی تم

☆☆☆☆☆

تجھ کو کیا کسی کی ہوا ہے فدائے گل
مجھ کو کیا کسی کی ادا ہے فدائے قوم
آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے قوم

☆☆☆☆☆

آپ کی فرقت میں میں کل رات بھر سویا نہیں
لیکن اتنی بات تھی گاتا رہا رویا نہیں
نوش جاں فرمائیں حضرت شوق سے یہ ناشتا

چھ بجے ہیں میں نے تو منہ بھی ابھی دھویا نہیں

☆☆☆☆☆

بوسہ کیسا کہ گلوری بھی نہیں پاتا ہوں
اور کچھ کیا بس کلام اپنا انہیں جا کے سنا آتا ہوں
وہ یہ فرماتے ہیں کیا خوب کہا واللہ
میں یہ کہتا ہوں کہ آداب بجالاتا ہوں

☆☆☆☆☆

ہم کیا خالی ہوائی گولا چھوڑیں
کس جوگ کے بل پر اپنا چولا چھوڑیں
حضرت نے تو چھاؤنی میں رکھی ہے دکان
ہم کیوں اپنا محلّہ ٹولہ چھوڑیں

☆☆☆☆☆

خلاف شرع کبھی شیخ تھوکتا بھی نہیں
مگر اندھیرے اجالے یہ چوکتا بھی نہیں

☆☆☆☆☆

سوپ[۱۰۱] کا شائق ہوں یخنی ہوگی کیا
چاہے کٹلٹ[۱۰۲] یہ قیما کیا کروں
لیتھبرج کی چاہے ریڈر مجھے
شیخ سعدیؒ کی کریما کیا کروں
کھنچتے ہیں ہر طرف تانیں حریف

پھر میں اپنے سر کو دھیما کیا کروں

ڈاکٹر سے دوستی لڑنے سے بیر

پھر میں اپنا جان بیما کیا کروں

چاند میں آیا نظر غار مہیب

ہائے اب اے ماہ سیما کیا کروں

زور پر ہے شہر میں طاعون چارا کیا کروں

لاٹ صاحب تک ہیں چپ پھر میں بچارا کیا کروں

نیچری وعظ مہذب کو لئے پھرتے ہیں

شیخ صاحب ہیں کہ مذہب کو لئے پھرتے ہیں

ہم کو ان تلخ مباحث سے سروکار نہیں

ہم تو اک شوخ شکر لب کو لئے پھرتے ہیں

بے سودا اشعار اور کبت ہوتے ہیں

مفلس سے کہاں وہ ملتفت ہوتے ہیں

کر پیچ تو عشق کے اکھاڑے میں ہزار

یہ بت تو بزور زر ہی چت ہوتے ہیں

سچ کہا اکبر نے ہاتھا پائی کا ہے کیا علاج

زورِ منطق سے تو ممکن ہے انہیں ساکت کریں
بدگماں ہرگز نہ ہوں وہ ہم جو ان کو چت کریں
ہے فقط یہ مدعا ان کی کمر ثابت کریں
شیخ جی فربہ تھے ان کی طبع میں جدت کہاں
مغربی جو ہر مگر بلغم کو چاہیں پت کریں

☆☆☆☆☆☆

چپکوں دنیا سے کس طرح میں
عورت نے کہا کہ گوند میں ہوں
قومی چندے کدھر سمائیں
کالج نے کہا کہ توند میں ہوں

☆☆☆☆☆☆

ماشاء اللہ وہ ڈنر کھاتے ہیں
بنگالی بھائی ان کا سر کھاتے ہیں
بس ہم ہیں خدا کے نیک بندے اکبر
ان کی گاتے ہیں اپنے گھر کھاتے ہیں

☆☆☆☆☆☆

یورپ والے جو چاہیں دل میں بھر دیں
جس کے سر پر جو چاہیں تہمت دھر دیں
بچتے رہو ان کی تیزیوں سے اکبر
تم کیا ہو خدا کے تین ٹکڑے کر دیں

☆☆☆☆☆

کوٹھی میں جمع ہے نہ ڈپازٹ ہے بینکس ۱۰۳ میں
قلاش کر دیا مجھے دو چار تھینکس ۱۰۴ میں

☆☆☆☆☆

لذت چاہو تو وصل معشوق کہاں
شوکت چاہو تو زر کا صندوق کہاں
کہتا ہے یہ دل کہ خود کشی کی ٹھہرے
خیر اس کو بھی مان لیں تو بندوق کہاں

☆☆☆☆☆

شبوں میں کورس دن میں فارمولا ۱۰۵ ورک کرتے ہیں
عدیم الفرصتی سے ان کی الفت ترک کرتے ہیں

☆☆☆☆☆

آپ کی صورت بہت اچھی ہے اس میں شک نہیں
پھر مجھے کیا ذہن میں اس کا جواب اب تک نہیں
مجھ سے آخر آپ کو کیوں اس قدر وحشت یہ خوف
آپ بنگالی نہیں ہیں اور میں ازبک نہیں

☆☆☆☆☆

گو کہ وہ کھاتے پڈنگ اور کیک ہیں
پھر بھی سیدھے ہیں نہایت نیک ہیں

جب میں کہتا ہوں کہ گیوی کس٦•اڈیر
سر جھکا کر کہتے یو مے ٹیکے•ا ہیں

☆☆۞☆۞☆☆

تن رہے ہیں آپ فکرِ جاہ کے پتلون میں
میں گھلا جاتا ہوں فکرِ رزق کی افیون میں

☆☆۞☆۞☆☆

حالِ دنیا سے بے خبر ہیں آپ
گو تقدس مآب بے شک ہیں
شیخ جی پر قول صادق ہے
چاہِ زمزم کے آپ مینڈک ہیں
شیخ جی کو جو آ گیا غصہ
لگے کہنے یہ پھینک کر ڈھسا
تم ہو شیطان کے مطیع و مرید
تم کو ہر ایک جانتا ہے پلید
ہے تمہاری نمود بس اتنی
جس طرح ہو پڑی پریڈ پہ لید

☆☆۞☆۞☆☆

کل مستِ عیش و ناز تھے ہوٹل کے ہال میں
اب ہائے ہائے کر رہے ہیں اسپتال میں
دنیا اسے قرار دو اور آخرت یہ ہے

سن لو کہ سازِ معنیِ اکبر کی گت یہ ہے

☆☆☆☆☆

سنا کے مصرع یہ شیخ صاحب بہت زیادہ ہنسا چکے ہیں
ہماری گردن وہ کیوں نہ ماریں جو ناک اپنی کٹا چکے ہیں

☆☆☆☆☆

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

☆☆☆☆☆

مے کی طرف سے معذرت
قسمت وہ کہاں کہ اب وہ تقسیم نہیں
کیوں کر وہ اثر ہو جب وہ تعلیم نہیں
لغزش پہ مری برا نہ مانو اے شیخ
وہسکی کی ہے لہر موجِ تسنیم نہیں

☆☆☆☆☆

مچھروں نے بہت ستایا رات
میں نے کوسا کہ ہو تمہیں طاعون
بولے اس کا ہمارا منبع ایک
کیوں وہ کرنے لگا ہمارا خون

☆☆☆☆☆

گئے کول حافظ محمد حسین!

تو مہدی سے بولے یہ حاجی مدن
کہ کر دیجئے ان کی دعوت ضرور
وہ ہیں صاحبِ دانش و علم و فن
وہ ہیں مولوی آپ بھی مولوی
ذرا دیکھ لیں رونق انجمن
وہ بولے مرا ان کا کیا جوڑ ہے
میں گلڈنگ [108] ہوں وہ ہیں اسٹیلین [109]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ لطف اب ہندو و مسلماں میں کہاں
اغیار اُن پر گذرتے ہیں خندہ زناں
جھگڑا کبھی گائے کا زباں کی کبھی بحث
ہے سخت مضر یہ نسخہ گاؤ زباں

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

چندوں ہی کے سوجھتے ہیں ان کو مضموں
دل شاد ہو اس سے قوم یا ہو مخزوں
لڑکے انہیں دیکھ کر مچاتے ہیں دھوم
یہ ہیں نئی روشنی کے چندا ماموں

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اعزاز نسب کے مٹتے جاتے ہیں نشاں

اگلے سے خیال ہند میں اب وہ کہاں

سید بنا ہو تو بنو سرسید

ہونا ہو خان تم ہو انگریزی خوان

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

متفرق شعر ہیں قطعہ نہیں ہے

پردہ اٹھا ہے ترقی کے یہ سامان تو ہیں
حوریں کالج میں پہنچ جائیں گی غلمان تو ہیں

کٹ گئی ناک حرم میں تو نہیں کچھ پروا
تھینک یو دیر میں سننے کے لیے کان تو ہیں

خاصدان آگے بڑھا کر مری باتوں پہ کہا
آپ کیوں جان مری کھا رہے ہیں پان تو ہیں

ان سے ملنے میں ہے ایمان کا نقصان اکبر
خیر جو کچھ ہو نکلتے مرے ارمان تو ہیں

☆☆☆☆☆☆

وہ ایسی ریش والے کو بھلا کب پان دیتے ہیں
جناب شیخ ناحق اس ہوس میں جان دیتے ہیں

☆☆☆☆☆☆

کیوں کرتا ہے اعتراض بے شرم
اس کا جو میں ہم زباں نہیں ہوں

گو ہوں نئی روشنی کا شیدا
گو میں شرعی جواں نہیں ہوں

کرتا نہیں لیکن اس کی عظمت
اس کا افسانہ خواں نہیں ہوں

کرتا نہیں قوم پر اسے پیش

عیاش ہوں قلبتاں نہیں ہوں

غزل میری سنتے نہیں شیخ جی
تقدس کی بھی انتہا ہوگئی
تکلف کے پکوان میں دن ڈھلا
ہماری تو پوری سزا ہوگئی
اضافہ ہوئی مجھ سے گندم پہ مے
یہ پوتے سے بھی اک خطا ہوگئی
یہ تھی قیمت رزق ٹوٹے جو دانت
غرض کوڑی کوڑی ادا ہوگئی

پیارا ہے ہم کو شیخ ہمارا برا سہی
چاقو ولایتی نہیں دیسی چھرا سہی
اکبر کا نغمہ قوم کے حق میں مفید ہے
دل کو تو گرم رکھتا ہے وہ بے سرا سہی

رہا کرتا ہے مرغ فہم شاکی
نئی تہذیب کے انڈے ہیں خاکی
چھڑی سے ان کی کٹوا کر فلک نے
خدا جانے ہماری ناک کیا کی

☆☆☆☆☆☆

ابھی انجن گیا ہے اس طرف سے
کہے دیتی ہے تاریکی ہوا کی
رہی رات ایشیا غفلت میں سوتی
نظر یورپ کی کام اپنا کیا کی

☆☆☆☆☆☆

ہے عجب انقلاب دنیا میں
کیا کہوں بات بھائی صاحب کی
اب وہ تسبیح پر بجائے درود
پڑھ رہے ہیں دہائی صاحب کی

☆☆☆☆☆☆

ہوئی جب آمد پیری ہوا میں سرکہ پیشانی
ترش روئی کی چٹنی جوڑ ہے ڈاڑھی ہو جب کھچڑی
سوال اب یہ عبث ہے جب ہے پتلونوں کی ارزانی
چو کفر از کعبہ بر خیز و کجا ماند مسمانی

☆☆☆☆☆☆

کچھ سین خوش آتے ہیں نہ بھاتے ہیں نبرجی
میں زیل•الے کا طالب ہوں نہ خواہان انرجی!!!

☆☆☆☆☆☆

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved
© 2002-2006

سنتا نہیں لکچر میں پڑا رہتا ہوں دن رات
لگتا ہے فقط لیڈیوں میں وقت ڈنر جی

☆☆☆☆☆

کمپ میں محروم ہوں میں لطف خاطر خواہ سے
آ گیا ہوں تنگ مذہب کی معاذ اللہ سے

☆☆☆☆☆

وضع مغرب سیکھ کر دیکھا تو یہ کافور تھی
اب میں سمجھا واقعی ڈاڑھی خدا کا نور تھی

☆☆☆☆☆

علم پر بھی عشق کی تاثیر آخر پڑ گئی
تخلئے کی بات پبلک کے دلوں میں گڑ گئی
وصل کی شب میں اس بت سے لڑائی تھی زباں
یہ اثر اس کا ہوا اردو سے ہندی لڑ گئی ۲!!

☆☆☆☆☆

سائنس سے زیادہ ہے مذہب کی جڑ بڑی
توپوں کی مار سے بھی خدا کی پکڑ بڑی
بابو یہ کہتے ہیں کہ دھرم جیت جائے گا
اس وقت گو ملکش نے ڈالی ہے گڑ بڑی

☆☆☆☆☆

کچہریوں میں ہے پرسش گریجوئیٹوں کی
سڑک پہ مانگ ہے قلیوں کی اور میٹوں کی
نہیں ہے قدر تو بس علم دین و تقویٰ کی
خرابی ہے تو فقط شیخ جی کے بیٹوں کی

☆☆☆☆☆

مقصود ہے شغل کوئی مضمون سہی
پیمانہ مے نہیں تو افیون سہی
ہنگامہ موت بھی ہے اک جشن اکبر
گر جنگ نہیں تو خیر طاعون سہی

☆☆☆☆☆

لذت نان جویں تجھ کو مبارک اے شیخ
مجھ گناہ گار کو ہے صرف تمنجن کافی
حضرت خضر ٹکٹ مجھ کو دلا دیں اکبر
رہنمائی کے لیے ہے مجھے انجن کافی

☆☆☆☆☆

وحشت نئی روشنی سے آخر کو گھٹی
فکر روزی میں شیخ کی طبع ڈٹی
کرکٹ ٹریننگ جمناسٹک کالج
مولانا سیکھتے ہیں بالفعل نٹی

☆☆☆☆☆

IqbalCyberLibrary.net
All rights reserved.
©2002-2006

امور ملکی کی بحث میں تم جو ہندوؤں کے بنو گے ساتھی
نہ لاٹ صاحب خطاب دیں نہ راجہ جی سے ملے گا ہاتھی
نہ اپنا مکھن وہ تم کو دیں گے نہ اپنی پوری وہ بانٹ دیں گے
پڑے گا موقع جو کوئی آ کر تو دونوں ہی تم کو چھانٹ دیں گے
مگر وہ رہتے ہیں دور تم سے یہ لوگ ساتھی ہیں اور پڑوسی
ملے جلے ہیں سوسائٹی میں اہیران میں تو ہم ہیں گھوسی
ہزل کو اپنی جو چھوڑ کر تم انہیں کی شرکت کرو ذٹل میں
تو یہ تو کوئی نہ کہہ سکے گا تمہارے دشمن کہاں بغل میں
نہ ہوگی حکام کو بھی دقت جو ہوگی اک جا ہر اک کی خواہش
ضرورت ان کو بھی یہ نہ ہوگی کریں ہر اک سے علیحدہ غرفش
جو مانگو گے ایک پھل مسلم وہ کاٹ کر ایک پھانک دیں گے
چلاؤ گے پھر بھی منہ تو سب کو وہ ایک لاٹھی سے ہانک دیں گے

☆☆☆☆☆

اُن کے دستِ نازنیں سے پائی ٹی ۱۱۳
اب کہاں باقی ہے ہم میں پائیٹی ۱۱۳

☆☆☆☆☆

آخر کو ہوئی وہ بات جو تھی ہوئی
مذہب مٹی ہے یا مٹی ہے ڈھوئی

☆☆☆☆☆

جو ست تھے ہو گئے ہیں وہ شتر حلیم

جو تیز تھے بن گئے ہیں پولو پونی

☆☆☆☆☆☆

مذہب اور مولوی پہ گالی ہولی
اسپیچ پہ انجمن میں تالی ہولی
دروازہ منصفی ہے ہم پر کیوں بند
ہر بات تو اے جناب عالی ہولی

☆☆☆☆☆☆

معنئ جنگ اردو ہندی
میں یہ سمجھا بہ عالم رندی
یعنی ہے اس میں لطف وصل بتاں
خوب مل کر لڑی زباں سے زباں

☆☆☆☆☆☆

اخلاق نکو و خوش تمیزی نہ سہی
القاب حبیبی و عزیزی نہ سہی
میٹھے پانی سے ہے زباں شیریں کام
جاں بخش حرارت عزیزی نہ سہی

☆☆☆☆☆☆

بھائی مجھے کل یہ بات بی منی کی
تفریق اڑا دو شیعہ و سنی کی
جیسا موقع ہو بس بٹھا دو وہ نگیں

ہیرے کی نہ شرط ہو نہ ضد چنی کی

☆☆☆☆☆

ملتا نہیں گوشت خیر ہڈی ہی سہی
کچھ کھیل ضرور ہے پھسڈی ہی سہی
موقع جو پریڈ پر قواعد کا نہیں
چندہ تحصیل کر کبڈی ہی سہی

☆☆☆☆☆

واہ کیا دھج ہے مرے بھولے کی
شکل کو لے کی ہیٹ سولے کی

☆☆☆☆☆

مری فغاں پہ مس ناشناس بول اٹھی
کہ بابوؤں میں تو عادت ہے غل مچانے کی
بجائیں شوق سے ناقوس برہمن اکبر
یہاں تو شیخ کو دھن ہے بگل بجانے کی

☆☆☆☆☆

کوئی شورش نہیں ہے ہر طرح سے خیر سلا ہے
نہ سرگرمی پولس کی ہے نہ جاری مارشل لا ہے
یہ کلکتہ۱۱۵ کی شوخی اور یہ ڈھاکہ۱۱۶ کی ادا منجی
وہ اک فرشی کبڈی ہے یہ لفظی گیند بلا ہے
یہ دیسی ورزشیں ہیں مغربی جمناسٹک ہے وہ

نئے سن کی کتابیں ہیں کرسمس کا پچھلا ہے

☆☆☆☆☆☆

مہمانِ فلک کہاں سکوں پاتا ہے
آسودہ جو ہیں انہیں بھی ٹہلاتا ہے
ہے ہضم کی فکر میں یہ نقل و حرکت
ظاہر ہے صریح پیٹ دوڑاتا ہے

☆☆☆☆☆☆

در پر مظلوم اک پڑا روتا ہے
بے چارہ بلا میں مبتلا روتا ہے
کہتا ہے وہ شوخ تاں سم ٹھیک نہیں
کیا اس کی سنوں کہ بے سرا روتا ہے

☆☆☆☆☆☆

نہ وہ وضعیں نہ وہ رسمیں نہ چٹیا ہے نہ لٹیا ہے
مگر ہیں مختنی کوئی قلی ہے کوئی مٹیا ہے

☆☆☆☆☆☆

اٹھا تو تھا ولولہ یہ دل میں کہ صرف یاد خدا کریں گے
معاً مگر یہ خیال آیا ملی نہ روٹی تو کیا کریں گے
کہاں کے قبلہ کہاں کے قبلی جنیدؒ کیسے کہاں کے شبلیؒ
عوض تصوف کے ہم نے طب لی بنیں گے سرجن مزا کریں گے
اجل سے بھی پھر نہ ہوں گے خائف مزاج سے اپنے ہوں گے واقف

اثر کرے گی ہوا مخالف تو آپ اپنی دوا کریں گے

☆☆☆☆☆☆

پوچھا میں نے کہ تیرا مذہب کیا ہے

کہنے لگا اس سے تیرا مطلب کیا ہے

میں نے یہ کہا کہ غول بندی کے لیے

بولا کہ شکست کھا چکے اب کیا ہے

☆☆☆☆☆☆

اپنی گرہ سے کچھ نہ مجھے آپ دیجیے

اخبار میں تو نام مرا چھاپ دیجیے

دیکھو جسے وہ پانیر آفس میں ہے ڈٹا

بہر خدا مجھے بھی کہیں چھاپ دیجیے

چشم جہاں سے حالت اصلی چھپی نہیں

اخبار میں جو چاہیے وہ چھاپ دیجیے

دعویٰ بہت بڑا ہے ریاضی میں آپ کو

طولِ شب فراق کو تو ناپ دیجیے

سنتے نہیں ہیں شیخ نئی روشنی کی بات

انجن کی ان کے کان میں اب بھاپ دیجیے

اس بت کے در پہ غیر سے اکبر نے کہہ دیا

زر ہی میں دینے لایا ہوں جان آپ دیجیے

☆☆☆☆☆☆

شیخ صاحب دیکھ کر اس مس کو ساکت ہو گئے
ماسٹر صاحب بہت کمزور تھے چت ہو گئے

☆☆☆☆☆

نہ کچھ انتظار گزٹ کیجئے
جو افسر کہے بس وہ جھٹ کیجئے
بہت بھاتی ہے اس کی پھرتی مجھے
دعا ہے کہ لڑکی یہ نٹ کی جئے
کہاں کا حلال اور کیسا حرام
جو صاحب کھلائیں وہ چٹ کیجئے
سکھاتے ہیں تقلید انگلش جو آپ
کہیں مفلسوں کو نہ پٹ کیجئے
بگڑ جائے گا میم سے سارا کھیل
بس ان لعبتوں پر نہ ہٹ کیجئے
بہت شوق انگریز بننے کا ہے
تو چہرے پہ اپنے گلٹ کیجئے
اجل آئی اکبر گیا وقت بحث
اب ’’اِف‘‘ کیجئے اور نہ ’’بٹ‘‘ کیجئے

☆☆☆☆☆

نہایت حکمت آگیں آپ کی یہ اسپیچ ہوتی ہے
مزا شربت کا دے جاتی ہے گو وہ پیچ ہوتی ہے

☆☆☆☆☆

نبض آپ کی ہے سست بدن آپ کا یخ ہے
شاید چلی بیگم سے کسی بات پہ چخ ہے
پہنچا میں فلک پر جو نظر تم نے ملائی
شاید کہ میں تکل ہوں نظر آپ کی نخ ہے
اپنے شجرِ حسن کی وہ خیر منائیں
عشاق کی کثرت ہے کہ یہ فوج ملخ ہے
جزیے کو سدھارے ہوئے مدت ہوئی اکبر
البتہ علی گڈھ کی لگی ایک یہ چخ ہے

☆☆☆☆☆

رندی و شراب و بزم شاہد بھی ہے
منطق بھی ہے دلیل ملحد بھی ہے
لیکن قربان حکمت پیر مغاں
دو مولوی بھی ہیں ایک مسجد بھی ہے

☆☆☆☆☆

دھن نوکری کی ہے نہ پری ہے نہ حور ہے
اب فکر پاس کی ہے قیامت تو دور ہے
آمین بھی بدلتے ہیں نیت کے ساتھ روز
امید بے اصول سے اب دلِ نفور ہے

☆☆☆☆☆

دن تو جنات کی خدمت میں بسر ہوتا ہے
رات پریوں کی خوشامد میں گزر جاتی ہے
سلف ریسپکٹ کا وقت آئے کہاں سے اکبر
دیکھ تو غور سے دنیا کو کدھر جاتی ہے

☆☆☆☆☆

نوکروں پر جو گزرتی ہے مجھے معلوم ہے
بس کرم کیجیے مجھے بیکار رہنے دیجیے
راہ میں لیسنس ہی کافی ہے عزت کے لیے
بس یہی لے لیجیے تلوار رہنے دیجیے
ڈاکٹر صاحب سے ملنا آپ[119] کا اچھا نہیں
بیٹھے گھر میں مجھے بیمار رہنے دیجیے
تیزیٔ مے کا اثر تھا نزع کی آمد نہ تھی
خیر اٹھیے توبہ استغفار رہنے دیجیے

☆☆☆☆☆

کامیابی کا سدیشی پر ہر اک در بستہ ہے
چونچ طوطا رام نے کھولی مگر پر بستہ ہے

☆☆☆☆☆

شو میکری[120] شروع جو کی اک عزیز نے
جو سلسلہ ملاتے تھے بہرام گور سے
پوچھا کہ بھائی تم تو تھے تلوار کے دھنی

مورث تمہارے آئے تھے غزنی و غور سے
کہنے لگے ہے اس میں بھی اک بات نوک کی
روٹی ہم اب کماتے ہیں جوتے کے زور سے

☆☆☆☆☆

موکل چھٹے ان کے پنجے سے جب
تو بس قوم مرحوم کے سر ہوئے
پپیہے پکارا کئے پی کہاں
مگر وہ پلیڈر سے لیڈر ہوئے

☆☆☆☆☆

پردے کے واسطے تو عبث بیقرار ہے
پردہ دروں کا راز تو خود آشکار ہے
آغا تقی میں حسن نہ اب وہ سنگار ہے
پردہ اٹھا کے دیکھو تو کواا گہار ہے

☆☆☆☆☆

زاہد ایسے بے خبر ہیں ابروئے خم دار سے
جس طرح بابو کو ہے بیگانگت تلوار سے

☆☆☆☆☆

پریوں کا شوق ہے نہ مجھے فکر حور ہے
کالج سے ہے نجات تو ذکر حضور ہے

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2006

☆☆﴾☆﴿☆☆

بابو صاحب نے کہا اک باغ ہے میرا کلام
اس میں کیا شک ہے مگر یہ باغ شالا مار ہے

☆☆﴾☆﴿☆☆

سوئے فلک چلے جو غبارے میں بیٹھ کر
منہ حاسدوں کے غصہ و غیرت سے مڑ چلے
احباب نے کہا کہ مبارک ہو یہ عروج
شکر خدا کہ اب تو یہ بابو بھی اڑ چلے

☆☆﴾☆﴿☆☆

سینہ مس کا اُبھار اے دِل فساد انگیز ہے
لوگ سچ کہتے ہیں بادنجان باد انگیز ہے
عدل انگلش من ۱۲۱ سے تو نیند آرہی ہے شیخ کو
بابوؤں کی شورش البتہ جہاد انگیز ہے
علم کی حد تک عقیدے سب یقیں کے ساتھ ہیں
اس سے آگے کی ہوس صرف اعتقاد انگیز ہے

☆☆﴾☆﴿☆☆

شیخ جی گھر سے نہ نکلے اور مجھ سے کہہ دیا
آپ بی اے پاس ہیں اور بندہ بی بی پاس ہے

☆☆﴾☆﴿☆☆

ممکن نہیں اے مس ترا نوٹس نہ لیا جائے
گال ایسے پری زاد ہوں اور کس۲۲! نہ لیا جائے

لندن میں بگڑ جاؤ گے وسواس یہی ہے
تم پاس رہو میرے بڑا پاس یہی ہے

ہر اک رمارک آپ کا عقرب کا نیش ہے
مجھ کو رنج غیر کا سینہ بھی ریش ہے

مجھ سے کہا کہ گوز شتر ہے ترا سخن
اس سے یہ کہہ دیا کہ تو گوبر گنیش ہے

یاروں کو فکر روز جزا کچھ نہیں رہی
بس کام ہے انہیں رہ عیش و نشاط سے
کہتے ہیں حرج کیا ہے جو باریک ہے وہ پل
بائیسکل پہ گذریں گے ہم پل صراط سے

خلقت اسی سمت صف بہ صف جاتی ہے
باعود و رباب و چنگ و دف جاتی ہے

ہے نور خدا بھی طالب رزق کا دوست
ڈاڑھی بھی تو پیٹ کی طرف جاتی ہے

☆☆۞☆۞☆☆

کچھ شک نہیں کہ حضرت واعظ ہیں خوب شخص
یہ اور بات ہے کہ ذرا بے وقوف ہیں

☆☆۞☆۞☆☆

اردو کے تین ربع کے مالک ہیں خود ہنود
پھر کیا سبب جو اس سے انہیں انحراف ہے
یعنی اردو ہے چیز انہیں کے مذاق
اردو کے تین جزو یہی صاف صاف ہے

☆☆۞☆۞☆☆

ذوق معنی نہیں تجھے اکبر
سن لے یہ بات گر تجھے شک ہے
شیخ سے چھوٹے الجھے انجن میں
اس میں بک بک تھی اس میں بھک بھک ہے

☆☆۞☆۞☆☆

ہر چند کہ مجھ کو اعتقاد اب تک ہے
تاہم بہ لحاظ وقت دل میں شک ہے
بیٹھے تو بہت ہی سر جھکا کر ہیں حضور
کیا جانے مراقبہ ہے یا پینک ہے

کی ہے معدے نے کمیٹی پیٹ میں
بائی لا۱۲۳ے ہر رگ کے اندر ٹھیک ہے
حضرت نزلہ ہیں صدر انجمن
دم بدم ان کی بھی اک تحریک ہے

تیرے قدموں سے رونق شہر پر اگ ہے
یعنی تیرے ہی دم سے بتوں کا سہاگ ہے
بھڑکی ہے دل کی آگ گوالن کے عشق میں
احباب ہنستے ہیں کہ یہ کنڈے کی آگ ہے

سب سمجھتے ہیں کہ یہ عشق بتاں اک روگ ہے
لیکن اس کو کیا کریں ملتا جو موہن بھوگ ہے
شاہد ان مغربی کرتے نہیں مجھ کو قبول
ٹال دیتے ہیں یہ کہہ کر آپ کالا لوگ ہے

دیکھوں عروس دہر کو کیوں آنکھ کھول کے
بہتر یہی ہے کام نکالوں ٹٹول کے

جو مردہ ہیں وہ پاک ہیں دنیا کے کھیل سے
سچ ہے خبیث ملتے ہیں ایسی چڑیل سے
چہرے کے نیچے قہر ہے ڈاڑھی کا جھول جھال
اس فرد کو بچائیے تفصیل ذیل سے

جب کہا گیسو کا بوسہ دیجئے دل لیجئے
ہنس کے بولے آپ کو سودا ہے مسہل لیجئے

دل میں جو پڑگئی ہے گرہ کھول ڈالئے
اک دم میں کل متاع سخن تول ڈالئے
ترکیب ہے ترقی اردو کی بس یہ خوب
جو آپ بول سکتے ہیں سب بول ڈالئے

واہ اکبر بس مقیم کول ہو کر رہ گئے
خود فروشی کی نہیں انمول ہو کر رہ گئے
عرض و طول ہند میں تم نے نہ دوڑائے خطوط
دل کشی مرکز میں پائی گول ہو کر رہ گئے

ہم شب وصال وہ بے میل ہوگئے
افسوس انٹرنس میں ہم فیل ہوگئے

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

درگاہ کے چراغ کو چھوڑا برائے لیمپ
سب کی نظر میں گھی سے مگر تیل ہوگئے
بوڑھوں نے پہلے لڑکوں کو خود ہی بنایا کھیل
ان کی نظر میں آپ ہی اب کھیل ہوگئے
اے شیخ جب نکیل نہیں دست قوم میں
پھر کیا خوشی جو اونٹ ترے ریل ہوگئے
ہم بھی کلیل کرنے لگے گائے کی طرح
اس ملک میں بھی حضرت گو کھیل ہوگئے

☆☆☆☆

میں نے جو کہا کل انتظام آپ کا ہے
بے فائدہ آپ کا یہ کام آپ کا ہے
کہنے لگے مسکرا کے یہ سب ہے صحیح!
لیکن خوش ہو جئے کہ نام آپ کا ہے

☆☆☆☆

مذہب جس کی نظر سے بالکل گم ہے
کیوں کر میں کہوں وہ داخل مردم ہے
شائستہ جو ہو تو اس کو پونی سمجھو
ایسا جو نہ ہو تو اک حر بے دم ہے

☆☆☆☆

آئندہ اردو زبان کے نمونے

بابو جی کا وہ بت ہوا نوکر
غیر اس کو پیام دیتا ہے
بابو کہتے ہیں وہ نہ جائے گا
میرے انڈر۱۲۴ میں کام دیتا ہے

☆☆☆☆☆☆

واسطہ کم ہوگیا اسلام کے قانون سے
دب گئی آخر مسلمانی مری پتلون سے

☆☆☆☆☆☆

اب کہاں تک بتکدے میں صرف ایماں کیجئے
تا کجا عشقِ بتاں میں سست پیماں کیجئے
ہے یہی بہتر علی گڈھ جا کے سید سے کہوں
مجھ سے چندہ لیجئے مجھ کو مسلماں کیجئے

☆☆☆☆☆☆

جب اگلا کورس خارج ہوگیا تعلیم طفلاں سے
تو اب اعراض ہم کیوں کر کریں تعلیم نسواں سے

☆☆☆☆☆☆

ان کو کیا کام ہے مروت سے
اپنے رخ سے یہ منہ نہ موڑیں گے
جان شاید فرشتے چھوڑ بھی دیں
ڈاکٹر فیس کو نہ چھوڑیں گے

اس اکھاڑے میں اڑنگے دیکھ کر قانون کے
شیخ نے تہمد سے ہجرت کی طرف پتلون کے

نہیں کچھ گفتگو اس میں یقیناً شیر ہیں حضرت
بس اتنی بحث باقی ہے یہ بھینسا ہے کہ انجن ہے
چمک تیغوں کی ہاتھوں کی صفائی واہ کیا کہنا
مگر یہ دیکھ لو گٹھار بر کا ہے کہ گردن ہے
مدار کار جب ہو اتفاق و عقل و حکمت پر
تو اس سے جو کرے غفلت وہ اپنا آپ دشمن ہے

راہ تو مجھ کو بتا دی خضرؑ نے
اونٹ کا لیکن کرایہ کون دے

اب تو جاگو ایشیائی بھائیو
نیند میں غفلت کی صدیوں سو لئے
ہو مبارک جستجو خضرؑ انہیں
ہم تو اب انجن کے پیچھے ہو لئے
اب تھیٹر میں ہنسیں گے جا کے خوب
خانقاہوں میں تو برسوں رو لئے

ہوتا ہے نفخ یورپین نان پاؤ سے
میں خوش ہوں ایشیا کے خیالی پلاؤ سے
ایمان بیچنے پہ ہیں اب سب تلے ہوئے
لیکن خرید ہو جو علی گڈھ کیبھاؤ سے
دھمکا کے بوسہ لوں گا رخ رشک ماہ کا
چندہ وصول ہوتا ہے صاحب دباؤ سے

چٹھی اس مس کی ہے کہ یہ جادو ہے
دل جوشِ مفاخرت سے بے قابو ہے
ایسی پری اور مجھ کو پیارا لکھے!
القاب میں دیکھیے ڈیر کلو ہے

ہندی مسلم میں ہند کی بو بھی ہے
افطار میں ہے کھجور تو سیو بھی ہے
اللہ ہے زباں پر بے شک
لیکن اک رنگ بم مہادیو بھی ہے

برا ہوا کہ رقیبوں میں بڑھ گئے بابو
ذرا سی بات ہوئی اور یہ سوئے تھا نہ چلے

حریص زر کی میت پر یہ بولا طالب قوت
جو مل جائے تو اس کو کھاؤں یہ سونے کا کشتہ ہے

ہیں لیمپ عزیز شمع بیگانہ ہے
جلتا ہے چراغ سے جو فرزانہ ہے
سب کی ہے مسوں کے روئے روشن پہ نگاہ
جو ہے نئی روشنی کا پروانہ ہے

عبث ان کا گلہ ہے مستغیثہ بولتی کیوں ہے
کوئی پوچھے تو ناحق تم نے ڈالی اولتی کیوں ہے

آپ کی انجمن کی ہے کیا بات
آہ چھپتی ہے واہ چھپتی ہے
حکمتوں سے ہوئی ہے جزو شکم
روح بھی اب تو کورس جپتی ہے

اس غرض سے کہ سینہ پوش نہ ہو
شیخ کی ریش روز نپتی ہے

پائے خامہ ٹھہر نہیں سکتا
کس قدر یہ زمین تپتی ہے

جو عقل کھری تھی کی وہ کھوٹی اس نے
اچھے اچھوں سے چھینی روٹی اس نے
مستوں پہ شراب فاقہ مستی لائی
پتلون کو کر دیا لنگوٹی اس نے

کہا جو میں نے کہ ان کی ادا انوکھی ہے
کہا بتوں نے کہ اردو میاں کی چوکھی ہے

نکتہ یہ سنا ہے ایک بنگالی سے
کرنا ہو بسر جو تم کو خوش حالی سے
خالی ہو جگہ تو اپنے بھائی کو دلاؤ
غصہ آئے تو کام لو گالی سے

ان کی تحریکوں سے یوں رہتی ہے دنیا بے چین!
جس طرح پیٹ میں بیمار کے بائی دوڑے
ممبری کے لیے لپکا مری جانب وہ غول
گائے موئی نظر آئی تو قصائی دوڑے

☆☆﴾☆﴿☆☆

مار و کژ دم رہ گئے کیڑے مکوڑے رہ گئے
صورتیں تو ہیں مگر انسان تھوڑے رہ گئے

خضر عنقا ہوگئے موذی بنے ہیں سد راہ
گر گئے سنگ نشاں سڑکوں پہ روڑے رہ گئے

پردہ در کی رائے سن کر بیبیاں کہنے لگیں
اب ہمارے وارث ایسے ہی نگوڑے رہ گئے

☆☆﴾☆﴿☆☆

شیخ صاحب چل بسے کالج کے لوگ ابھرے ہیں اب
اونٹ رخصت ہوگئے پولو کے گھوڑے رہ گئے

☆☆﴾☆﴿☆☆

جو وقت ختنہ میں چیخا تو نائی نے کہا ہنس کر
مسلمانی میں طاقت خون ہی بہنے سے آتی ہے

☆☆﴾☆﴿☆☆

عاشقی کا ہو برا اس نے بگاڑے سارے کام
ہم تو اے بی میں رہے اغیار بی اے ہوگئے

☆☆﴾☆﴿☆☆

پردہ کا مخالف جو سنا بول اٹھیں بیگم
اللہ کی مار اس پہ علی گڑھ کے حوالے

☆☆۞☆۞☆☆

کھائی مژگان و نظر کی جو قسم بولا وہ شوخ
آپ اب قسمیں بھی کھاتے ہیں چھری کانٹے سے

☆☆۞☆۞☆☆

دیکھ لو حال مرا آہ کی حاجت کیا ہے
دو اور اک تین پہ واللہ کی حاجت کیا ہے
پیچھے انجن کے بس اب ہولیں مسلمان بھائی
اب انہیں خضرؑ کی اور راہ کی حاجت کیا ہے
داد قرآں کی نہ دو بھائی عمل اس پہ کرو
پیش در گاہ خدا واہ کی حاجت کیا ہے

☆☆۞☆۞☆☆

ناک رگڑی برسوں اس ارمان میں
سن لیں میری بات اک دن کان میں

☆☆۞☆۞☆☆

قصہ منصور سن کر بول اٹھی وہ شوخ مس
کیسا ۱۲۵؎ احمق لوگ تھا پاگل کو پھانسی کیوں دیا
کاش اے اکبر وہی حالت مجھے بھی پیش آئے
اور یہ کافر پکارے در پناہ من بیا

☆☆۞☆۞☆☆

کہتے ہیں اکبر یہ تیری عقل کا کیا پھیر ہے
طبع تیری اس نئی تہذیب سے کیوں سیر ہے
عرض کرتا ہوں کہ میں بھی حاضر ہوں گا عنقریب
ہوچکا ہوں پیر بس نابالغی کی دیر ہے

☆☆☆☆☆☆

ملتا نہیں گھی تو خشک روٹی ہی سہی
نعمت جو بڑی نہیں تو چھوٹی ہی سہی
میں قوم کی فربہی کا مشتاق نہیں
بس جائیے میری عقل موٹی ہی سہی

☆☆☆☆☆☆

نفرت تھی مجھ کو بے شک مچھر کے بولنے سے
کہتا تھا اپنے دل میں بے چارہ کیا برا ہے
آخر کھلا یہ عقد نفرت کا مجھ کو اکبر
آواز بے تکی ہے کم بخت بے سرا ہے

☆☆☆☆☆☆

چند ذرے کیمیا سے رنگ کی پڑیا بنے
شیخ صاحب ہوش نہ بھی کھو بیٹھے اور گڑیا بنے

☆☆☆☆☆☆

مغربی کل نے مجھ کو پیسا ہے
میرا چونا ہے اور کلیسا ہے

آپ ہی گا کے جھوم لیتے ہیں
باربد ہے نہ اب نکیسا ہے

☆☆☆☆☆

نکالا شیخ کو مجلس سے اس نے یہ کہہ کر
یہ بے وقوف ہے مرنے کا ذکر کرتا ہے

☆☆☆☆☆

تم ناک چڑھاتے ہو مری بات پہ اے شیخ
کھینچوں گا کسی روز میں اب کان تمہارے

☆☆☆☆☆

عادت جو پڑی ہو ہمیشہ سے وہ دور بھلا کب ہوتی ہے
رکھی ہے چنوٹی پاکٹ میں پتلون کے نیچے دھوتی ہے

☆☆☆☆☆

نہ تو انگریز بنے ہم نہ مسلمان رہے
عمر سب مفت میں کھویا کئے نادان رہے
طاقت اسلام کی کہتی تھی مسلمانوں سے
جب میں جانوں کہ مرے بعد مرا دھیان رہے
اُن کی سب سنتے ہیں اپنی نہیں کہہ سکتے کچھ
کیا قیامت ہے زباں کٹ گئی اور کان رہے
تھی بہت ان کو مسلمانوں کی تہذیب کی فکر
بولے مسجد کے تلے مے کا بھی سامان رہے

راحتِ جاں ہے تری نظم دل آویز اکبر
تندرستی رہے ایمان رہے جان رہے

☆☆﴿☆﴾☆☆

ہم تو کالج کی طرف جاتے ہیں اے مولویو
کس کو سونپیں تمھیں اللہ نگہبان رہے

☆☆﴿☆﴾☆☆

انگریز میں عظمت جہاں بانی ہے
ہم میں اک شانِ علم روحانی ہے
لیکن تم لوگ تو کسی میں بھی نہیں
بازو نہ قوی نہ قلب نورانی ہے

تین غزلیں ۱۲۶؎

☆☆﴿۱﴾☆☆

وہ حجاب ان کا آج تک نہ گیا
نہ گیا ان کے دل سے شک نہ گیا
اک جھلک ان کی دکھ لی تھی کبھی
وہ اثر دل سے آج تک نہ گیا
کیا ٹھہرتا ہمارے آگے غیر
دیکھئے آخرش کھسک نہ گیا

☆☆﴿۲﴾☆☆

حسن نے ناز کیے عشق کی تکمیل ہوئی
نہ نظر آپ کی سمجھی نہ مرا دل سمجھا
آپ دیکھیں مجھے اور میں نہ کروں یاد خدا
موت سے آپ نے ایسا مجھے غافل سمجھا ۱۲۷

☆☆ (۳) ☆☆

اب شغل زندگی کے ہیں قانون ہی کچھ اور
کیسی غزل یہاں تو ہے مضمون ہی کچھ اور
وہ جادوئے سخن ہے نہ وہ رنگ انجمن
تہذیب مغربی کے ہیں افسون ہی کچھ اور

کچھ اور کلام ۱۲۸

☆☆ (۱) ☆☆

فخر یہ میں نے جو اشعار پڑھے سعدی کے
فخر یہ آپ سنانے لگے نظم ملٹن
شیخ سعدی تو بزرگوں میں مرے تھے اے دوست
آپ کے کون تھے ملٹن یہ سنو حضرت من

☆☆ (۲) ☆☆

بولے جاڑوں میں لالہ گنگا دین
دھوپ سے مجھ کو ہوتی ہے تسکین
ڈاڑھی سورج کی تھام لیتا ہوں
مدعا یہ کہ گھام لیتا ہوں

☆☆﴿۳﴾☆☆

مذہب نے پکارا اے اکبر اللہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
یاروں نے کہا یہ قول غلط تنخواہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
ہر بات پہ تم قسمیں کھانا جب یاد کریں راجہ صاحب
دربار اودھ میں اے اکبر واللہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
ملنے کا کسی سے ہے یہ مزا ایک جوش طبیعت ہو پیدا
اس بزم میں میرے پہونچنے پر اخاہ نہیں تو کچھ بھی نہیں

☆☆﴿۴﴾☆☆

تھا تصور مالک آزادی رندانہ ہوں
لیکن اب بالکل اسیر انتظام خانہ ہوں
پہلے تھے اس بت کے گرداب ساتھ ہی بچوں کی فوج
عشق میں دیوانہ تھا اب فکر میں دیوانہ ہوں

☆☆﴿۵﴾☆☆

ہم ایسی کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کے لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

☆☆﴿۶﴾☆☆

مذہب نے کہا کہ جان سے عاری ہیں
آپس ہی کے لوگ باعث خواری
دیا قزاق تھے ہوئے ہیں اب اسیر
اپنوں ہی میں کچھ گواہ سرکاری ہیں

☆☆﴿۷﴾☆☆

ان ہیں اس زمانے میں ہم جی کے کیا کریں
جائز سہی شراب مگر پی کے کیا کریں
ہم اونچے درجہ کی ہوتی نہیں نصیب
پھر گھر میں بیٹھ کر بجز اے بی کے کیا کریں

☆☆﴿۸﴾☆☆

شیخ کی وہ دھج نہیں وہ شیخ کی ڈاڑھی نہیں
دوستی مذہب سے ہے پر اس قدر گاڑھی نہیں

☆☆﴿۹﴾☆☆

اکبر مجھے شک نہیں تیری تیزی میں
اور تیرے بیان کی دلآویزی میں
شیطان عربی سے ہند میں ہے بیخوف
لاحول کا ترجمہ کر انگریزی میں

☆☆﴿۱۰﴾☆☆

ہیں عمل اچھے مگر دروازہ جنت ہے بند
کرچکے ہیں پاس لیکن نوکری ملتی نہیں

☆☆﴿۱۱﴾☆☆

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ
گلے میں جو اتریں وہ تانیں اڑاؤ

کہاں ایسی آزادیاں تھیں میسر
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

☆☆﴿۱۲﴾☆☆

شیخ اس درجہ اناڑی ہے جو گھوڑے پہ چڑھے
باگ گردن میں رکاب آ کے پھنسی ران میں ہو
لات دنیا پر نہ مارو ابھی اے حضرت شیخ
بیٹھکیں کر لو ذرا زور تو کچھ ران میں ہو

☆☆﴿۱۳﴾☆☆

شوق لیلائے سول سروس نے مجھ مجنوں کو
اتنا دوڑایا لنگوٹی کر دیا پتلون کو
جامہ ہستی کے ٹکڑے اڑ رہے ہیں نزع میں
پھینکیے اب کوٹ کو تہ کیجیے پتلون کو

☆☆﴿۱۴﴾☆☆

دقیانوسی طریق سے منہ موڑو
شیرازہ مذہبی نعت کا توڑو
بھوکے سے کہو کہ حد تہذیب میں رہ
آنتوں سے کہو کہ قل ھو اللہ چھوڑو

☆☆﴿۱۵﴾☆☆

فقط مذہب سے تم میں عزت و وقعت کی ہے یہ بو
وگرنہ اور کیا نسبت کجا ولیم کجا کلہ

☆☆ ۱۶ ☆☆

بے ہنر ہو کر جو بیٹھو طعنۂ حالی سنو
با ہنر ہو کر جو چمکو قوم سے گالی سنو
ہم کو تو پیر طریقت نے یہی دی ہے صلاح
قصۂ منصور دیکھو اور قوالی سنو

☆☆ ۱۷ ☆☆

اونٹ نے گایوں کی ضد پر شیر کو ساجھی کیا
پھر تو مینڈک سے بھی بدتر سب نے پایا اونٹ
جس پہ رکھا چاہتے ہو باقی اپنی دسترس
منہ میں ہاتھی کے کبھی اے بھائی

☆☆ ۱۸ ☆☆

تکلفات سے لِلّٰہ اپنا سر نہ پھراؤ
جو دال روٹی ہو موجود وقت پر وہ کھلاؤ
مجھے بھی چکھو گے کیا رکھ کے خوان نعمت پر
کباب کرتا ہے اب مجھ کو انتظار پلاؤ

☆☆ ۱۹ ☆☆

نیکی کے حق میں کج ادائی نہ کرو
اللہ کے ساتھ بے وفائی نہ کرو
نیٹو بھی رہو گے مرو گے بھی ضرور
کہتا ہوں کہ دعویٰ خدائی نہ کرو

☆☆﴿۲۰﴾☆☆

صاحب سے اذن لے کے کروں گا میں عشق چشم
لیئنس ہے ضرور ہرن کے شکار کو

☆☆﴿۲۱﴾☆☆

جب پڑی قومی مصیبت تو کسی نے کیا کیا
سب ہوئے اندوہگیں خون جگر سب نے پیا
ہاں جو شاعر تھے انہوں نے نالۂ موزوں کے ساتھ
داغ دل کو آسماں نظم پر چمکا دیا

☆☆﴿۲۲﴾☆☆

پیتا ہوں شراب آب زمزم کے ساتھ
رکھتا ہے اک اونٹنی بھی ٹم ٹم کے ساتھ
ہے عشق حقیقی اور مجازی دونوں
قوال کی بھی صدا ہے چھم چھم کے ساتھ

☆☆﴿۲۳﴾☆☆

قوم سے مے کی سفارش کیا کروں
نیک کو شیطان کر دیتی ہے یہ
ایک جوہر ہے فقط اس میں مفید
خود کشی آسان کر دیتی ہے یہ

حواشی

۱ے

☆

صرف مصرعہ اول حضرت اکبر کا ہے، ۲۰ سال کے تھے جب امتحان لیا گیا تھا۔

۲ے

☆

مصرع طرح

۳ے

☆

ایک پروانہ لمپ کے گرد ناچ رہا تھا (۱۸۷۲ء)

۴ے

☆

صوفیوں کے ایک طریقہ ذکر کا نام ہے

۵ے

☆

بحذف نون آخریں۔ بطریق شاذ جیسا کہ زمیں سے زمی ۱۲۔

۶ے

☆

ایک مشہور انگریزی شاعر

۷ے

☆

اب متروک ہے ۱۲

۸ے

☆

یعنی دنیا کے دھندے۔

۹؎

☆

ضمیر مذکر غائب He

۱۰؎

☆

ضمیر مونث غائب She

۱۱؎

☆

یہ لفظ آخریں ہے ضرورت قافیہ کے لیے نون گرایا گیا ہے جیسے زمیں سے زمی

۱۲؎

☆

انگریزی میں بجلی پیدا کرنے کے آلہ کو کہتے ہیں

۱۳؎

☆

اشارہ ہے ''کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ'' کی طرف

۱۴؎

☆

ایک انگریز مورخ کہتا ہے کہ یہ مسئلہ ڈارون کی سمجھ میں نہیں آیا۔

۱۵؎

☆

عالی جناب شیخ احمد حسین صاحب خان بہادر تعلقہ دار پریانواں

۱۶؎

☆

Come All

۱۷

☆

Fame شہرت

۱۸

☆

Aim مقصود

۱۹

☆

سنسکرت کا ایک بڑا مصنف ہے۔

۲۰

☆

دوائے مقوی کو ٹانک کہتے ہیں

۲۱

☆

یہ بصیغہ جمع چاہیے

۲۲

☆

جست

۲۳

☆

خیر خواہی

۲۴

☆

اس زمانہ کے گورنر یوپی کا نام ہے

۲۵

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

☆

اگر چہ اختلاف حرکت قافیہ اساتذہ کے یہاں ہے مگر یہاں میں سرسید سے قافیہ نہیں ملا سکا

۲۶

☆

یہ قطعہ ۱۸۷۷ء میں لکھا گیا تھا

۲۷

☆

اصل کھوگئی لڑکوں کی غلط فہمیوں کے بعد اجزا بہم پہنچے ان سے یہ نقل لکھی گئی۔ ۲۶ دسمبر ۱۸۹۱ء۔ اکبر

۲۸

☆

سید صاحب نے انسٹیٹیوٹ گزٹ میں نظم مندرجہ بالا کی تعریف چھاپی ہے۔

۲۹

☆

Matter

۳۰

☆

نجات

۳۱

☆

ایڈیٹر اخبار البشیر نے لکھا تھا۔ کہ مسلمان پروفیسر مقرر ہو۔

۳۲

☆

مطلب یہ کہ ہم کیوں نہ پٹنگ اور کاری وغیرہ نعمتیں ہوٹل میں کھائیں۔

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

۳۳؎

☆

Leap, Skip, Jump سب کے معنی کود پھاند کے ہیں

۳۴؎

☆

حال کی تحقیق و تصنیف علمائے یورپ بالخصوص انسان کے باب میں لائق ملاحظہ ہے جس میں ڈارون کی غلطی بیان کی گئی ہے (مصنف)

۳۵؎

☆

قوم

۳۶؎

☆

چرخ

۳۷؎

☆

طائر

۳۸؎

☆

لفظ

۳۹؎

☆

مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی ۱۹۰۴ء میں حضرت نے حالت وجد میں انتقال فرمایا تھا

۴۰؎

☆

مولانا محمد حسین آلہ آبادی

۴۱

☆

یہ سید جلال الدین طہرانی ایڈیٹر حبل المتین کے نام دعوت نامہ ہے۔

۴۲

☆

سید عشرت حسین سے خطاب ہے

۴۳

☆

۱۹۰۵ء میں مصنف کو باری سے پت آئی تھی

۴۴

☆

یہ قطعہ ڈاکٹر سلیمان جونپوری بیرسٹرایٹ لاء کے متعلق ہے جو آخر میں سر سلیمان تھے۔

۴۵

☆

آگرہ سے تبدیلی کے وقت

۴۶

☆

عشرت حسین سے خطاب ہے۔

۴۷

☆

میں نے قصداً اصلی تلفظ سے رجوع کیا ہے۔

۴۸

☆

سید عشرت حسین

۴۹؎

☆

بہ تخفیف یا

۵۰؎

☆

سید عشرت حسین

۵۱؎

☆

سید عشرت حسین

۵۲؎

☆

حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب

۵۳؎

☆

مولوی برکت اللہ صاحب رئیس غازی پور

۵۴؎

☆

سر اسر حسن خاں صاحب مدار المہام ریاست بھوپال

۵۵؎

☆

خان بہادر عبد المجید خاں صاحب مرحوم

۵۶؎

☆

سید عشرت حسین

۵۷

☆

دے نام ماہ فارسی

۵۸

☆

بمعنی غبارہ

۵۹

☆

نقل اتارنا Imitation

۶۰

☆

مخالفانہ جوش Agitation

۶۱

☆

عمداً بلما کے ساتھ قافیہ ملایا گیا ہے

۶۲

☆

یعنی مسز اینی بسنٹ صاحبہ

۶۳

☆

قوم Nation

۶۴

☆

نقل Imitation

۶۵

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

☆

یعنی رقیبوں کے

۶۶

☆

ہمیں ٹوٹنے لگے

۶۷

☆

محسن الملک نواب مہدی علی

۶۸

☆

سید عشرت حسین فرزند حضرت اکبر

۶۹

☆

سابق پرنسپل علی گڑھ کالج

۷۰

☆

Relation بمعنی رشتہ

۷۱

☆

Convocation

۷۲

☆

Nation ہے

۷۳

☆

Agitation یعنی مخالفت پر جوش

۷۴

☆

Terse (لطیف)

۷۵

☆

Witty (ظریف)

۷۶

☆

Originality (جدت)

۷۷

☆

دوسرے مصرعے کے قافیے کے لیے طبع آزمائی ہوئی تھی

۷۸

☆

ذمہ دار

۷۹

☆

دونوں مغربی فلاسفر تھے

۸۰

☆

انگریزی اکنی

۸۱

☆

انگریزی پیسے

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved. ©2002-2006

۸۲

☆

عالی جانب مولوی کرامت حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لاء حال جج ہائی کورٹ الہ آباد

۸۳

☆

رئیس جائیس ملک اودھ وکیل الہ آباد

۸۴

☆

No

۸۵

☆

Yes

۸۶

☆

بالارادہ اصلی لفظ سے تجاوز کیا گیا

۸۷

☆

Small چھوٹا

۸۸

☆

Greatبڑا

۸۹

☆

Graduate´

۹۰

☆

عدد سے مراد نہیں ہے لفظ ہے ہے اور یہ لفظ تحصیل سے متعلق ہے۔

۹۱

☆

نالش ازالہ حیثیت عرفی

۹۲

☆

نیولا

۹۳

☆

جب معشوق پیش نظر ہو وصل کے یہی معنی ہیں

۹۴

☆

سبحان اللہ

۹۵

☆

یہ مصرع اظہار وزن کے لیے ہے قافیہ نہیں

۹۶

☆

Girl لڑکی

۹۷

☆

Duke

۹۸

☆

Earl

۹۹؎

☆

Ruby لعل

۱۰۰؎

☆

Pearl موتی

۱۰۱؎

☆

انجیل مقدس

۱۰۲؎

☆

انگریزی شوربا

۱۰۳؎

☆

انگریزی کباب

۱۰۴؎

☆

Banks

۱۰۵؎

☆

Thanks

۱۰۶؎

☆

انگریزی حساب کالج میں جس کی تعلیم ہوتی ہے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۰۷؎

☆

Give me kissیعنی پیاری مجھکو بوسہ دو

۱۰۸؎

☆

You may takeیعنی آپ لے سکتے ہیں

۱۰۹؎

☆

Gelding

۱۱۰؎

☆

Stallion

۱۱۱؎

☆

سعی کی کوشش

۱۱۲؎

☆

طاقت

۱۱۳؎

☆

یعنی عربی وفارسی کے الفاظ داخل کردیے گئے۔

۱۱۴؎

☆

Teaچائے

۱۱۵؎

☆

Piety تقدس

۱۱۶

☆

کانگرس

۱۱۷

☆

کانفرنس

۱۱۸

☆

If ۔اگر

۱۱۹

☆

But لیکن

۱۲۰

☆

مغربی زوجہ

۱۲۱

☆

جوتا بنانے کا کام

۱۲۲

☆

Englishman

۱۲۳

☆

Kiss

۱۲۴ ☆

قواعد

۱۲۵ ☆

تحت

۱۲۶ ☆

نقل کفر کفر نہ باشد

۱۲۷ ☆

یہ غزلیں دور سوم میں درج ہونی چاہیے تھیں۔ نقل کرنے والوں نے نقل نہیں کیں۔ چونکہ کلیات اکبر بازار میں نایاب ہے آنریبل چودھری احمد خاں صاحب سے۔ اور ایک اور صاحب سے جلدیں مستعار لی گئیں اور انہیں نقل کرایا گیا۔ نقل کرنے والوں ہی کی مدد سے نقلوں کا اصل سے مقابلہ کیا تھا۔ انہوں نے اپنی غلطی کو نہیں بتایا۔ اب پروف پڑھتے وقت میں نے مطبوعہ کلیات سامنے رکھ کر ایک ایک شعر کو بالکل تنہا ملایا۔ تو غزلیں نظر آئیں۔ (مرتب)

۱۲۸ ☆

یہ پوری غزل نہیں ہے۔ ایک غزل کے دو شعر ہیں۔ صرف دو شعر رہ گئے تھے غزل کے باقی اشعار درج ہو چکے ہیں۔

۱۲۹ ☆

یہ بھی نقل نہیں ہوا تھا۔ افسوس ہے کہ صفحہ ۴۳۷ سے ترتیب صحیح نہیں رہی۔ بہر حال جلد اول کا ایک ایک شعر جلد اول سے لیا گیا ہے۔

The End-----اختتام--------